خطوط

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

مرتبہ

محمد راشد شیخ

محکمہ ثقافت حکومتِ سندھ

بسم الله الرحمن الرحيم

خطوط

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

مرتبہ

محمد راشد شیخ

محکمہ ثقافت حکومت سندھ

جملہ حقوق محکمہ ثقافت حکومت سندھ کے پاس محفوظ ہیں

نام کتاب: خطوط ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

مرتب: محمد راشد شیخ

اشاعت: اول 2012ء

تعداد: 1,000

کمپوزنگ: افتخار احمد

کمپیوٹر لے آوٹ: ایم آر شیخ

پرنٹر: احمد بلاک ورکس

قیمت: 250 روپے

ناشر: محکمہ ثقافت، حکومت سندھ

Title of Book : Khutut Dr. Nabi Baksh Baloch

Compiled by: Muhammad Rashid Shaikh

Edition: First 2012

Quantity: 1,000

Composing: Iftikhar Ahmed

Computer Layout: M. R. Shaikh

Printed at: Ahmed Block Works

Published by: Culture Department Government of Sindh

Price: Rs. 250

نوٹ: یہ کتاب کلچر کتاب گھر، نزد ایم۔ پی۔ اے ہاسٹل سر غلام حسین ہدایت اللہ روڈ کراچی پر برائے فروخت موجود ہے۔

فون نمبر 021-99206073, 99206144

فہرست

ناشر کی طرف سے		9
مقدمہ	از محمد راشد شیخ	11
عکسی خطوط		39

نمبر شمار	مکتوب الیہ	تعداد خطوط	صفحہ نمبر
1	ظہیر الدین احمد	1	51
2	علامہ عبدالعزیز میمن	1	54
3	مولانا غلام رسول مہر	1	59
4	خواجہ عبدالوحید	1	61
5	حکیم محمد موسیٰ امرتسری	7	62
6	ممتاز حسن	1	67
7	آغا نصیر خان	1	69
8	کارکنان دار المورخین لاہور	1	71
9	حکیم محمد سعید	3	72
10	حکیم غلام یزدانی	1	75
11	محمود مرزا	1	76
12	ڈاکٹر محمد حمید اللہ	10	77
13	مدیر مشرق میگزین	1	86

14	خواجہ رضی حیدر	1	87
15	محی الدین عبدالقادر	1	88
16	جمیل نقوی	1	89
17	اظہر جاوید	1	90
18	ڈاکٹر غلام سرور	1	91
19	محمد سہیل عمر	2	93
20	پیر محمد کرم شاہ الازھری	1	95
21	ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی و		
	الطاف حسن قریشی	1	96
22	سیّد ضمیر جعفری	1	97
23	محمد نور الدین اویسی	1	98
24	مولانا بشیر احمد خان	1	100
25	عنایت اللہ فیضی	1	101
26	وجاہت رسول قادری	2	102
27	ظفر اقبال	1	104
28	پروفیسر شریف احمد صاحبزادہ	1	105
29	سیّد انور حسین نفیس رقم	2	106
30	طارق شاہد	1	108
31	ڈاکٹر جمیل احمد	1	109
32	سیّد اویس علی سہروردی	1	110
33	ڈاکٹر عبدالشکور احسن	2	111

34	ڈاکٹر محمد باقر	1	114
35	سیّد ہاشم رضا	1	116
36	ادا جعفری و نور الحسن جعفری	1	117
37	ڈاکٹر خلیق انجم	1	118
38	پروفیسر منظور الحق صدیقی	1	119
39	ڈاکٹر فرمان فتحپوری	1	121
40	نسیم محمود	1	122
41	عبدالحق بلوچ	1	123
42	ہلال صدیقی	1	124
43	فخر زمان	1	125
44	دوست محمد	2	126
45	ڈاکٹر مختار الدین احمد	5	128
46	امین جالندھری	1	134
47	علی محمد پٹواری	1	135
48	ڈاکٹر سیّد رضوان علی ندوی	1	137
49	مسعود احمد برکاتی	3	138
50	خالد لطیف	1	141
51	سیّد ریاض الحسن شاہ نوشاہی	1	142
52	محمد راشد شیخ	26	143
53	عزیز الحق قریشی	2	174
54	علامہ محمد اجمل مزاری	1	176

55	محمد صادق قصوری	1	178
56	طاہر محمود کوریجہ	1	179
57	فیصل احمد بھٹکلی ندوی	1	180
58	محمد علی	1	184
59	میر چاکر خان	2	186
60	وقار احمد زبیری	1	188
61	سیّد عماد الدین قادری	3	189
62	مشفق خواجہ	1	193
63	الطاف حسن قریشی	1	194
64	پروفیسر فتح محمد ملک	1	195
65	ڈاکٹر نوید الظفر	1	196
66	غازی محمد بخش	5	197
67	ڈاکٹر انصار زاہد خان	1	201
68	جیلانی چاند پوری	1	202
69	ڈاکٹر سلیم اختر	1	203
70	سیّد فصیح اقبال	1	205
71	پروفیسر قدرت اللہ فاطمی	1	207
72	ذاکر علی خان	1	208

ناشر کی طرف سے

محکمہ ثقافت حکومتِ سندھ ثقافت، تاریخ، آثار قدیمہ، کلاسیکی شاعری، ادب اور لطیفیات کے حوالے سے معیاری کتب شائع کرتا رہا ہے۔ البتہ گزشتہ چار برسوں کے جمہوری دور میں ثقافتی سرگرمیوں کے ساتھ اشاعتی سلسلے کو مزید توسیع دی گئی ہے۔ خاص طور پر محکمہ ثقافت، سندھ کے مشاہیر علم و ادب اور ان کی تحریروں کی اشاعت کے حوالے سے مسلسل کوشاں رہا ہے۔ اس سلسلے میں ہماری مسلسل یہ کوشش رہی ہے کہ ہر سال نئی تحقیقی کتب قارئین کی خدمت میں پیش کی جائیں۔

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ بین الاقوامی شہرت یافتہ محقق، دانشور، ماہر زبان ولغت اور بہت سی زبانوں کے عالم تھے۔ ان کا انتقال مورخہ 6 اپریل 2011ء کو حیدر آباد میں ہوا۔ اسی روز انتقال کی خبر سنتے ہی محترمہ سسی پلیجو وزیر ثقافت حکومت سندھ حیدر آباد پہنچیں اور اس موقع پر اعلان کیا کہ محکمہء ثقافت کی جانب سے ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی تحریروں کو مختلف کتب کی شکل میں اعلیٰ پیمانے پر شائع کیا جائے گا۔ پیش نظر کتاب اسی سلسلے کی کڑی کے طور پر شائع کی جارہی ہے۔

انہی کی ہدایت پر ڈاکٹر بلوچ کی کتب کو شائع کرنے کی اسکیم بنائی گئی جو منظور ہوچکی ہے۔ اس اسکیم کے تحت بلوچ صاحب کی وہ کتب جو مارکیٹ میں موجود نہیں ہیں ان کو شائع کیا جائے گا۔

ڈاکٹر بلوچ اپنی وسیع الاطراف اور وسیع الموضوعات علمی و تحقیقی خدمات کی بنا پر اپنی زندگی ہی میں ایک مینارۂ علم و ادب کی حیثیت اختیار کر چکے تھے۔انھوں نے سندھی، انگریزی، عربی، فارسی، سرائیکی کے علاوہ اردو زبان میں بھی بیش بہا تحقیقی کام کیا ہے۔ان کی اردو زبان میں خدمات بھی وسعت نظر، منفرد موضوعات اور علمی گہرائی کی بنا پر منفرد ہیں۔

اب تک ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے سندھی اور انگریزی خطوط شائع ہو چکے ہیں۔ پیش نظر کتاب ان کے 133 اردو خطوط کا اوّلین مجموعہ ہے۔ جناب محمد راشد شیخ نے اس کتاب کا آغاز ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی زندگی میں تقریباً تین سال قبل کیا تھا۔اس سے قبل وہ ڈاکٹر بلوچ کی اوّلین اردو سوانح اور اردو مقالات کا مجموعہ بھی مرتب کر چکے ہیں اور یہ دونوں کتب شایع ہو چکی ہیں۔

آخر میں ڈاکٹر محمد علی مانجھی، ڈائریکٹر کلچر حکومت سندھ کی کوشش کو بھی سراہتے ہیں جنھوں نے اس کام میں خصوصی دلچسپی لی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری یہ کوشش قارئین سے خوب داد وصول کرے گی۔

عبدالعزیز عقیلی
سیکریٹری
محکمہ ثقافت حکومتِ سندھ

مقدمہ

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ پاکستان کے نامور عالم، محقق، دانشور، ماہر تعلیم، ماہر لغت نویسی اور دیگر کئی حیثیتوں کے مالک تھے۔ وہ اپنی ذات میں خود ایک ادارہ تھے۔ وہ مورخہ 6 اپریل 2011ء کو علی الصباح حیدر آباد (سندھ) میں وفات پا گئے۔ ڈاکٹر صاحب کی عمر عیسوی تقویم اور اسکولی سرٹیفکیٹ کے مطابق 94 برس سے کچھ زائد ہو چکی تھی کیونکہ سرٹیفکیٹ میں ان کی تاریخ پیدائش ۱۶ر دسمبر ۱۹۱۷ء درج ہے البتہ خود ان کے مطابق ان کی پیدائش مارچ 1919ء میں ہوئی تھی۔ یہ فرق اس وجہ سے تھا کہ اُس زمانے میں بچوں کی عمر اسکول میں زائد لکھوانے کا رواج تھا۔ عمر خواہ زائد ہو یا کم' بلوچ صاحب کی زندگی اور علمی و تحقیقی خدمات اتنی زیادہ ہیں کہ انہوں نے ایک زندگی سے کئی زندگیوں کا کام لیا اور وقت جیسی قیمتی شے کو ضائع کرنے کے بجائے اعلیٰ علمی و تحقیقی کاموں میں بڑی کامیابی سے صرف کیا۔ جوانی میں تو انسان کے قویٰ مضبوط ہوتے ہیں اور سب ہی کام کرتے ہیں' لیکن راقم نے بلوچ صاحب کو 90 سال اور اس سے زائد عمر میں بھی پوری مستعدی اور دل جمعی سے علمی اور تحقیقی منصوبوں میں مصروف پایا۔ آج کے دور انحطاط میں جب کسی ایک زبان کے ماہر ہی نہیں ملتے تو ایسا عالم جو ہفت زبان ہو اور جس نے اپنی عمر عزیز کے دو چار نہیں پورے ستر برس علم و تحقیق کے لیے وقف کیے ہوں اور جس نے یہ ساری محنت اور مشقت کسی نام و نمود کی

خاطر نہیں بلکہ اہم علمی ضروریات کی تکمیل کی خاطر کی ہوں، ماضی قریب کے علماء و محققین میں ایسی منفرد شخصیت صرف ڈاکٹر بلوچ مرحوم کی ہی نظر آتی ہے۔ دراصل بلوچ صاحب ایسے عالم تھے جن کا اوڑھنا بچھونا ہی علم تھا۔ ان کے علمی و تحقیقی کارنامے کئی زبانوں یعنی سندھی، عربی، اردو، فارسی اور انگریزی میں شائع ہو کر محفوظ ہو چکے ہیں۔ ان زبانوں کے علاوہ بلوچ صاحب بلوچی، پنجابی اور سرائیکی زبانوں سے بھی کماحقہٗ واقف تھے۔ ان تمام زبانوں میں سندھی زبان میں بلوچ صاحب کی علمی و تحقیقی خدمات اس قدر وسیع ہیں کہ جن کی بنا پر اپنی زندگی ہی میں وہ سندھی زبان کے سب سے بڑے محقق اور دانشور کا درجہ پا چکے تھے۔

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، جیسا کہ ذکر کیا گیا مارچ 1919ء میں قریہ جعفر خان لغاری (ضلع سانگھڑ) میں پیدا ہوئے۔ ابھی آپ چھ ماہ کے کم سن بچے تھے کہ آپ کے والدِ محترم علی محمد خان کا محض 25 برس کی مختصر عمر میں انتقال ہو گیا۔ انتقال سے قبل جب علی محمد خان سے ان کی وصیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا تو انہوں نے صرف ایک جملہ کہا: ''میرے بچے کو پڑھانا ضرور''۔ بعض اوقات زندگی میں بہت چھوٹے اور معمولی واقعات بہت بڑے نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔ کسے خبر تھی کہ ایک چھوٹے سے گاؤں کے سادہ اور معمولی گھر میں کی گئی اس مختصر وصیت سے آگے چل کر کتنے بڑے نتائج برآمد ہوں گے۔

بلوچ صاحب نے ایک موقع پر راقم الحروف سے فرمایا تھا کہ اُس وقت جب ان کے والد نے یہ الفاظ زبان سے نکالے، ان کے چچا ولی محمد خان بھی موجود تھے۔ والد کے انتقال کے بعد چچا نے نہ صرف اس وصیت پر عمل کیا بلکہ ایک دو مواقع پر بلوچ صاحب سے بزور کرایا بھی۔ انہوں نے ہر ہر مرحلے پر بلوچ صاحب کی تعلیم کا مناسب انتظام کیا اور وہ بچپن میں اکثر کہا کرتے تے کہ میں نے اپنے بھائی کی وصیت کے یہ الفاظ سنے تھے چنانچہ میں آپ (بلوچ صاحب) کو ضرور پڑھاؤں گا اور پڑھائے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔ چچا کا یہ

احسان بلوچ صاحب نے تاعمر یاد رکھا اور وہ ان کا ذکر بڑے احترام آمیز الفاظ میں کرتے تھے۔

چچا ولی محمد خان کی ہی کوششوں سے بلوچ صاحب کی ابتدائی تعلیم کے تمام مراحل کامیابی سے طے ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گاؤں میں ہی حاصل کی اور 1924ء میں قریہ پلیو خان لغاری کے پرائمری اسکول میں داخلہ لیا۔ مارچ 1929ء میں مسلمانانِ سندھ کے معروف تعلیمی ادارے ''نوشہرو فیروز مدرسہ وہائی اسکول'' میں داخلہ لیا اور 1936ء میں اس ادارے سے اس شان کے ساتھ میٹرک کے امتحان میں کامیابی حاصل کی کہ پورے سندھ میں آپ اوّل نمبر آئے۔ اس کے بعد آپ نے ڈی جے کالج کراچی میں داخلہ لیا لیکن مالی مشکلات کی بناء پر یہاں تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ اُس دور میں پورے سندھ میں اکثریت میں ہونے کے باوجود مسلمانوں کا کوئی کالج نہیں تھا۔ اس کے برعکس سندھ میں ہندوؤں کے تین کالج قائم ہو چکے تھے اور وہ کراچی، حیدرآباد اور شکارپور میں تھے۔ انہی تین کالجوں میں ایک ڈی جے کالج کراچی بھی تھا۔ بلوچ صاحب نے ایک موقع پر راقم سے فرمایا تھا کہ اس عہد میں سندھ کے نوجوان کالجی تعلیم کی خاطر جوناگڑھ جاتے تھے اور یہ سلسلہ 1925ء سے شروع ہو چکا تھا۔ جوناگڑھ کے نواب مہابت خان بڑے مخیّر شخص تھے جنہوں نے جوناگڑھ میں بہاء الدین کالج کی شاندار عمارت اور ہوسٹل قائم کرایا تھا۔ آج کے ماحول میں ممکن ہے قارئین کو یہ پڑھ کر حیرت ہو کہ جوناگڑھ کے بہاء الدین کالج میں تمام برصغیر کے مسلمان بچوں کے لیے تعلیم، اعلیٰ رہائش اور طعام کی سہولیات بالکل مفت تھیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ نواب صاحب کی جانب سے یہ بھی سہولت تھی کہ جو طالب علم ششماہی امتحان میں کامیاب ہوتا اسے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا۔ اس وظیفے کو نواب مہابت خان کے نام پر ''مہابت فیلو'' کا نام دیا گیا تھا۔ اس وظیفے کی بنا پر بہاالدین کالج سے پڑھے

ہوئے ذہین اور محنتی طالب علم بمبئی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ (پی ایچ ڈی) بھی کرتے تھے۔

بلوچ صاحب 1937ء تا 1941ء بہاء الدین کالج جونا گڑھ کے طالب علم رہے۔ 1941ء میں یہاں سے آپ نے بی اے (آنرز) میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد 1941ء میں بلوچ صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ پہنچے اور ایم اے (عربی) میں داخلہ لیا۔ بلوچ صاحب فرماتے تھے کہ ان کا علی گڑھ میں چھ سالہ قیام اس لحاظ سے بڑا اہم تھا کہ اس دوران انہیں اعلیٰ تعلیم کا وسیع افق میسر آیا۔ اس کے ساتھ ہی انہیں عربی زبان وادب کے بین الاقوامی شہرت یافتہ عالم اور اس عہد میں صدر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ یعنی علامہ عبدالعزیز میمن (1888ء۔1978ء) کی رفاقت میسر آئی۔ ایک انٹرویو کے دوران بلوچ صاحب نے راقم سے فرمایا تھا کہ اس عہد میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے تمام اساتذہ اپنے اپنے فن میں یکتا تھے اور اس پائے کے اساتذہ انہوں نے پھر کہیں نہیں دیکھے۔ ان اساتذہ میں ڈاکٹر ہادی حسن (شعبۂ فارسی)' ڈاکٹر سیّد ظفر الحسن (شعبۂ فلسفہ)' پروفیسر محمد حبیب (شعبۂ تاریخ)' پروفیسر رشید احمد صدیقی (شعبۂ اردو) و دیگر اساتذہ شامل تھے۔ ان تمام اساتذہ میں بلوچ صاحب کا سب سے قریبی تعلق علامہ عبدالعزیز میمن سے قائم ہوا اور یہ تعلق اتنا بڑھا کہ علامہ میمن کے انتقال مورخہ 27 اکتوبر 1978ء تک بلوچ صاحب نے انتہائی قریبی قلبی تعلق رکھا، بلکہ اس کے بعد راقم کی جب بھی علامہ میمن کے حوالے سے گفتگو ہوئی انہوں نے اپنے عظیم استاد کا ذکر بڑے احترام آمیز الفاظ میں کیا۔ ۱۹۴۳ء میں مسلم یونیورسٹی سے ایم اے عربی میں بلوچ صاحب نے یونیورسٹی گولڈ میڈل حاصل کیا اور ساتھ ہی ایل ایل بی کی ڈگری بھی حاصل کی۔ بلوچ صاحب کے تصنیفی اور تالیفی کاموں کا آغاز بھی علی گڑھ کے اسی قیام کے دوران ہوا۔ ان کا پہلا تحقیقی مقالہ حیدر آباد دکن کے معروف تحقیقی رسالے "Islamic Culture" میں اسی زمانے میں

شائع ہوا۔ علامہ میمن کی زیرِ نگرانی بلوچ صاحب ''سندھ تحت عرب'' پر ڈاکٹریٹ کے لیے بڑی محنت سے مقالہ لکھ رہے تھے لیکن پیر الٰہی بخش (جو خود علی گڑھ کے سابق طالب علم تھے) کی کوششوں سے سندھ کے مسلمانوں کا پہلا کالج کراچی میں قائم ہوا جس میں تقرر کی وجہ سے بلوچ صاحب کو علی گڑھ چھوڑ کر کراچی آنا پڑا۔ کراچی آمد 1946ء میں ہوئی۔ اس کے بعد مرکزی حکومت کی اسکالرشپ پر بلوچ صاحب کولمبیا یونیورسٹی نیویارک پہنچے اور "A Program of Teacher Education for the new state of Pakistan" کے موضوع پر 1949ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور واپس کراچی پہنچے۔ آپ نے امریکہ میں قیام کے دوران مسلم طلبہ کی پہلی تنظیم مسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن قائم کی اور جب 14 اگست 1947ء کو پاکستان قائم ہوا تو اس کے چند گھنٹے بعد ہی نیویارک کے ایک بڑے ہال میں قیام پاکستان کی خوشی میں شاندار پروگرام منعقد کیا۔ یہ پروگرام پاکستان سے باہر پہلا یومِ پاکستان تھا۔

یہاں تک بلوچ صاحب کی تعلیمی زندگی کا احوال ہم نے بیان کیا، اس کے بعد ان کی ملازمتی زندگی کا آغاز ہوتا ہے جو مختصراً درج ذیل ہے:

☆1950ء تا 1951ء: بطور افسر بکارِ خاص (OSD) وزارت اطلاعات ونشریات کراچی۔

☆1951ء: علامہ آئی آئی قاضی کے اصرار پر سندھ یونیورسٹی میں تقرری بحیثیت پروفیسر آف ایجوکیشن۔

☆1973ء تا 1976ء: وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی۔

☆1976ء تا 1979ء: افسر بکارِ خاص (OSD) وزارتِ تعلیم اسلام آباد۔

☆1979ء تا 1982ء: ڈائریکٹر قومی کمیشن برائے تحقیق تاریخ وثقافت اسلام آباد۔

☆ نومبر 1980ء تا 1983ء: اوّلین وائس چانسلر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔

☆ 1983ء تا 1989ء: مشیر ہجرہ کونسل اسلام آباد۔

☆ مارچ 1990ء تا مارچ 1994ء: اوّلین چیئرمین سندھی زبان کا با اختیار ادارہ حیدرآباد (سندھ)

بلوچ صاحب ان لوگوں میں تھے جو عہدوں سے نہیں پہچانے جاتے بلکہ اپنے علم اور مرتبے کی بنا پر وہ جس عہدے پر بھی فائز ہوں، اسے عزت بخشتے ہیں۔ بلوچ صاحب خواہ کسی ادارے میں رہے انہوں نے علم و تحقیق سے گہرا رشتہ برقرار رکھا اور ہر عہد میں مفید علمی و تحقیقی خدمات انجام دیں۔ ان کی علمی خدمات وسیع الاطراف اور وسیع الموضوعات ہیں۔ انہوں نے ایام شباب ہی میں جن بڑے بڑے علمی منصوبوں کا خاکہ بنایا ان پر بڑی مستعدی سے کام کرتے رہے اور تقریباً سب ہی منصوبوں کو مکمل کیا۔

مختصراً بلوچ صاحب کے چند علمی کارنامے درج ذیل ہیں:

☆ سندھی زبان کی سب سے بڑی لغت یعنی ''جامع سندھی لغات'' کی پانچ ضخیم جلدوں میں تکمیل۔ بعدازاں بلوچ صاحب نے اس کی مکمل نظرثانی اور اضافات بھی کیے اور یہ نظر ثانی و اضافہ شدہ ایڈیشن 'سندھی زبان کے با اختیار ادارے' واقع حیدرآباد نے کمپیوٹر کمپوزنگ کے بعد تین جلدوں میں شایع کیا۔

☆ سندھی لوک ادب Folklore کی زبانی روایتوں کی مدد سے جمع آوری۔ اس سلسلے کی 43 جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ بلوچ صاحب نے بڑی تگ و دو کے بعد کل ساٹھ جلدوں کا مواد جمع کر لیا تھا۔ دنیا کی علمی و ادبی تاریخ میں زبانی روایتوں کی جمع آوری اور کتابی شکل میں تحفظ کا یہ منفرد کام ہے۔

☆ سندھ کے عظیم صوفی شاعر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے مجموعہ کلام یعنی ''شاہ جو رسالو'' کا مستند متن اور تشریح 10 ضخیم جلدوں میں مکمل کی۔ اس کام کی خاطر بلوچ صاحب نے 50 قلمی نسخوں اور تمام مطبوعہ نسخوں سے استفادہ کیا۔ ایک قلمی نسخہ انھوں نے تہران کے ایک قدیم کتب خانے سے حاصل کیا اور اس مقصد کی خاطر تہران تک کا سفر ذاتی خرچ پر کیا۔

☆ سندھی اردو لغت اور اردو سندھی لغت (بہ اشتراک ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں)

☆ یک جلدی سندھی لغت۔

☆ سندھ کی تاریخ سے متعلق مستند کتب یعنی فتح نامہء سندھ عرف چچ نامہ' بیگلار نامہ' تاریخ طاہری' لبّ تاریخ سندھ' تاریخ معصومی' تاریخ بلوچی و دیگر کتب کی تدوین' تحقیق اور اشاعت۔

☆ فارسی زبان کی کتب دیوانِ غلام اور تکملة التکملة (سندھ میں فارسی شعراء کے آخری دور کا تذکرہ) کی تدوین' تحقیق و اشاعت۔

بلوچ صاحب نے تمام عمر ایک استاد اور ایک ماہر تعلیم کی حیثیت سے بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ انہوں نے ڈاکٹریٹ کا مقالہ بھی تعلیم ہی کے موضوع پر لکھا تھا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ تعلیم کے موضوع پر ان کی چند کتب یہ ہیں:

(1)Education Based on Islamic Values.

(2)National System of Education and Education of Teacher.

(3) Teacher Education in Muslim Society

(4) مخدوم جعفر بوبکانی کی تعلیم پر کتاب 'نہج التعلّم' کا خلاصہ ''حاصل النّہج'' کی تصحیح'

تدوین واشاعت۔اصل کتاب' نهج التعلّم' مفقود ہے۔
ان تمام کتب میں بلوچ صاحب نے ہمارے تعلیمی مسائل کا حل بڑی کامیابی سے پیش کیا ہے۔اس کے علاوہ بلوچ صاحب نے انگریزی زبان میں بھی کئی کتب تصنیف فرمائیں جن میں دو بڑی اہم ہیں:

(1) "Sindh- Studies Historical" سندھ کی تاریخ سے متعلق تحقیقی مقالات کا مجموعہ۔

(2) "Sindh- Studies Cultural" سندھ کی ثقافت سے متعلق تحقیقی مقالات کا مجموعہ

ڈاکٹر بلوچ صاحب نے سندھی' انگریزی' فارسی' عربی زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی مفید علمی و تحقیقی کتب یادگار چھوڑی ہیں، ان کی اردو کتب کے نام درج ذیل ہیں:

(1) سندھ میں اردو شاعری (از عہدِ شاہجہاں تا قیامِ پاکستان)
(2) طلبہ اور تعلیم (قائداعظم کے اقوال و بیانات)
(3) دیوانِ شوق افزا عرف دیوانِ صابر (تحقیق' ترتیب' تدوین)
(4) مولانا آزاد سبحانی۔تحریکِ پاکستان کے ایک مقتدر رہنما۔
(5) دیوانِ ماتم (تحقیق' ترتیب' تدوین)
(6) گلشنِ اردو۔مرتبہ محمد راشد شیخ۔یہ کتاب بلوچ صاحب کے اردو مقالات' خطبات و دیگر تحریروں کا معلومات افزا مجموعہ ہے۔

بلوچ صاحب کی اردو میں تحقیقی و تصنیفی خدمات کسی طرح بھی کم نہیں۔اب ہم بلوچ صاحب کی اردو زبان میں تحقیقی و تصنیفی خدمات کو ذرا تفصیل سے پیش کرتے ہیں:

سندھ میں اردو شاعری (از عہدِ شاہجہاں تا قیام پاکستان)

جیسا کہ ذکر کیا گیا یہ کتاب بلوچ صاحب کی اپنے موضوع اور مواد کے لحاظ سے منفرد اور اہم ہے۔ اس کتاب میں بلوچ صاحب نے بڑی محنت سے ۱۶۵۸ء سے ۱۹۳۵ء تک کے سندھ کے اکہتر شعراء کے حالاتِ زندگی اور کلام کا انتخاب پیش کیا ہے۔ محققین اس حقیقت سے خوب واقف ہیں کہ قدیم شعراء کے حالات اور ان کے کلام کا کھوج لگانا کس قدر مشکل کام ہے۔ بلوچ صاحب نے اس مشکل کام کا بیڑا اٹھایا اور سندھ سے تعلق رکھنے والے اکہتر شعراء کے مستند حالات اور اردو کلام جمع کیا۔ ان شعراء میں سے دو یعنی میر محمود صابر اور حاجی فضل محمد ماتم کے دواوین کو بلوچ صاحب نے بعد میں مرتب فرما کر شائع کیا اور ان پر عالمانہ مقدمات بھی لکھے۔ ان دو دواوین کا تعارف ہم آگے پیش کریں گے۔ سندھ میں اردو شاعری کی اشاعتِ اول کے تعارف میں بلوچ صاحب اس کتاب کی وجہِ تالیف اور شامل مواد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''اردو شاعری کی ترویج میں خطۂ سندھ کے شعراء کا حصہ اس برصغیر کے دوسرے خطوں کے شعراء سے کچھ کم نہیں ہے۔ فن شاعری کے سلسلے میں اس بیش بہا سرمائے کی حفاظت اور اشاعت کو ضروری سمجھ کر راقم نے مہران آرٹس کونسل کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ خطۂ سندھ کے قدیم اردو شعراء کا منتخب کلام کونسل (حیدرآباد) کی طرف سے شائع کیا جائے۔ کونسل نے اس تجویز کو منظور کر لیا اور بندہ نے اس کتاب کی تالیف اپنے ذمے لے لی۔
>
> اس کتاب اور اس میں شامل مواد کے متعلق چند گزارشات ضروری ہیں:
>
> اول یہ کہ یہ تالیف اس موضوع پر کوئی تحقیقی مقالہ نہیں بلکہ ایک اجمالی

خاکہ ہے، تفصیلی جائزہ نہیں بلکہ ایک مثالی کوشش ہے لہٰذا سندھ میں اردو شاعری کے ہر دور میں سے نمائندہ شعراء کو پیش کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی شعراء ہیں جن کے نام معلوم نہیں اور بعض کا کلام موجود ہے لیکن سردست جو مواد اور معلومات راقم کے پاس موجود تھیں یا آسانی سے حاصل ہوسکیں ان کو اس کتاب میں مرتب کیا گیا۔

دوم یہ کہ صرف ایسے شعراء کو لیا گیا جن کا تعلق خاص خطۂ سندھ سے رہا ہے۔ یہ عہدِ شاہجہاں سے لے کر تقریباً ۱۹۳۵ء تک کے شعراء ہیں۔ ان میں سے ان متاخرین کو لیا گیا ہے جن کی علمی اور ذہنی تربیت ۱۹۲۰ء سے پہلے ہوئی حالانکہ وہ ۱۹۳۵ء تک زندہ رہے۔ یعنی ایسے شعراء کو لیا گیا ہے جن کا کلام نسبتاً خالص سندھی ماحول کی پیداوار ہے تاکہ سندھ میں اردو کی مستقل نشو ونما کی تاریخ کے خدوخال روشن ہوسکیں۔''

اس اہم کتاب کی اشاعتِ اول ۱۹۶۷ء میں مہران آرٹس کونسل حیدرآباد کی جانب سے ہوئی جس میں ۶۶ شعراء کے حالات اور کلام پیش کیا گیا۔ اشاعتِ دوم ۱۹۷۰ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے ہوئی جس میں چار مزید شاعروں کی شمولیت کے بعد کل شعرا کی تعداد ۷۰ ہوگئی۔ ہمارے پیشِ نظر اس کتاب کی اشاعتِ سوم ہے جسے مجلسِ ترقی ادب لاہور نے ۱۹۷۸ء میں شائع کیا اور شعراء کی تعداد ۷۱ ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں ڈاکٹر بلوچ صاحب کی معاونت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں سابق صدر شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی نے کی جن کا بلوچ صاحب نے خصوصی شکریہ ادا کیا۔

طلبہ اور تعلیم (قائداعظم نے کیا سوچا اور کیا کہا)

قائداعظم کے تعلیم سے متعلق اقوال کا یہ مفید کتابچہ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے ۱۹۷۶ء میں مرتب فرمایا۔ اس کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''جشن صد سالہ قائداعظم ۱۹۷۶ء کی مطبوعات کمیٹی کی خواہش پر قائداعظم کے ان ارشادات کو بعض مطبوعہ کتب اور وفاقی وزارتِ تعلیم اسلام آباد میں محفوظ ذخیرۂ کاغذات قائداعظم سے مرتب کیا گیا ہے۔''

یہ مفید اور کارآمد کتابچہ اب تک کم از کم چھ مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔ اس کی ناشر قائداعظم اکیڈمی کراچی ہے۔

دیوان شوق افزا (دیوانِ صابر)

دیوان شوق افزا یا دیوان صابر سندھ کے ایک قدیم شاعر میر محمود صابر کا اردو دیوان ہے جسے ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب نے بڑی محنت سے مرتب کیا اور ۴۴ صفحات پر مشتمل عالمانہ مقدمہ بھی لکھا۔ اس دیوان میں صابر کی کل چھ سو سولہ غزلیں ہیں۔

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی تحقیق کے مطابق میر محمود صابر کے آبا و اجداد ایران کے شہر استرآباد کے رضوی سادات سے تھے۔ ان کے والد ایران سے دہلی آ گئے اور دہلی کو انھوں نے اپنا وطن بنا لیا۔ یہیں ۱۱۱۰ھ کے لگ بھگ میر محمود صابر کی ولادت ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد میر محمود زیارات کی خاطر دہلی سے روانہ ہوئے۔ واپسی میں جب وہ ٹھٹہ پہنچے تو اس شہر کی رونق اور چہل پہل سے اس قدر متاثر ہوئے کہ دہلی جانے کا خیال ترک کر کے یہیں کے ہو رہے۔ یہ واقعہ اندازاً ۱۱۳۵ھ تا ۱۱۴۰ھ کے درمیان کا ہے۔ انھوں نے

ٹھٹہ ہی میں شادی کی اور صاحبِ اولاد ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ٹھٹہ پر شاہانِ دہلی کے صوبیداروں کی حکمرانی کا دورِ آخر تھا۔ ساتھ ہی کلہوڑا خاندان کی سیاسی قوت روز بروز مستحکم ہوتی جا رہی تھی۔ ٹھٹہ کا علمی و ثقافتی لحاظ سے یہ سنہری دور تھا کیونکہ اسی زمانے میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی (متوفی ۱۱۷۴ھ) اور مخدوم محمد معین ٹھٹوی (متوفی ۱۱۶۱ھ) جیسے نامور علماء یہاں علم و فن کی محفلیں روشن کر رہے تھے۔ میر محمود صابر بھی انہی محفلوں سے مستفید ہوئے اور اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کی بنا پر میاں نور محمد خدایار خان والیِ سندھ کے دربار تک رسائی حاصل کی۔ جب ۱۱۶۷ھ میں میاں نور محمد کی وفات ہوئی تو تاریخ لوحِ مزار میر محمود ہی سے لکھوائی گئی۔ اس زمانے میں میر محمود صابر ٹھٹہ شہر کے معزز اور باوقار لوگوں میں شامل تھے۔ انہیں فارسی اور اردو شاعری میں اس حد تک کمال حاصل تھا کہ میر علی شیر قانع ٹھٹوی نے اپنی معروف کتاب **تحفۃ الکرام** میں ان کے بارے میں لکھا کہ میر محمود صابر کی سرعتِ فکر کا یہ عالم ہے کہ تقریباً ایک لاکھ اشعار ان کی زبانِ فصاحت بیان سے نکل چکے تھے اور ان کا کلام خاصا مقبول تھا۔

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب نے حسبِ عادت بڑی محنت اور سلیقے سے دیوانِ شوق افزا مرتب کیا اور میر محمود کے حالاتِ زندگی تحریر فرمائے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ میر محمود اردو شاعری کے باوا آدم ولی دکنی (گجراتی) کے فوری بعد کے شعراء میں شامل تھے۔ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''ٹھٹہ میں ۱۱۶۱ھ تا ۱۱۸۱ھ کا دور صابر کا دور کہا جا سکتا ہے۔ ولی کو اردو شاعری کا باوا آدم کہتے ہیں۔ ولی فوت ہوئے اور میر محمود صابر جوان ہوئے۔ گویا میر محمود کو متقدمینِ شعرائے دہلی کا ہم عصر ہونے کا فخر حاصل ہے۔ ۱۱۵۱ء تا ۱۱۶۵ھ میاں نور محمد عباسی کے دورِ حکمرانی

میں صابر ٹھٹہ کے زمرۂ شعراء میں اعلیٰ مقام حاصل کر چکے تھے۔ میر صابر کے زمانے میں ولی کی شہرت گجرات سے سندھ تک پہنچ چکی تھی۔ اس کی شہادت خود صابر کے کلام سے ملتی ہے۔ ولی کا کلام ان کی نظر سے گزرا تھا (جیسا کہ فرماتے ہیں):

سن ریختہ ولؔی کا دل خوش ہوا ہے
صابر حقا زفکرِ روشن ہے انوریؔ کے مانند

ولی کے تقدم اور شاعرانہ کمال کو مانتے ہوئے صابر بجا طور پر اپنے متعلق کہتے ہیں:

گر ریختہ ولؔی کا لبریز ہے شکر سوں
مضمونِ شعر صابؔر قند و شکر تری ہے

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے دیوانِ شوق افزا بڑے سلیقے اور محنت سے مرتب فرمایا اور ۴۴ صفحات کے عالمانہ مقدمے میں صابر کے حالاتِ زندگی، شاعرانہ کمال اور ان کے اردو کلام پر روشنی ڈالی ہے۔ دیوانِ شوق افزا کی اشاعت ۱۹۸۴ء میں اردو سائنس بورڈ لاہور نے کی۔

ہم میر محمود صابر کے چند منتخب اشعار پیش کرتے ہیں جن سے ان کا شاعرانہ کمال اور اردو زبان پر عبور ظاہر ہوگا:

تجھ لب کی مٹھائی کی چکھی چاشنی جس نے
شربت اسے تریاق ہوا قند و شکر کا
آئینہ میں مت دیکھ لٹاں چھوڑ کے مکھ پر
تا برج میں عقرب کے نہ دور آوے قمر کا
کوئی زاہد کا کوئی شیخ کا ہے

شہِ معجز نما کا میں گدا ہوں
کبھی خوش ہوں ز شوقِ وصل صابرؔ
کبھی ناخوش ز ہجر دل ربا ہوں
شب زندہ رکھ کہ صبح کا دیکھے ظہور و نور
سووے گا کب تلک کہ کمائی ہے جاگ میں
زاہد کی دیکھ گنبد دستار ،بھول مت
مکر وریا کی پوٹ ہے سب اس کی پاگ میں
صابرؔ مجھے قبول ہے کچکول فقر کا
الواں مزہ ہے جو کی چپاتی و ساگ میں
اہل معنیٰ پسند کرتے ہیں
تازہ مضمون و انتخابِ سخن

میر محمود صابر کا انتقال ٹھٹہ شہر میں ہوا اور تدفین مکلی میں ہوئی۔

مولانا آزاد سبحانی۔تحریک آزادی کے ایک مقتدر رہنما

مولانا آزاد سبحانی برصغیر پاک و ہند کے ممتاز علماء میں سے ایک تھے۔انھوں نے قیامِ پاکستان کی خاطر تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا لیکن پاکستان منتقل ہونے کے بجائے ہندوستانی مسلمانوں کی خدمت کے جذبے سے انھوں نے وہیں قیام کیا۔مولانا آزاد سبحانی فلسفیانہ ذہن رکھتے تھے۔فلسفۂ دین کی تعلیم کی خاطر انھوں نے کانپور میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا۔

مجلس عاملہ ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، جامعہ پنجاب کے اجلاس (۸۷۔۱۹۸۶ء)

میں ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب نے تجویز پیش کی کہ آزادیِ وطن کے ان رہنماؤں کی سوانح کو مرتب کیا جائے جن پر خاطر خواہ کام نہ ہوسکا۔ اس اجلاس میں مولانا آزاد سبحانی کی سوانح کو مرتب کرنے کی ذمہ داری بلوچ صاحب نے خود قبول کی۔ انھوں نے مولانا آزاد سبحانی کی سوانح پر کتاب لکھنے کی دو وجوہات بیان کی ہیں۔ پہلی یہ کہ مولانا نے تحریکِ پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا دوسری وجہ یہ کہ قیامِ پاکستان سے چند ماہ قبل جب بلوچ صاحب کولمبیا یونیورسٹی امریکہ میں ڈاکٹریٹ کی تحقیق کی خاطر مقیم تھے تو اسی زمانے میں مولانا آزاد سبحانی امریکہ تشریف لائے تھے۔ بلوچ صاحب لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں انھیں مولانا کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور وہ مولانا کی قلندرانہ شخصیت، علمی تبحر اور خاص طور پر ان کی اولوالعزمی سے بہت متاثر ہوئے۔ بلوچ صاحب کو مولانا کے اس وصف نے بے حد متاثر کیا کہ حصولِ پاکستان کے بعد بھی مولانا پاکستان نہیں آئے بلکہ ہندوستان ہی میں رہ کر وہاں کے مجبور مسلمانوں کی خدمت کرتے رہے۔ امریکہ میں قیام کے دوران مولانا سے بلوچ صاحب کا قریبی تعلق قائم ہوا اور باہمی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ مولانا جب نیویارک سے جانے لگے تو وہ اپنی شعری بیاض بھی بلوچ صاحب کو عنایت کر گئے۔ اس کتاب کی خاطر بلوچ صاحب نے مولانا آزاد سبحانی کے مستند حالاتِ زندگی، تحریک پاکستان میں مولانا کا کردار، مولانا کا فکر و فلسفہ، مولانا کے مطبوعہ سفر نامہ سے اقتباسات، ان کی شاعری کا انتخاب اور مولانا کی ربّانی تحریک سے متعلق بلوچ صاحب کے انگریزی مضامین پیش کیے ہیں۔ انھوں نے مستند معلومات کے حصول کے لیے مولانا کی صاحبزادی محترمہ ناظرہ خاتون سے انٹرویو بھی لیا جس سے کتاب میں استفادہ کیا ہے۔ ابتدا میں دس صفحات پر مشتمل پیش لفظ بھی لکھا ہے۔ یہ کتاب فروری ۱۹۸۹ء میں ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، پنجاب یونیورسٹی لاہور سے شائع ہوئی۔

دیوان ماتم

دیوان ماتم حیدرآباد (سندھ) سے تعلق رکھنے والے شاعر حاجی فضل محمد ماتمؔ کا دیوان ہے جسے بڑی محنت سے ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب نے مرتب کیا اور سندھی ادبی بورڈ جامشورو نے ۱۹۹۰ء میں شائع کیا۔ ساتھ ہی دیوانِ ماتم کے اصل مخطوطے کے چند عکسی صفحات بھی شایع کیے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ دیوان کا قلمی نسخہ انتہائی خستہ حالت میں تھا، جس میں مصرعوں کی قرأت ایک مشکل کام تھا۔ بلوچ صاحب نے بڑی خوبی اور سلیقے سے ان مشکلات کو حل کیا۔ قلمی دیوان کا نسخہ بلوچ صاحب کو مرزا اسد بیگ صاحب سے ملا جنھوں نے بلوچ صاحب کو بتایا کہ یہ نسخہ حاجی فقیر کو ہٹڑی کے گاؤں سے نہایت خستہ حالی میں ملا تھا۔

دیوانِ ماتم کی ابتداء میں ڈاکٹر بلوچ صاحب نے ۱۷ صفحات پر مشتمل عالمانہ پیش لفظ لکھا ہے جس میں حاجی فضل محمد ماتمؔ کے حالاتِ زندگی بڑی تحقیق سے لکھے ہیں۔ فضل محمد ماتم کے حالاتِ زندگی بلوچ صاحب نے ایک معمر خاتون مسمی بہ مائی مراد خاتون سے ۱۹۶۹ء میں حاصل کیے جنھوں نے حاجی فضل محمد ماتم کو دیکھا تھا۔ ان کے مطابق حاجی فضل محمد ماتمؔ کا عباسی خاندان سے تعلق تھا جن کی پیدائش اندازاً ۱۲۳۰ھ میں ہوئی۔ وقت کے رواج کے مطابق انھوں نے اچھی تعلیم پائی۔ جوانی کے زمانے میں بنگال میں کچھ عرصہ رہے۔ انھوں نے فن طب کا مطالعہ کیا اور کوٹری شہر میں طبابت کو بطور مشغلہ اختیار کیا۔ حرمین شریفین کو بھی گئے اور حج بیت اللہ سے مشرف اندوز ہوئے۔ حاجی فضل محمد ماتم نے حیدرآباد اور اس کے نواح میں زندگی بسر کی۔ کچھ عرصہ شہر حیدرآباد سے سات میل شمال کو ''ہٹڑی'' نامی گاؤں میں رہے اور زندگی کے آخری ایام بھی وہیں گزارے۔ غالباً وہیں پر ۱۳۱۲ھ کے لگ بھگ وفات پائی۔ حاجی فضل محمد نے ماتمِ آلِ عبا میں تخلص ہی ''ماتم'' اختیار کیا البتہ

سندھ کی مذہبی روایات میں تعصب کا نام ونشان نہ تھا جس کا ثبوت ماتم ہی کا شعر ہے:

آل واصحابِ حضرت نبویؐ
رہِ ایمان کے چراغاں ہیں

حاجی فضل محمد ماتم اپنے عہد کے سر برآوردہ شعراء میں سے تھے۔ وہ سندھی اور اردو کے قادرالکلام شاعر تھے۔ اس عہد کے معروف شعراء نے ان کو داد دی اور ان کے تتبع میں غزلیں کہیں۔ حاجی فضل محمد ماتم نے ۱۲۹۴ھ میں دیوان کی تکمیل کی۔ ان کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت وہ پیرسن تھے۔ ان کا مطالعہ کافی وسیع تھا۔ وہ خواجہ حیدر علی آتش کو اپنا استاد سمجھتے تھے اور کلام میں ان کو دل کھول کر داد دی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حاجی فضل محمد ماتم نے آج سے تقریباً پونے دوسو برس قبل اردو زبان کو اپنایا اور اس میں اتنی دسترس پہنچائی کہ ان کو اہلِ زبان سے دعوائے ہمسری کی ہمت ہوئی۔ یہاں ہم حاجی فضل محمد ماتم کے چند منتخب اشعار پیش کرتے ہیں جن سے ان کی قادرالکلامی اور اردو زبان میں مہارت کا اظہار ہوگا:

ماتم نہ ناامید خدا کے کرم سے ہو
محروم کب کریم کے در سے گدا گیا

صاحبِ بد سے رہو دور کہ لیتا ہے دلا
نیکواں کو اثرِ صحبتِ اشرار لپیٹ

بلبلِ باغ قناعت ہے تمام آرام سے
در جہانِ خرمی عنقا ہے آرامِ حریص

پیدا کرے ہزار گلِ لالہ زار رنگ
لائے کہاں سے پر ترے رخ کا نگار رنگ

اگر اے دل رُبا دیکھیں ترا رخ اک نظر پریاں
تو دل دے کر تجھے چٹ پٹ وہیں ہو جاویں سب چریاں
ہم کو فکرِ رسا پہ فخر ہے یار
تم کو زلفِ دراز پر اپنے
پُر ہے ہمہ حسین و صبیح و ملیح سے
گویا ہے کانِ حسن جہاں میں مکانِ سندھ

گلشنِ اردو۔اردو مقالات نبی بخش بلوچ

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب کی سوانح اور علمی خدمات پر کتاب ''ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔شخصیت اور فن'' کی اشاعت کے بعد راقم نے بلوچ صاحب سے گزارش کی کہ ان کے انگریزی مقالات دو جلدوں میں پاکستان اسٹڈی سینٹر سندھ یونیورسٹی سے شایع ہو چکے ہیں اور راقم نے ان کے کئی اردو مقالات جمع کیے جو متفرق حالت میں رسائل و اخبارات میں موجود تھے۔راقم نے تجویز پیش کی کہ اگر ان مقالات کا مجموعہ شایع کیا جائے تو ان کا استفادہ عام ہو جائے گا اور یہ کتابی صورت میں محفوظ بھی ہو جائیں گے۔بلوچ صاحب نے پہلے راقم کے جمع کردہ مواد کو دیکھا اور یہ فرمایا کہ ان کے علاوہ بھی اردو مقالات اور دیگر تحریریں ہیں جو وہ فراہم کریں گے اور ان مقالات کا مجموعہ بھی پاکستان اسٹڈی سینٹر ہی سے شایع ہو سکتا ہے۔اس کے بعد مقالات کی کمپوزنگ اور ترتیب کا آغاز ہوا۔اس دوران کئی دشواریاں بھی آئیں لیکن الحمدللہ ۲۰۰۹ء میں یہ کتاب پاکستان اسٹڈی سینٹر سندھ یونیورسٹی جام شورو سے شایع ہوئی۔اس کتاب میں بلوچ صاحب کے درج ذیل مقالات و دیگر اردو تحریریں موجود ہیں:

- اردو زبان کی قدیم تاریخ
- دیدہ ور (علامہ اقبال کو خراج عقیدت)
- شیخ نظام الدین اولیاء کی سندھ میں آمد
- مولانا آزاد سبحانی۔ تحریک آزادی کے رہنما
- نظریاتی مملکت میں ادیب کا کردار
- دیوان شوق افزا عرف دیوان صابر
- دیوان فضل محمد ماتم
- حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی
- حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے ہاں عشق و عاشقی کا معیار
- سندھ میں اردو شاعری
- ہمارا نظام تعلیم
- پاکستانی ثقافت کے مسائل
- ایام علی گڑھ (۱۹۴۱ء۔۱۹۴۵ء)
- محاضرات میمنی
- مرحوم ممتاز حسن ایک سچے محبّ وطن
- قاضی احمد میاں اختر اور جونا گڑھ کی یاد میں
- میرے استاد بھائی ڈاکٹر مختار الدین احمد
- ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان
- ابن بطوطہ کا سفر نامہ اور اس کے گمنام گوشے
- مسلم بنگال کے فارسی ادب کی ایک اہم تصنیف کتاب 'شرف نامہ احمد منیری'

- ترکی کے کتب خانے اور ان میں محفوظ علمائے سندھ و ہند کی تصنیفات
- قلمی مجموعہ رسائل اردو
- بلوچی شعراور اس کا ایک نادر مخطوطہ
- قیام پاکستان کے بعد سندھی ادب کا فروغ
- بین الاقوامی سندھی ادبی کانفرنس ۱۹۸۸ء
- سندھ کے اجڑے ہوئے کتب خانے

راقم الحروف کا بلوچ صاحب سے اولین تعارف تقریباً پچیس قبل ہوا جب وہ اسلام آباد میں اور راقم حیدرآباد (سندھ) میں مقیم تھا۔۱۹۹۰ء میں بلوچ صاحب اسلام آباد سے حیدرآباد منتقل ہو گئے۔اس دوران ان سے ملاقاتوں کا آغاز ہوا اور کئی مرتبہ ان کی علمی مجالس میں شرکت کے مواقع حاصل ہوئے۔اس زمانے میں بلوچ صاحب سندھ یونیورسٹی (اولڈ کیمپس) کے ایک سادہ اور چھوٹے سے کمرے میں روزانہ رات ۶ تا ۸ بجے حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے کلام یعنی شاہ جو رسالو کی تحقیق و تدقیق میں مصروف نظر آتے۔ یہاں سادہ ماحول میں دو معاونین کی مدد سے وہ اس اہم علمی منصوبے کی تکمیل میں مصروف نظر آتے۔شاہ جو رسالو پر بلوچ صاحب سے قبل ڈاکٹر گربخشانی اور ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ نے بھی تحقیق کی تھی لیکن دونوں کی تحقیق نامکمل رہی۔ یہ اعزاز بلوچ صاحب کے مقدر میں لکھا تھا کہ وہ یہ کام مکمل کریں جو دس ضخیم جلدوں میں شایع ہو چکا ہے۔بعد میں علم ہوا کہ اسی مختصر اور سادہ کمرے میں تن دہی سے کام کرتے ہوئے بلوچ صاحب نے دو اور بڑے علمی منصوبوں کو مکمل کیا تھا یعنی سندھی زبان کی سب سے بڑی لغت ' جامع سندھی لغات ' جو پانچ ضخیم جلدوں میں شایع ہوئی اور 'سندھی لوك ادب ' جس کی

۴۲ جلدیں بلوچ صاحب نے بڑی محنت سے مرتب کیں اور سندھی ادبی بورڈ سے شایع ہوئیں۔راقم اس زمانے میں علامہ عبدالعزیز میمن پر اپنی کتاب کا آغاز کر چکا تھا جس کی خاطر بلوچ صاحب نے نہ صرف علامہ کے اردو خطوط و دیگر چیزیں فراہم کیں بلکہ ہر لحاظ سے حوصلہ افزائی بھی کی۔ان کی بڑی خواہش تھی کہ ان کے عظیم استاد پر یہ کتاب جلد از جلد شایع ہو کر محفوظ ہو جائے چنانچہ جب کتاب کا اوّلین نسخہ راقم نے ان کے نام روانہ کیا تو بڑی خوشی کا اظہار کیا اور راقم کے نام حوصلہ افزا کلمات سے بھرپور خط لکھا جو پیش نظر کتاب میں شامل ہے۔

بلوچ صاحب سے جیسے جیسے تعلقات میں اضافہ ہوا ویسے ویسے ان کی شخصیت کے نئے نئے گوشے سامنے آتے گئے۔معلوم ہوا کہ اپنے استاد، علامہ میمن کی شخصیت کی شخصیت کے کئی محاسن بلوچ صاحب کی شخصیت میں بھی موجود ہیں۔علامہ میمن کی طرح بلوچ صاحب کو بھی جب یہ علم ہو جاتا کہ مخاطب صحیح علمی ذوق رکھتا ہے تو نہ صرف ہر طرح سے حوصلہ افزائی کرتے بلکہ مستقل تعلق برقرار رکھتے اور کام کی رفتار بھی معلوم کرتے رہتے۔اس کے علاوہ علامہ میمن کی طرح بلوچ صاحب بھی صبح بعد نماز فجر اور شام کی سیر کے عادی تھے اور اس معمول میں کسی طرح ناغہ نہیں کرتے۔حیدرآباد میں راقم نے دیکھا کہ روزانہ صبح بلوچ صاحب اولڈ کیمپس سے رانی باغ تک یا اولڈ کیمپس سے قاسم چوک تک چہل قدمی کرتے۔ایک اور خصوصیت بلوچ صاحب کی یہ دیکھی کہ علامہ میمن کی طرح وہ ہر علمی منصوبے کی تکمیل بڑی تن دہی سے کرتے اور موضوع کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش کرتے۔ان کی ہر تحریر محنت اور علمیت کی حامل ہوتی۔ایک ملاقات کے دوران بلوچ صاحب نے یہ حیرت انگیز انکشاف کیا کہ انھوں نے جوانی ہی میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنی ہر کتاب کے پہلے ایڈیشن کی ناشر سے رائلٹی نہیں لیں گے اور علمی فیض رسانی کی نیت سے

اسے بالکل مفت اشاعت کی اجازت دیں گے۔ بلوچ صاحب کی تقریباً ستر سالہ علمی زندگی میں وہ ہمیشہ اس اصول پر کاربند رہے۔ اس کے علاوہ ان کی یہ مستقل عادت تھی کہ اپنی ہر تحریر پر تین دفعہ نظر ثانی، اضافات اور تصحیحات کرتے تھے۔ ان مراحل سے گزرنے کے بعد ہی ان کی تحریر شایع ہوتی تھی۔ ۲۰۰۵ء میں اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد کی جانب سے بلوچ صاحب کو خط لکھا گیا کہ اکادمی کے سلسلے 'پاکستانی ادب کے معمار' میں بلوچ صاحب پر کتاب لکھوانی ہے۔ اس حوالے سے وہ نام پیش کریں کہ یہ کام کون کر سکتا ہے؟ یہ بلوچ صاحب کی راقم پر شفقت تھی کہ اس کام کی خاطر انھوں نے راقم کا نام پیش کیا۔ چنانچہ تقریباً ڈیڑھ سال کی محنت کے بعد ۲۰۰۷ء میں یہ کتاب شایع ہو سکی۔ اس کتاب کے بعد راقم نے ایک ملاقات کے دوران بلوچ صاحب کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ ان کے اردو مقالات اور اردو خطوط پر کام کیا جا سکتا ہے اور راقم اس کام کے لیے بخوشی رضامند ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ بلوچ صاحب کی انگریزی میں خط وکتابت اور انکے انگریزی مقالات کے دو مجموعے شایع ہو چکے تھے اسی طرح ان کے سندھی خطوط اور ان کے نام مشاہیر کے سندھی زبان میں خطوط کی بھی دو جلدیں شایع ہو چکی تھیں۔ بلوچ صاحب نے بخوشی رضامندی ظاہر کی لیکن یہ بھی فرمایا کہ یہ سارے کام خدمت علمی کی نیت سے کرنے ہوں گے اور بلا معاوضہ کرنے ہوں گے۔ راقم نے عرض کیا کہ ان شاء اللہ یہ کام اسی نیت سے مکمل کیے جائیں گے۔ الحمد للہ بلوچ صاحب کے اردو مقالات اور خطبات کا معلومات افزا مجموعہ ''گلشن اردو'' کے عنوان سے پاکستان اسٹڈی سینٹر سندھ یونیورسٹی جام شورو سے ۲۰۰۹ء میں شایع ہو چکا ہے اور اب اسی سلسلے کی تیسری کتاب یعنی ''خطوط ڈاکٹر نبی بخش بلوچ'' قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا، بلوچ صاحب ہفت زبان عالم تھے اور ان کی ساری زندگی علم و

عمل سے عبارت تھی۔وہ ان لوگوں میں شامل تھے جن کی زندگی قلم وقرطاس کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔وہ کثیر التصانیف تو تھے ہی کثیر المکتوبات بھی تھے۔وہ ان بزرگوں میں شامل تھے جن کے نزدیک خط کا جواب دینا ایک اخلاقی فریضے میں شامل ہوتا ہے۔ان کے خطوط میں بھی دیگر تحریروں کی طرح علمی اور تحقیقی رنگ غالب ہے۔وہ چھ سال تک مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طالب علم رہے اور دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان پر بھی انھیں بھرپور قدرت حاصل تھی۔ان کے روابط نہ صرف پاکستان کے اردو داں اہل قلم سے تھے بلکہ علی گڑھ میں مقیم ڈاکٹر مختار الدین احمد اور ڈاکٹر نذیر احمد سے بھی۔وہ بڑی وضع دار شخصیت کے مالک تھے، زندگی بھر انہوں نے اپنی وضعداری قائم رکھی، خط لکھنے میں بھی وہ وضعداری نبھاتے رہے، ان کا زندگی بھر کا معمول تھا کہ خطوں کا جواب عام طور پر وہ فوراً دیتے۔نہ صرف خط اپنے ہاتھ سے لکھتے بلکہ لفافے پر مکتوب الیہ کا پتہ اور لفافے کی پشت پر اپنا پتہ بھی خود ہی لکھتے۔وہ خطوط نگاری میں پوری کوشش کرتے کہ سائل کی مکمل تشفی ہو اور اسے تشنگی کا احساس نہ رہے۔اسی طرح اگر بلوچ صاحب کو کوئی شخص کتاب یا رسالہ بھیجتا تو اسے شکریے کا خط ضرور لکھتے اور اس علمی کام پر مذکورہ شخص کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے۔بلوچ صاحب اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے کہ ہمارے معاشرے میں علمی و تحقیقی کام کرنا کس قدر مشکل ہے۔وہ خود زندگی بھی ان مشکلات کا مقابلہ کرتے رہے اور علمی و تحقیقی منصوبوں کو بڑی کامیابی سے مکمل کرتے رہے۔جب کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ دولت کمانا ہی اکثریت کا شعار ہو جائے تو علم و تحقیق بہت پیچھے چلے جاتے ہیں۔بلوچ صاحب کے خطوط میں اس صورت حال پر افسوس اور علمی ماحول پیدا کرنے کی خواہش ظاہر ہے۔وہ عموماً مختصر خطوط لکھتے لیکن یہ مختصر خطوط بھی جامعیت کا رنگ لیے ہوتے اور بات مکمل اور واضح ہو جاتی۔ضرورت پڑنے پر سائل کو تفصیل سے بھی لکھتے۔وہ نثر میں تکلف و تصنع کے قائل نہ

تھے اور نہ ہی مسجع و مرصع زبان لکھتے تھے۔ ان کی نثر سادہ و پرکار ہوتی تھی۔ یہی انداز ان کے خطوں میں بھی نمایاں ہے وہ چھوٹے چھوٹے فقرے لکھتے تھے اور بہت سادہ لیکن واضح انداز میں اپنی بات مکتوب الیہ تک پہنچانے پر بھرپور قدرت رکھتے تھے۔ موضوع کی مناسبت سے عربی و فارسی اشعار، اقوال اور الفاظ بھی لکھتے۔ ان خطوں میں علمی و ادبی کاموں کا ذکر بھی ہے اور خلوص و محبت کی باتیں بھی ہیں، کہیں کہیں ظرافت کے پھول بھی جھڑتے ہیں۔ ان محاسن کے علاوہ بلوچ صاحب کے خطوط میں ہمیں علمی و تحقیقی نکات، انسانی ہمدردی، چھوٹوں کی علمی امداد، حوصلہ افزائی اور اسی طرح کے بہت سے موضوعات پر مفید معلومات ملتی ہیں۔ مثلاً راقم الحروف نے جب بلوچ صاحب کے استاد محترم علامہ عبدالعزیز میمن کی سوانح اور علمی خدمات پر کتاب کا آغاز کیا تو سب سے پہلے بلوچ صاحب ہی سے رابطہ کیا۔ جواباً انھوں نے تحریر فرمایا:

> ''آپ کا خط مورخ 98-11-23 موصول ہوا۔ خوشی ہوئی کہ آپ استاذ محترم مرحوم المیمنی کی سوانح مرتب کرنا چاہتے ہیں اور ماخذ جمع کرنے میں کافی پیش رفت ہوئی ہے۔''

اسی طرح جب اکادمی ادبیات پاکستان کی جانب سے بلوچ صاحب پر کتاب لکھنے کا کام راقم کو سونپا گیا تو اس کام کی خاطر راقم نے بلوچ صاحب سے مسلسل رابطہ رکھا اور دو مرتبہ حیدرآباد میں ان کے مفصل انٹرویو بھی ریکارڈ کیے۔ یہ کتاب ''ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔ شخصیت اور فن'' کے نام سے ۲۰۰۷ء میں اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد سے شایع ہوئی۔ یہ بلوچ صاحب کی شفقت تھی کہ اس کام کو بنظر استحسان دیکھا اور بذریعہ خط درج ذیل الفاظ میں راقم کی حوصلہ افزائی فرمائی:

> ''آپ کا احسان کہ آپ نے اتنی اچھی کتاب میرے متعلق

مرتب کی ہے۔ کتاب پڑھ کر احباب نے بھی تعریف کی ہے۔ اسلام آباد سے کچھ مطبوعہ کاپیاں مجھے بھجوائی گئی تھیں اور میں نے احباب کو دے دی ہیں۔ سب پڑھ کر آپ کی تعریف کرنے لگے۔''

راقم کی تالیف ''علامہ عبدالعزیز میمن سوانح اور علمی خدمات'' پہلی مرتبہ ادارۂ علم و دعوت لکھنو سے ۲۰۰۹ء میں شایع ہوئی۔ جب اس کے چند نسخے راقم تک پہنچے تو سب سے پہلا نسخہ راقم نے بلوچ صاحب کی خدمت میں روانہ کیا۔ انھوں نے اپنے استاد محترم کی اس اولین سوانح پر انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا اور راقم کے نام خط میں تحریر فرمایا:

''آپ کو یاد کرتے ہوئے یہ عید مبارک ارسال کر رہا تھا کہ ڈاک میں آپ کا گراں بہا تحفہ یعنی قبلہ میمن صاحب کی سوانح پر لکھی گئی یہ کتاب میرے سامنے آئی گویا آپ کی طرف سے 'عید مبارک' احسن طریقے پر ادا ہوئی۔ میں ممنون ہوں کہ کتاب کی پہلی کاپی آپ نے مجھے بھجوادی اور میں بیحد خوش ہوں اور آپ کو داد دیتا ہوں کہ آپ نے قبلہ استاذ کی سوانح کے سلسلے میں جملہ مآخذ سے خوشہ چینی کر کے یہ تفصیلی تصنیف مرتب کی۔ میں نے کتاب کو سرسری طور پر دیکھا ہے اور اب تفصیل سے پڑھوں گا لیکن استاذ مرحوم سے متعلق آپ کی یہ کتاب ایک بڑی مدت تک معتمد علیہ یادگار رہے گی۔''

بلوچ صاحب کا قریبی تعلق جناب ممتاز حسن سے بھی تا حین حیات رہا۔ ممتاز حسن مرحوم پاکستان میں اہل علم اور علمی و تحقیقی اداروں کے بہت بڑے سرپرست تھے۔ ایک موقع پر جب ممتاز حسن کراچی سے حیدرآباد آئے اور بلوچ صاحب کو اطلاع ان کے واپس جانے کے بعد ملی تو کس اپنائیت سے ان سے اس بات کا ذکر کیا:

''قبلہ علامہ قاضی صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ یہاں حیدر آباد تشریف لائے اور دیگر ذرائع سے معلوم ہوا کہ یہاں آپ کا شاید ایک رات کے لیے قیام بھی رہا۔ جس دن آپ یہاں تشریف لائے میں حیدر آباد میں ہی تھا البتہ شاید شام کو نواب شاہ چلا گیا تھا۔ آپ سے والہانہ محبت اور عقیدت ستا رہی ہے کہ اس مرتبہ آپ کی آمد کی اطلاع بندہ کو کیوں نہ ملی۔ ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے، والی کیفیت ہے۔ یہ برداشت نہ ہوا اس لیے یہ چند الفاظ بطور حال دل لکھ رہا ہوں۔''

جیسا کہ ذکر کیا گیا، بلوچ صاحب کو کوئی شخص کوئی کتاب یا رسالہ بھجواتا تو اس کا شکریہ بھی ادا کرتے اور نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی کرتے۔ مثلاً سیّد عماد الدین قادری صاحب نے بلوچ صاحب کے لیے ترکی سے کتاب منگوا کر ان کی خدمت میں پیش کی تو کس محبت سے خط میں ان کا شکریہ ادا کیا:

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا کرم نامہ مورخہ ۱۱/اپریل ۲۰۰۴ء موصول ہوا۔ نہایت خوشی ہوئی کہ آپ جیسے بلند کردار ذمہ دار احباب ہمارے معاشرے میں باقی ہیں جو ایفائے عہد کو اہمیت دیتے ہیں۔ میں اپنی گزارش بھول چکا تھا لیکن آپ نے اس کو یاد رکھا۔ میں بیحد ممنون ہوں کہ آپ نے میری خاطر اتنی زحمت اٹھائی۔ کتاب کی قیمت، ڈاک کا خرچ اور باقی اخراجات ملا کر مجھے بذریعہ وی پی بھجوا دیں۔''

اسی طرح جب اردو کے نامور محقق جناب مشفق خواجہ نے کتاب 'معربات رشیدی' کے ترجمے کا نسخہ بلوچ صاحب کو پیش کیا تو نہ صرف خواجہ صاحب کا شکریہ ادا کیا بلکہ مترجم یعنی

ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی صاحب کی محنت کی ان الفاظ میں تعریف کی:

''میں ممنون ہوں کہ آپ نے رسالہ 'معربات رشیدی' کا تحفہ عنایت فرمایا۔ مبارک ہو کہ ادارۂ یادگار غالب سے اشاعت کے لیے آپ نے اس علمی کتاب کو منتخب فرمایا اور مزید مبارک باد کہ آپ نے جناب ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی صاحب کو اس کے اردو ترجمے اور مزید تحقیقات کے لیے تکلیف دی۔ ان کے حواشی اور تعلیقات نے آپ کی اس اشاعت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ تحقیق کی رو سے یہ ایک مثالی ترجمہ ہے اور مشعل راہ ماضی کے متون کے تراجم کے لیے۔''

بلوچ صاحب کی عادت تھی کہ اگر کسی اہل تعلق یا اس کے متعلقین میں سے کوئی فرد وفات پا جاتا تو تعزیتی خط لکھتے۔ نامور خطاط اور شیخ طریقت سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ کے صاحبزادے حافظ سیّد انیس الحسن کے انتقال انھیں یوں تعزیتی خط لکھا:

''مجھے اس کا علم نہ رہا کہ باری تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بڑی آزمائش کے لیے منتخب کیا گیا کہ رفیقۂ حیات کی وفات کے بعد فرزند ارجمند فوت ہوئے۔ یہ خبر حال ہی میں فاضل محترم رشیدی صاحب (کراچی) نے سنائی۔ انسان اپنی خلقت میں ضعیف ہے اس لیے دعا ہے کہ رَبَّنَا لَا تُحَمِّلْ عَلَيْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ۔ تاہم رضائے الٰہی سے اپنے پیاروں کے لیے صبر آزما مراحل مقدر ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

میں کہ گرویدۂ احسان ہوں، دل و جان سے اس صبر آزما

دکھ میں آپ سے شریک ہوں۔ دعا ہے کہ خالقِ اکبر مرحومین کو اپنی
رحمتوں سے نوازے اور بخششوں سے مالا مال کرے۔ آمین"

آخر میں راقم الحروف ان تمام حضرات کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے جنھوں نے خطوط ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی فراہمی میں تعاون فرمایا خصوصاً بلوچ صاحب کے پوتے جناب ارشد بلوچ جنھوں نے بلوچ صاحب کے کاغذات سے کئی خطوط کی عکسی نقول فراہم کیں۔ان کے علاوہ جناب محمد عالم مختار حق، سیّد عماد الدین قادری، خواجہ عبدالرحمٰن طارق، ڈاکٹر عارف نوشاہی، جناب رئیس نذیر احمد، پروفیسر محمد اقبال مجددی و دیگر حضرات۔ان تمام حضرات کے علاوہ ڈاکٹر عبدالغفار سومرو صاحب کا بھی راقم مشکور ہے جنھوں نے نہ صرف وقتاً فوقتاً اس کام کی رفتار معلوم کی بلکہ جلد از جلد تکمیل کی خاطر یاددہانی بھی کرائی۔

خطوط ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کا یہ مجموعہ اس موضوع پر حرفِ آخر ہرگز نہیں۔ باوجود کوشش کے اس مجموعے کی خاطر کل ۱۳۳ خطوط دستیاب ہو سکے۔ان شاء اللہ مزید خطوط کی تلاش جاری رہے گی اور اگر غیر مطبوعہ خطوط خاطر خواہ تعداد میں دستیاب ہو گئے تو اس کتاب کی جلد دوم بھی شایع کی جائے گی۔

محمد راشد شیخ

الفلاح ہاؤسنگ پروجیکٹ

ملیر ہالٹ، کراچی

مورخہ ۱۳/ مارچ ۲۰۲۱ء

عکسی خطوط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

NATIONAL HIJRA COUNCIL

ADVISER

D.No. 545/88-NHC
Office Telephone: 820475
20-Masjid Road, F-6/4,
۱۵۔ شوال ۱۴۰۸ھ
Islamabad, 1-6-88

عید مبارک

محترم المقام مکرمی ڈاکٹر حمید اللہ صاحب

آپ کا خط مورخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ موصول ہوا
کلام پاک کے کشمیری زبان میں ترجمہ پر آپ کا انتظار
میرا انتظار ہے۔ میں ہر ممکن کوشش کرونگا وعلیہ التکلان۔
'بڑی کتابوں' کے سلسلے میں آپ کی دعائے خیر میرے
لئے باعث تسکین ہو خصوصاً اس حال میں کہ میں
حتی الوسع اس منصوبہ کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہا
ہوں۔ اگر آپ کسی اجلاس میں نہ آسکیں تو بھی دعا
فرماویں۔ البتہ آپ کی اجازت سے میں 'ایڈیٹوریل
ایڈوائزری بورڈ' میں آپ کا اسم گرامی باعث خیر
و برکت سمجھ کر لکھتا رہونگا۔ اور کبھی اشد ضرورت کی
حالت میں آپ سے رہنمائی طلب کرونگا۔

دست بدعا ہوں کہ جب تک میں یہاں ہوں (اور شاید
طویل عرصے تک نہ رہ سکوں) تب تک نسرد الصحائف
کی تکمیل ہو جائے تاکہ اس کو چھپوا سکوں۔ ان
شاء اللہ۔

مخلص نیازمند
[illegible]

1-6-88

1/6/88

بسم اللہ الرحمن الرحیم

NATIONAL HIJRA COUNCIL

Office Telephone: 820475
20-Masjid Road, F-6/4,
Islamabad.

Dr. N. A. Baloch,
Adviser

محترم المقام ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ادام اللہ علینا الطافہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد: آپ کا کرمنامہ مؤرخہ ۳ مئی ۱۹۸۵ء میرے سامنے ہے۔ جواب میں اس قدر تاخیر پر معذرت خواہ ہوں۔ والعذر عند الکرام مقبول۔

یہ کرمنامہ یہاں پر میری غیر حاضری میں پہنچا۔ میں گذشتہ اپریل میں جدہ، ریاض، کویت، دمشق، قاہرہ، تونس، الجزائر، رباط سے ہوتا ہوا مئی کے پہلے ہفتے میں لندن پہنچا تو دل کا عارضہ لاحق ہوا اور نوبت آپریشن تک پہنچی۔ اللہ کے کرم سے آپریشن سے افاقہ ہوا۔ اور دس گیارہ ہفتے ہوئے ہیں کہ میں واپس اسلام آباد پہنچا ہوں۔ ابھی تک دائرہ احتیاط میں مقید ہوں لہٰذا خط وکتابت میں بھی آہستگی ہو رہی ہے۔

براہوئی ترجمہ قرآن مجید کو کونسل کی طرف سے Reprint کروایا گیا ہے۔ یہ ترجمہ مرحوم مولوی محمد عمر [illegible] دینپوری نے کیا اور سنہ ۱۳۳۳ھ میں شائع ہوا۔ شروع والے اوراق کا عکس بھیج رہا ہوں۔ اسی طرح کونسل نے سرائیکی ترجمہ بھی چھپوایا ہے اور پنجابی ترجمہ چھپ رہا ہے۔ دوسری زبانوں کا پروگرام بھی سامنے ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ترجمۂ کلام پاک گاؤں گاؤں تک پہنچے اور وہاں کے لوگ اپنی زبان میں آسانی سے ترجمہ پڑھ سکیں۔

(1) سنت کتابوں کی اشاعت کے بارے میں آپ کی گراں قدر رائے کہ [illegible] کی تاریخیں لکھائی جائیں میری نظر میں اہم ہے۔ کونسل نے مناسب سمجھا کہ یہ پہلی Series کتابوں کی ہو کیونکہ اس میں آسانی ہے۔ دوم یہ کہ یہ کتابیں انگریزی تراجم میں شائع کی جائیں تاکہ عجمی مسلمانوں کا جم غفیر مستفید ہو سکے۔

سردست، ہمارے صدر محترم جناب بروہی صاحب کی رائے ہے کہ اگر اس منصوبے کو آگے بڑھانا ہے تو بسم اللہ کرکے کم از کم ایک کتاب چھاپ دی جائے۔ بندہ راقم کی دلی خواہش ہے کہ اگر ممکن ہو تو یہ پہلی کتاب آپ کی ہو۔ اس طرح بسم اللہ صحیح طریقے سے ہوگی۔ میں ایک Catagory Law & Jurisprudance بصورت عارضی تشکیل بھیج رہا ہوں۔ آپ صدر فرمادیں اور بہتر کتابیں تجویز کریں اور جو غیر ضروری ہوں ان کی نشاندہی کریں۔ نیز یہ بھی ان کتابوں میں سے یا اس سلسلے کی اور کسی کتاب کا آپ نے اگر انگریزی میں ترجمہ کیا ہو تو اجازت دیں تاکہ کونسل کی طرف سے اس کو چھاپنے کا اہتمام کیا جائے۔ Introduction کے بارے میں کونسل کی سفارشات منسلک ہیں۔

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔ بندہ کو اپنی دعاؤں میں یاد فرمادیں

مخلص [illegible]
نبی بخش

Ref. Dr. N. A. Baloch
Chairman
Sindhi Language Authority

Dated 26-6-91

عالی جناب حکیم محمد سعید صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد:

"سندھی لینگویج اتھارٹی" کے مجوزہ پہلے اجلاس کے سلسلے میں سندھی میں لکھا ہوا نیازنامہ منسلک ہے۔ یہ اجلاس بتاریخ ۴۔ جولائی جمعرات ۱۱ بجے صبح کراچی میں منعقد ہوگا اور سندھ کے وزیر اعلیٰ جناب جام صادق علی صاحب اس کا افتتاح فرمائینگے۔ اجلاس کے سلسلے میں مزید تفصیل آپ کو حکومت سندھ کے محکمۂ ثقافت وسیاحت کے سیکریٹری کی طرف سے موصول ہوگا۔ میں آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے وہاں پر موجود رہونگا۔ مجھے امید ہے کہ آپ ادارے کے اس پہلے اجلاس میں شرکت فرمائینگے۔

میرے لئے یہ بات باعث مسرت وافتخار ہے کہ آپنے اس ادارے کی مجلس حاکمہ کا رکن ہونا قبول فرمایا ہے۔ آپ کے گرانقدر مشورے میرے لئے رہنمائی کا باعث ہونگے، اور ان سے سندھی اور اردو میں لسانی روابط مزید استوار ہونگے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ

مخلص

Dr. N. A. Baloch
12, Sindh University (Old Campus)
Hyderabad Sindh - 71000
Pakistan

ڊاڪٽر نبي بخش خان بلوچ
12، سنڌ يونيورسٽي (اولڊ ڪئمپس)
حيدرآباد سنڌ - 71000
پاڪستان

Dated ____________

عزیزم محمد راشد شیخ صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا خط مورخہ 98/11/23 موصول ہوا - بڑی خوشی ہوئی کہ آپ استاذ محترم مرحوم المیمنی کی سوانح مرتب کرنا چاہتے ہیں اور ماخذ جمع کرنے میں کافی پیشرفت ہوئی ہے -

- مقالات المیمنی مطبوعہ بیروت کا مجموعہ اگر نہیں مل جائے تو میرے لئے بھی نسخہ خرید کر لیں -
- کتاب کا خاکہ تسلی بخش ہے
- اساتذہ میں مولانا احمد حسن محدث کا ذکر، قبلہ استاذ سے میں نے کبھی نہیں سنا، ہو سکتا ہے کہ مجھے یاد نہ رہا ہو -
- بلگرامی سے تلمذ کا انکار - میں اس موضوع سے نابلد ہوں
- قبلہ استاذ کی زبانی ہم نے سنا کہ ندوہ والوں کے اشارے پر مولانا سورتی نے تنقید لکھی - اہل علم کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا - استاذ کو اس کا کافی صدمہ ہوا اور وہ خاص طور پر اس پر رنجیدہ تھے کہ مولانا سورتی جیسے عالم کو سامنے لایا گیا اور انہوں نے یہ تنقید لکھ کر اپنے علم کو داغدار کر دیا - استاذ نے فرمایا کہ: میں نے بادل ناخواستہ مولانا سورتی کی تنقید کا رد لکھا جس سے ان کی لغزشیں سب کے سامنے آگئیں -
- قیام پشاور اور مجلہ مخزن کے بارے میں میرے پاس معلومات نہیں - آپ اگر وہاں جاکر ریکارڈ دیکھیں تو شاید کچھ مل جائے -
- رسالہ تحقیق میں کافی کچھ مواد آگیا ہے اطمینان ہوا کہ آپ اس سے باخبر ہیں -

مخلص نبی بخش بلوچ

Dr. N. A. Baloch
12, Sindh University (Old Campus)
Hyderabad Sindh - 71000
Pakistan

ڊاڪٽر نبي بخش خان بلوچ
12، سنڌ يونيورسٽي (اولڊ ڪئمپس)
حيدرآباد سنڌ - 71000
پاڪستان

Dated ________________

عزیزم محمد راشد وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ یہ پڑھ کر خوشی ہے کہ استاذ المیمنی کی سوانح پر کام تکمیل کو پہنچنے والا ہے۔ آپ کے سوالات کے جوابات:

۱۔ المجمع العلمی میرے پاس نہیں۔ اس مجلہ کا ریکارڈ فاضل محترم مختار الدین آرزو (علی گڑھ) کے پاس ہو سکتا ہے۔ ان سے پوچھیں۔ آرزو صاحب کا پتہ معلوم ہو تو مجھے بھجوا دیں۔ مجھے ضرورت ہے

۲۔ سندھ یونیورسٹی میں استاذ کی جو کتابیں محفوظ ہیں ان کو آپ یہاں پر آ کر دیکھ سکتے ہیں۔ مجلہ تحقیق سے استفادہ کریں

۳۔ استاذ نے اپنی کتابوں پر کہیں کہیں کچھ الفاظ لکھے ہیں لیکن ان کے فوٹو کا انتظام کرنا مشکل ہے

اوپر نمبر ۲ اور نمبر ۳ والا کام آپ خود کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس سے آپ کو کتنا فائدہ ہوگا؟

استاذ محترم کا ایک لکھا ہوا پوسٹ کارڈ دستیاب ہوا ہے۔ اس کی فوٹو میں بھیج دوں گا ان شاء اللہ

مخلص
نبی بخش
[signature]

University of Sindh

Professorial Office Allama I.I. Kazi Chair

Dr. N. A. BALOCH
Professor Emeritus

Sindh University,
Hyderabad City -71000
Pakistan.

Dated 5 - 6 - 2001

عزیزم محمد راشد السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ 31.5.2001 ملا۔ اس سے پہلے آپ نے حیدرآباد میں اپنی آمد
کا پیغام میرے ہاں پہنچایا اور ساتھ ہی امانات۔ تذکرہ خطاطین کے دوسرے
ایڈیشن کو اور بہتر بنا کر شایع کریں۔ سید نفیس الحسینی میرے کرمفرما ہیں
آپ ان پر لکھیں۔ انہوں نے میری استدعا پر Great Books کے عنوانات لکھ
تھے۔ میں یہ کتاب آپ کے لئے دستیاب کر کے اپنے ہاں رکھونگا۔ کتاب
[illegible] بھی شاید مل جائے لیکن وہ آپ کے کس کام کی!
کراچی یونیورسٹی میں اسمٰعیل نامی کوئی صاحب استاد الملک پر Ph.D. مقالہ
لکھنا چاہتے ہیں۔ میں نے مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنا موضوع متعین کریں
اور مزید مشورہ کے لئے آپ سے ملیں۔ آپ ان کو بہت [illegible] کریں۔
آپ کا موضوع وسیع ہے، وہ اپنے محدود موضوع پر کام کریں۔ بادشاہی
[illegible] کی مسجد میں تین کتبے موجود ہیں۔ ایک حافظ سدیدی کا لکھا
ہوا اور دوسرا الحسینی کا۔ البتہ محراب سے کافی اوپر دیوار میں ہیں
اور خاص احتیاط سے ہی اچھے فوٹو دستیاب ہو سکتے ہیں۔
امید ہے کہ آپ بخیر ہونگے

مخلص
[signature]

FIRST INTERNATIONAL CONFERENCE ON EDUCATION

ORGANIZED BY
FACULTY OF EDUCATION, UNIVERSITY OF SINDH JAMSHORO
ELSA KAZI CAMPUS @ HYDERABAD
IN COLLABORATION WITH
HIGHER EDUCATION COMMISSION (HEC) ISLAMABAD
AUGUST 28 - 29, 2007

محمد راشد شیخ صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

آپ کا احسان کہ آپ نے اتنی اچھی کتاب میرے متعلق مرتب کی ہے۔ کتاب پڑھ کر احباب نے بھی تعریف کی ہے۔ اسلام آباد سے کچھ مطبوعہ کتابیں مجھے منگوائی گئی ہیں اور میں نے احباب کو دے دیں ہیں۔ سب پڑھ کر آپ کی تعریف کرنے لگے۔ آپ جب حیدرآباد آئیں تو اطلاع دیں تاکہ ملاقات ہو۔ میرے متعلق کافی کچھ اور مواد ہے جو آپ دیکھ سکتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

15.1.2008

University of Sindh

Professorial Office Allama I.I. Kazi Chair

Dr. N. A. BALOCH
Professor Emeritus

Old Campus,
Hyderabad City-71000

Ref. No. ____________

Dated 20.XII.2009

محترم شیخ محمد راشد السلام علیکم

کتاب "گلشن اردو" چھپ گئی ہے۔ ایک صفحہ غلط لگا دیا تھا۔ آپ نے دیکھا ہوگا

لیکن آپ کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آیا۔ نہ معلوم آپ نے یہ کتاب دیکھی ہے

یا نہ؟ آپ اسلام آباد چلے گئے اور مسز دم کو بھول گئے۔ کیا ڈاکٹر صاحب افتخار صاحب

سندھ ہاؤس میں رہتے ہیں کمرہ نمبر 20 میں چاہتا

سے ملاقات ہوئی یا نہ؟ وہ آپ کی کتاب وہ دیکھ لیں۔

تھا کہ مجلد بنے گا والی آپ کی اور میں نے مواد آپ کو دے دیا تھا

مکتوبات آپ کو کام کرنے کا ارادہ تھا نکال سکتے ہیں یا نہ؟ ہو سکتا ہے کہ وہ

لیکن تذکرے میں شامل ہے وقت اور مواد کو مرتب کرنے کے لیے بھی

مواد مجھے بھجوا تاکہ اس میں مزید اضافہ ہو جائے

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے

اپنا مشورہ دے سکیں۔

مخلص

نبی بخش

۲۷ رمضان یوم الجمعہ ۱۴۳۰ھ
۱۸ ستمبر ۲۰۰۹ء

عید الفطر ۱۴۳۰ھ مبارک باد ہو

عزیزم محمد راشد شیخ سلمہ اللہ

السلام علیکم: آپ کو یاد کرتے ہوئے یہ عید مبارک ارسال کر رہا تھا کہ ڈاک میں آپ کا گراں بہا تحفہ یعنی قبلہ میمن صاحب مرحوم کی سوانح پر لکھی ہوئی کتاب میرے سامنے آئی۔ گویا آپ کی طرف سے 'عید مبارک' احسن طریقے پر ادا ہوئی۔ میں ممنون ہوں کہ کتاب کی پہلی کاپی آپ نے مجھے بھجوا دی اور میں بیحد خوش ہوں اور آپ کو داد دیتا ہوں کہ آپ نے قبلہ استاذی کی سوانح کے سلسلے میں جملہ ماخذ سے خوشہ چینی کر کے یہ تفصیلی تصنیف مرتب کی۔ میں نے کتاب کو سرسری طور پر دیکھا ہے اور اب تفصیل سے پڑھوں گا۔ لیکن استاذ مرحوم سے متعلق آپ کی یہ کتاب ایک بڑی مدت تک معتمد علیہ یادگار رہے گی۔

گلشن اردو کی اشاعت میں تاخیر ہو گئی۔ آپ نے جو محنت کی اس کا شکریہ۔ میں نے آخری مسودہ پر عجلت میں نظر ثانی کی اور پروف شدہ ہے۔ تاہم کارے کسی تمام نکرد!

میری طرف سے سب کو عید مبارک۔

مخلص
نبی بخش بلوچ

Dr. N. A. Baloch
Sindh University
Hyderabad Sindh
(71000)

THE INDUS RESEARCH INFORMATION

Prof. Dr. N.A. Baloch
Coordinator

12, Sind University (*Old Campus*)
Hyderabad, Sind, PAKISTAN.

Dated: 14-1-94

استاد، شاعر، ادیب و دانشور محترم ہلال صدیقی صاحب

السلام علیکم و بعد: ۲۴ دسمبر ۹۳ء کو گورنمنٹ ہائی سکول اولڈ بوائز کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر آپ سے مل کر مسرت ہوئی۔ اس موقعہ پر آپ کے دیے ہوئے تحائف یعنی آپ کی گرانمایہ تصانیف تا حال آپ کی محبت و شفقت کی یادوں کو تازہ کر رہی ہیں۔ میں نے سب سے استفادہ کیا ہے۔ 'قابوس' خاص طور پر افکار کی عبقریت اور اسلوب بیان کی ندرت کا آئینہ ہے۔ 'حرف سنگ' میں اعلیٰ شعری شعور و جرأتمندانہ جرح و تنقید کے پیمانے لبریز ہیں۔ شعر کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ پڑھنے اور سننے والا بے ساختہ کہے کہ بیشک سچ ہے۔ بقول زہیر بن ابی سلمیٰ:

إنّ أشعرَ شعرٍ أنتَ قائلُه
شعرٌ يُقالُ، إذ قلتَه، صدقا

اردو قصیدہ بردہ سے اردو میں افکارِ پاکیزہ کا اضافہ ہوا ہے۔

ماہ جنوری سے شروع ہونے والا نیا سال رائج الوقت اقدار کی روشنی میں مبارک ہو۔ ہم تو اپنا ہجری سال [illegible] سے شروع کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ کیا کریں، کہاں تھے اور کہاں پہنچے!!

مخلص

بنــــام

ظہیرالدین احمد صاحب

پرنسپل، بہاء الدین کالج، جونا گڑھ

۲۵رشوال ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۵راکتوبر ۱۹۴۳ء

معظم ومحترم جناب قبلہ ظہیرالدین احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدتِ مدید کے بعد خدمت اقدس میں یہ نیاز نامہ ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو صحت کامل بخش دی ہوگی۔

میں یہاں مسلم یونیورسٹی میں ریسرچ کلاس عربک ڈپارٹمنٹ میں داخلہ لے چکا ہوں، سندھی ہونے کی وجہ سے میرا موضوع بحث میرا ملک ہی رہا: یعنی کہ ''السند تحت سیطرۃ العرب'' مضمون نہایت بکھرا ہوا ہے، سندھ کے متعلق مکمل حالات تو بالکل ناپید ہیں البتہ خال خال کہیں کچھ چیزیں مل جاتی ہیں مگر غیر تسلی بخش۔ بہرحال میں اس ریزہ چینی پر امید لگائے بیٹھا ہوں۔ اس مضمون کے متعلق علماء ہند میں سے صرف محترم جناب حضرت سیّد سلیمان صاحب ندوی[۱] ہی میری رہنمائی کر سکتے ہیں۔ ''عرب و ہند کے تعلقات''[۲] اس سلسلہ میں ان کی وسعتِ نظر کا زندہ ثبوت ہے۔

میں نے سنا ہے کہ رفقاء ندوہ میں سے جناب ابوظفر صاحب ندوی[۳] نے نیز سندھ پر کام کیا ہے[۴]۔ اپنے پیشرو کی علمی کوشش سے استفادہ کرنا بالکل ضروری ہے۔ اور یہ کام صرف جناب حضرت سیّد صاحب کی وساطت سے ہی ہوسکتا ہے لہٰذا میں ان کی علم دوستی میں امید رکھتے ہوئے ان کو ایک مؤدبانہ خط اس سلسلہ میں تحریر کر رہا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کی سفارش بھی ضروری سمجھتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ برائے کرم آپ جناب حضرت سیّد صاحب کو سفارش کریں کہ وہ آپ کے ایک شاگرد اور عقیدت مند

کی اس سلسلے میں ہر ممکن امداد فرمائیں۔

دیگر عرض کہ خان بہادر عبدالقادر صاحب یہاں تشریف لائے۔ کاٹھیاواڑی و سندھی طلبہ کی طرف سے ان کو ایک ''ایٹ ہوم'' دیا گیا اور ہار پہنائے گئے اور ساتھ ہی ایک ایڈریس پیش کیا گیا۔ اس انتظام کے لیے ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب[5] نے بمشورہ استاد میمن صاحب[6] مجھے ہی چنا۔ الحمدللہ انتظام نہایت خوبی سے کیا گیا اور جو ایڈریس میں نے اپنے بھائیوں کی طرف سے پیش کیا وہ فی الحقیقت ایک بہاؤ الدینی کی حیثیت میں پیش کیا اور نیت یہی تھی کہ ہمارے بہاؤ الدین کالج کا اچھا خاصا تعارف کرادیا جائے۔ اس ایڈریس کی نقل آپ کے مطالعہ کے لیے پیش کر رہا ہوں، اور مناسب ہو تو بعد میں ہمارے کالج میگزین میں شایع کیا جائے۔

پہلی مرتبہ ہے کہ اردو میں لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں اور جانتا ہوں کہ یہ تحریر اغلاط سے پاک نہ ہوگی لہٰذا خط کو عفو و اغماض سے درگزر کریں۔ والسلام

مخلص

نبی بخش

---

1. علامہ سیّد سلیمان ندوی۔ مولانا شبلی نعمانی کے نامور شاگرد۔ سابق ناظم دارالمصنّفین اعظم گڑھ و سابق مدیر ماہنامہ معارف اعظم گڑھ۔ پیدائش: ۲۲ر نومبر ۱۸۸۴ء، وفات: ۲۲ر نومبر ۱۹۵۳ء بمقام کراچی۔
2. علامہ سیّد سلیمان ندوی کی معروف کتاب۔
3. مولانا ابوظفر ندوی علامہ سیّد سلیمان ندوی کے بھتیجے اور کئی علمی و تحقیق کتب کے مصنف تھے۔ آپ کو خاص اختصاص تاریخِ گجرات کے موضوع پر تھا اور اس موضوع پر آپ کی کتب میں 'تاریخِ گجرات' 'گجرات کی تمدنی تاریخ۔ مسلمانوں کے عہد میں' اور کئی کتب شامل ہیں۔ مولانا سیّد ابوظفر ندوی کی پیدائش: مارچ ۱۸۸۹ء میں اور، وفات: ۲۸ر مئی ۱۹۵۸ء کو ہوئی۔
4. اشارہ ہے مولانا ابوظفر ندوی کی کتاب 'تاریخِ سندھ' کی جانب جو سب سے پہلے دارالمصنفین اعظم گڑھ سے شایع ہوئی۔
5. ڈاکٹر ضیاء الدین احمد، سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ پیدائش: ۱۳ر فروری ۱۸۷۳ء، وفات: ۲۳ر دسمبر ۱۹۴۷ء

۶۔ علامہ عبدالعزیز میمن۔عربی زبان وادب کے بین الاقوامی شہرت یافتہ عالم اور بلوچ صاحب کے علی گڑھ میں استاد محترم تھے۔علامہ میمن اور بلوچ صاحب کے قریبی روابط کے لیے ملاحظہ فرمایئے ''گلشن اردو'' مرتبہ محمد راشد شیخ میں بلوچ صاحب کا مضمون ''افاداتِ میمنی''۔علامہ میمنی کے بلوچ صاحب کے نام اردو خطوط کے لیے ملاحظہ فرمایئے ''علامہ عبدالعزیز میمن۔سوانح اور علمی خدمات'' از محمد راشد شیخ، شائع کردہ 'قرطاس' کراچی ۲۰۱۲ء۔

علامہ میمن ۲۳/اکتوبر ۱۸۸۸ء کو گونڈل (راجکوٹ) میں پیدا ہوئے اور مورخہ ۲۷/اکتوبر ۱۹۷۸ء کراچی میں وفات پائی۔

۷۔ یعنی بہاءالدین کالج جوناگڑھ کے سابق طالب علم

بنام

علامہ عبدالعزیز میمنؒ

پروفیسر وصدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۱۹۴۶ء

بمبئی سے روانگی کے وقت ایک خط راج کوٹؒ کے پتہ پر روانہ کیا تھا۔ امید ہے کہ مل چکا ہوگا۔ امریکہ کا سفر 'فن تعلیم' میں مہارت حاصل کرنے کے لیے اختیار کرنا پڑا۔ فنی نقطہ نظر کے علاوہ ''سیروا فی الارض '' کے اصول کے ماتحت ایک سیر و سفر کا جذبہ یہاں تک کھینچ کر لایا اور پھر ''مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے''۔ اپنی جیب پر چنداں بوجھ نہیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے کرایہ سفر اور ٹیوشن فیس کے علاوہ یہاں ۱۵۰ ڈالر ماہانہ وظیفہ ملتا ہے۔

ہمارا سفر بمبئی سے ۲۲/ اگست ۵ بجے شام کو جہاز مسمّٰی بہ ''جنرل گارڈن'' میں شروع ہوا، یہ جہاز ۲۴/ کی شام کو کولمبو (سنگل دیپ) بندر کے نزدیک سے گزرا اور ۲۸/ کو ۱۰ بجے سنگاپور بندر پر پہنچا۔ جہاز ڈاک تک نہیں گیا لہٰذا اس لڑائی کے تاریخی شہر کو دیکھنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ ۲ بجے دوپہر کے بعد یہاں سے جہاز روانہ ہوا اور دوسرے دن ۲۹/ کو بندہ کی کوشش سے جملہ مسلم مسافروں نے جہاز پر نمازِ عید ادا کی۔ ۳۱/ اگست کو جہاز جزائر تبانؔ وکورؔجڈور کے درمیانی دروازے سے منیلا بندر کی حدود میں داخل ہوا۔ منیلا بندر میں کئی ڈوبے ہوئے جہاز منکوسۂ علی روڈ سہا نظر آئے۔ یہ سب اس لڑائی کے کارنامے تھے۔ لیکن منیلا کی تباہی و بربادی کا منظر اور زیادہ تعجب خیز تھا۔ جاپانیوں نے اس شہر کو مورچہ بنایا اور امریکی جہازوں کو تقریباً ہر جگہ پر بم برسانے پڑے۔ بڑے بڑے مکانات، سرکاری عمارتیں، ہوٹلیں، ٹاؤن ہال، یونیورسٹی بلڈنگیں اور کلیسائیں شاہی کھنڈرات بنی ہوئی تھیں اور ان کو دیکھ کر وحشت پیدا ہوتی تھی۔ بازاروں کی جو کڑیاں سلامت رہ گئی تھیں وہاں دوکانیں موجود تھیں۔ ہر چیز

نہایت گراں تھی۔ فلپائن والوں کو ۴ر جولائی کو امریکہ نے آزادی دی تھی لہٰذا لوگوں میں زندگی کے آثار نظر آرہے تھے۔ فلپائن والوں کو امریکی تہذیب وتمدن نے جذب کرلیا ہے، وہ اپنا معاشرتی سرمایہ بالکل کھو چکے ہیں۔ مغربیت میں غرق ہیں لیکن نہایت بیدار اور زندہ دل ہیں۔ ۲ر ستمبر ۷ بجے صبح کو جہاز ساحلِ چین کی طرف روانہ ہوا اور ۴ر ستمبر کو ۱۱ بجے ہانگ کانگ پہنچا۔ ایک دن کے لیے ہانگ کانگ دیکھنے کا موقعہ ملا۔ یہ شہر خلیج ہانگ کانگ کے دونوں طرف پہاڑیوں پر آباد ہے۔ یہاں ہندوستانی فوج کا پرانا مرکز ہے جہاں ایک عالی شان مسجد بنی ہوئی ہے۔ پیش امام صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ چینی مسلمان تھے اور انگریزی سے اچھی خاصی واقفیت رکھتے تھے۔ ہانگ کانگ شہر میں ایک عمدہ جامع مسجد ہے جو ۱۹۱۵ء میں بمبئی کے حاجی اسحاق سیٹھ کے خرچ پر تیار ہوئی۔ ایک خاص چینی مسلمانوں کی مسجد شہر کے ''ونچائی'' محلّہ میں واقع ہے جہاں ایک صاحب محمد تواضع چینی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ کل مصر سے جہاز میں آئے ہیں اور وہ کُل بارہ رفقاء ہیں، ۹ چین کے باشندے اور ۴ چینی ترکستان کے۔ یہ تیرہ چینی نوجوان ۸ سال جامعہ ازہر میں تعلیم ختم کر کے اب واپس چین جا رہے تھے۔ محمد تواضع بدرالدین چینی [۲] و محمد مکین چینی کو بخوبی جانتے تھے۔ ۶ر ستمبر کو جہاز ہانگ کانگ سے روانہ ہوا اور مشرق شمال کی سمت میں جزائرِ لوچو سے گزر کر جاپان کے جنوب سے یوکوہاما کی سمت میں آکر سیدھا سان فرانسسکو روانہ ہوا اور ۱۸ر ستمبر کو وہاں پہنچا۔ دو دن شہر دیکھنے کا موقع ملا۔ یہاں بھی ''راشن سسٹم'' موجود ہے اور لڑائی کی دیگر صعوبتیں بھی باقی ہیں حالانکہ ہندوستان جیسی سختی نہیں۔ سان فرانسسکو میں انڈیا گورنمنٹ کے افسر کی طرف سے ہمیں تین ماہ کا وظیفہ پیشگی ملا۔ جملہ ۱۲۵ طلبہ اس سفر میں ہمارے ساتھ تھے۔ فنِ تعلیم کے لیے گورنمنٹ آف انڈیا نے ہندوستان سے جملہ ۱۳ طلبہ منتخب کیے تھے جن میں سے تین ہم یہاں ہم سفر ہیں۔ ۲۱ر ستمبر کو سان فرانسسکو سے نیویارک کو روانگی ہوئی اور اس ریل کے سفر میں امریکہ کو مشرق سے مغرب تک دیکھنے کا موقع ملا۔ راستہ میں شکاگو میں اترے اور تین گھنٹے بہ ذریعہ موٹر شہر کی سیر کی۔ وہاں سے روانہ ہو کر ۲۵ر ستمبر کو نیویارک کولمبیا یونیورسٹی میں پہنچے اور بفضلِ خدا اسی دن داخلہ کا طول طویل مرحلہ ختم ہو گیا اور ایک ہوسٹل

میں رہنے کو جگہ مل گئی (مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لینے والے اور داخلہ کرنے والے حضرات غور فرمائیں)۔

داخلہ کولمبیا یونیورسٹی کے ''ٹیچرس کالج'' میں ہوا جو در حقیقت بقول امریکنوں کے دنیا میں بڑی سے بڑی ''تعلیمی یونیورسٹی'' ہے۔ اس سال سات ہزار گریجویٹوں نے یہاں داخلہ لیا ہے اور کم و بیش دنیا کے ہر ملک کے طلبا یہاں موجود ہیں۔ چین، ایران، ترکی، عراق و مصر کے چند صاحبان سے ابتدائی ملاقات ہو چکی ہے۔ ہوسٹل کی فیس ستر ڈالر فی ٹرم ہے۔ کھانے کا انتظام حسبِ رواج ہوسٹل میں ہوتا ہے۔ سب لوگ ہوسٹل ہی میں کھانا کھاتے ہیں۔ تقریباً دو سے ڈھائی ڈالر روزانہ خرچ ہے۔ کھانا صاف اور زود ہضم مل جاتا ہے۔ مصالحہ اور چٹنی البتہ موجود نہیں۔ چاول ہوٹلوں میں اکثر نہیں ملتے۔ یہاں ''راجہ ہوٹل''، ''سیلون انڈیا اِن'' موجود ہیں جہاں ہندوستانی کھانا بھی مل جاتا ہے۔ میں نے کالج میں ''ڈاکٹر آف ایجوکیشن'' کا کورس لیا ہے۔

کولمبیا یونیورسٹی میں شاندار ''اورینٹل ڈیپارٹمنٹ'' موجود ہے جو اب تک میں نے عدم فرصت کی وجہ سے نہیں دیکھا۔ اس کے متعلق آئندہ عرض کروں گا۔ یہاں کے پروفیسر ایک حتی[3] تھے جنھوں نے بلاذری (فُتُوح البُلدان) کا ترجمہ کیا ہے اور ایک تاریخ ادب عرب بھی لکھی ہے۔ اب وہ پرنسٹن یونیورسٹی میں ہیں البتہ سان فرانسسکو میں کیلیفورنیا یونیورسٹی میں جانے کا اتفاق ہوا اور سیدھا اورینٹل ڈیپارٹمنٹ میں پہنچا اور اس کے رئیس ڈاکٹر ولیم پامر سے ملا۔ اس نے بتایا کہ یہاں مشرقیات سے مراد جاپانی، چینی اور مشرقِ اقصیٰ کی زبانیں ہیں لیکن ایک شعبہ وسط مشرق کا بھی موجود ہے۔ پھر انھوں نے ''ڈاکٹر ولیم پائز'' سے تعارف کرایا۔ ان کے سامنے عربی کتابوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور واقعی لکھنے پڑھنے والے معلوم ہوتے تھے۔ انھوں نے عربی تاریخ خصوصاً مصر کے مملوک خاندان کی تاریخ پر اچھے خاصے معلومات دیے۔ یہ وہی ولیم پامر ہیں جنھوں نے ''النجوم الزاھرۃ'' کو ایڈٹ کیا ہے حال ہی میں النجوم کی ایک جلد لیڈن سے چھپ کر ان کے یہاں پہنچی تھی جو انھوں نے دکھائی۔ ابھی کچھ اور جلدیں باقی ہیں جن کو انھوں نے ایڈٹ کر رکھا ہے مگر

چھپنے کی دیر ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے عبدالعزیز المیمنی کا نام سنا ہے۔ خوش قسمتی سے میرے پاس آپ کا عربی میں دیا ہوا سرٹیفکیٹ موجود تھا جو میں نے ان کو دکھایا۔ کافی غور سے پڑھا اور عربیت پر سر دھننے لگے۔ انھوں نے پھر ''والٹر فیشر'' سے ملاقات کرائی جو اس سے پیشتر جیروشلم میں رہتے تھے۔ وہ ابن خلدون پر کام کر رہے تھے اور کہا کہ آپ اپنے پروفیسر صاحب سے ابنِ خلدون کے متعلق خاص معلومات حاصل کر کے مجھے دیں۔ فیشر اتنے فاضل نہیں معلوم ہوتے تھے جتنے ولیم پامر۔ (باقی آئندہ)

بلوچ نبی بخش

کولمبیا یونیورسٹی۔ نیویارک

---

[1] بلوچ صاحب کا یہ معلومات افزا خط سب سے پہلے ہفت روزہ مسلم یونیورسٹی گزٹ علی گڑھ میں مورخہ ۸؍نومبر ۱۹۴۶ء کے شمارے میں شایع ہوا اس خط کی ابتدا میں ایڈیٹر مسلم یونیورسٹی گزٹ کی جانب سے درج ذیل نوٹ شایع ہوا:

> ''نبی بخش بلوچ ایم اے عربی وایل ایل بی (علیگ) جو ہمارے ایک ہونہار اور فاضل طالب علم تھے گزشتہ سال سندھ مسلم کالج کراچی میں عربی کے پروفیسر ہو گئے تھے اور ادھر تین سال کی محنتِ شاقہ سے انھوں نے ''سندھ میں عربی دور'' پر اپنا تھیس تیار کیا تھا جس کے کچھ اقتباسات 'اسلامک کلچر' حیدرآباد میں نکل چکے ہیں۔
>
> گزشتہ اگست میں گورنمنٹ آف انڈیا کے خرچ پر بغرض تعلیم امریکہ بھیجے گئے ہیں جہاں سے انھوں نے جناب پروفیسر میمن عبدالعزیز صاحب صدر شعبہء عربی کی خدمت میں حسب ذیل خط بھیجا ہے جس میں موصوف نے اپنے سفر کے حالات اور بعض ولایتوں کی یونیورسٹیوں کے کوائف درج کیے ہیں۔''

افسوس ہے اب تک اس معلومات افزا خط کے بقیہ حصے نہ مل سکے۔ اس بارے میں راقم نے ڈاکٹر عطا خورشید (ڈپٹی لائبریرین مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) سے بھی متعدد مرتبہ رابطہ کیا۔ تلاش کے بعد انھوں نے مطلع فرمایا کہ درکار شمارہ لائبریری میں محفوظ نہیں۔

۱؎ علامہ میمن تعطیلات اپنے وطن راجکوٹ میں گزارتے تھے اس لیے خط وہیں بھیجا گیا۔

۲؎ بدرالدین چینی جن کی کتاب ''چین و عرب کے تعلقات'' اس موضوع پر اہم مآخذ ہے۔ یہ کتاب ۱۹۴۹ء میں انجمن ترقی اردو کراچی سے شایع ہوئی تھی۔

۳؎ پروفیسر فلپ حتّی (۱۸۸۶ء۔۱۹۷۸ء) نامور مستشرق اور مصنف

۴؎ علامہ میمن کے قلم سے بلوچ صاحب کے لیے عربی زبان میں اس سرٹیفکیٹ کے عکس کے لیے ملاحظہ فرمائیں ''علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات'' از محمد راشد شیخ

بنــــام

مولانا غلام رسول مہر[1]

پشاور ۴/مارچ ۱۹۵۴ء

محترم مولانا غلام رسول صاحب

تسلیم۔ میں یہاں تعلیمی کانفرنس کے سلسلے میں آیا ہوا ہوں۔ کل مجھے ادبی بورڈ[2] کراچی کے سیکریٹری کا خط ملا ہے کہ بورڈ کے فیصلے کے مطابق میں واپسی پر لاہور اتروں اور آپ کے ہاں منشی عبدالرؤف سیوستانی کی کتاب (مخطوطہ[3]) کا معائنہ کر کے بورڈ کے آگے اپنی رائے پیش کروں۔ اس سلسلے میں میں ان شاء اللہ ۵/مارچ کی شام کو یہاں سے میل میں بیٹھوں گا اور ۶/کی صبح کو ۷ بجے لاہور پہنچوں گا۔ وہاں سے اچھرہ میں پولیس چوکی سے متصل پروفیسر حمید صاحب[4] جو پنجاب یونیورسٹی میں تاریخ کے استاد ہیں، ان کے مکان پر پہنچوں گا۔ میں نے یہاں سے معلوم کیا ہے کہ مسلم ٹاؤن بھی اچھرہ کے نزدیک ہے۔ چونکہ لاہور میں میرا قیام مختصر ہوگا اس لیے مہربانی فرما کر آپ بھی آٹھ بجے یا سوا آٹھ بجے تک حمید صاحب کے مکان پر پہنچیں تا کہ مزید گفتگو ہو سکے۔ اگر مخطوطہ آپ کے یہاں ہو تو ساتھ لیتے آئیں۔ اچھرہ کی پولیس چوکی سے آپ کو حمید صاحب کے مکان کا پتہ لگ جائے گا۔

مخلص

نبی بخش عفی عنہ

---

[1] مولانا غلام رسول مہر نامور محقق، مصنف اور صحافی۔ پیدائش: ۱۵/اپریل ۱۸۹۵ء۔ وفات: ۱۶/نومبر ۱۹۷۱ء بمقام لاہور

[2] ادبی بورڈ سے مراد سندھی ادبی بورڈ ہے جس کا صدر دفتر پہلے کراچی میں تھا، اب جام شورو میں ہے۔

۳ؔ منشی عبدالرؤف سیوستانی کا یہ مخطوطہ فارسی انشاء سے متعلق اور ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ ماہر مخطوطات مولانا محمد ادریس سندھی کے مطابق اب یہ مخطوطہ سندھ آرکائیوز کراچی میں محفوظ ہے۔

۴ؔ پروفیسر حمید، سابق استاد شعبہء تاریخ پنجاب یونیورسٹی۔ وفات: ۲۰ر اکتوبر ۱۹۷۹ء

بنـــام

خواجہ عبدالوحید صاحب[1]

۲۷/مئی ۱۹۵۰ء

مکرمی خواجہ صاحب

میں نے ''اسلامی تاریخ پر چھ لیکچر''[2] پر ایک سرسری نظر ڈالی ہے۔ آپ نے نہایت ہی اہم عنوانات اپنے خطبوں کے لیے چنے۔ ہر موضوع پر آپ کے حواشی وتعلیقات مختصر مگر جامع ہیں۔ جو ''کلیاتی نظریے'' آپ نے قلمبند کیے ہیں وہ ''جزئیاتی تفصیل'' سے کئی گنا زیادہ معنی خیز و مدلل ہیں۔ جن مآخذ تک آپ پہنچے ہیں وہ بھی بالکل قابل قدر ہیں اور پھر ہر ایک مآخذ سے آپ نے گویا ''نچوڑ'' کو لے لیا ہے۔ بمصداق:

من ز قرآں مغز را برداشتیم
استخواں پیش سگاں انداختیم

کیا ہی اچھا ہو اگر ان حواشی میں ایک بیان کا تسلسل قائم کریں اور پھر ان مضامین کو چھپوا دیں۔

مخلص

نبی بخش خان بلوچ

---

[1] خواجہ عبدالوحید ممتاز دانشور، مصنف اور مترجم تھے۔ پیدائش: ۳/جنوری ۱۹۰۱ء (لاہور)، وفات: ۲۸/دسمبر ۱۹۷۹ء (کراچی)۔ خواجہ عبدالوحید اردو زبان وادب کے نامور محقق مشفق خواجہ کے والدگرامی تھے۔

[2] اسلامی تاریخ پر چھ لیکچر غالباً اشاعت سے قبل ڈاکٹر بلوچ صاحب کو بغرض مشورہ دکھائے گئے تھے۔

بنـــام

حکیم محمد موسیٰ امرتسری[1]

(۱)

۲۳ر دسمبر ۱۹۶۱ء

مکرمی حکیم محمد موسیٰ صاحب

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

جناب پیر غلام دستگیر نامی صاحب[2] کی وفات حسرت آیات کا سن کر دلی صدمہ ہوا۔ آپ نے بندہ کو اس المیہ میں یاد فرمایا، جزاک اللہ۔ مرحوم نامی صاحب اخلاقِ حمیدہ کا مجسمہ تھے۔ مجھے ان سے والہانہ محبت تھی۔ اللہ پاک ان کو جوارِ جنت عطا فرمائے۔ آمین

مخلص

نبی بخش عفی عنہ

---

[1] حکیم محمد موسیٰ امرتسری نامور علمی شخصیت اور معروف طبیب۔ پیدائش: ۲۷ر اگست ۱۹۲۷ء، وفات: ۱۷ر نومبر ۱۹۹۹ء بمقام لاہور۔

[2] پیر غلام دستگیر نامی سو سے زائد کتب کے مصنف، شاعر، تذکرہ نگار اور تاریخ گو تھے۔ پیدائش: یکم مئی ۱۸۸۳ء (شیخوپورہ)، وفات: ۱۶ر دسمبر ۱۹۶۱ء بمقام لاہور۔

(۲)

۲ر فروری ۱۹۶۲ء

محترم حکیم محمد موسیٰ صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تاریخ جلیلہ[1] جدید، حمیدیہ اور لیل ونہار[2] موصول ہوئے۔ بہت بہت شکریہ۔ پیر نامی

مرحوم کے لیے دعائے خیر کا اشتہار اور لیل ونہار میں ان کی سوانح قلمبند کر کے آپ نے دوستی ومحبت کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

میں ۹؍جنوری کو دہلی گیا تھا۔ کل واپس آیا ہوں اس لیے اس خط کے لکھنے میں تاخیر ہوئی ہے۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہیں۔ میری طرف سے مولانا صاحب[۳] کو سلام کہیں۔ اگر آپ ان کی دکان پر تشریف لے جائیں۔

مخلص

نبی بخش عفی عنہ

---

[۱] پیر غلام دستگیر نامی کی معروف کتاب۔

[۲] ہفت روزہ لیل ونہار لاہور۔ اس دور کا معروف رسالہ۔

[۳] مولانا صاحب سے مراد غالباً لاہور کے نامور تاجر کتب نادرہ مولوی شمس الدین مرحوم ہیں جن کی دکان (زیر مسلم مسجد) نہ صرف بلوچ صاحب بلکہ اس دور کے بیشتر اصحاب علم وادب جاتے اور کتب ومخطوطات خریدتے تھے۔ ان کی پیدائش: ۱۹۱۶ء پونچھ (کشمیر) ہوئی اور وفات: ۱۱؍جنوری ۱۹۶۸ء لاہور۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: نذر شمس مرتبہ محمد عالم مختار حق، ۲۰۰۸ء لاہور۔

(۳)

سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد

۳۰؍اکتوبر ۱۹۶۵ء

محترم ومکرم حکیم محمد موسیٰ صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کرمنامہ مع کتابوں کے موصول ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ کتابوں کا ایک سیٹ یونیورسٹی لائبریری[۱] میں بھجوا دیا ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا اور آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ بدستور علمی خدمت میں مشغول ہیں جزاکم اللہ خیراً۔ لاہور آؤں گا تو ان شاء اللہ ملاقات ہوگی۔

السلام علیکم محترم مولانا شمس الدین[۲] صاحب کو۔

مخلص

نبی بخش عفی عنہ

۱۔ یعنی سندھ یونیورسٹی لائبریری۔

۲۔ مولوی شمس الدین مرحوم لاہور کے معروف تاجر کتب نادرہ جن کی دکان (زیر مسلم مسجد لاہور) ایک علمی مرکز کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔

(۴)

۲۳ر فروری ۱۹۸۰ء

جناب محترم حکیم محمد موسیٰ صاحب

السلام علیکم!

آپ کی خدمت میں ارسال کردہ مسودہ (جمعیۃ العلماء ہند) آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے محترم قادری صاحب[۱] کو ارسال کیا تھا۔ قادری صاحب نے اس پر اپنے مفید تاثرات اور آراء قلمبند کر کے ہمیں واپس روانہ کر دیا ہے جس کے لیے ہم قادری صاحب کے ساتھ ساتھ آپ کے بھی ممنون ہیں۔

شریف احمد شرافت نوشاہی[۲] کی کتاب 'شریف التواریخ' پر تبصرہ ہم نے اپنے بلیٹن ۲ بابت اکتوبر، دسمبر ۱۹۷۹ء میں شایع کر دیا ہے۔ بلیٹن کا مذکورہ پرچہ آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ امید ہے کہ آپ اسے پسند فرمائیں گے۔ والسلام

مخلص

نبی بخش عفی عنہ

۱۔ اشارہ غالباً نامور محقق و مصنف ڈاکٹر محمد ایوب قادری (وفات: ۲۵ر نومبر ۱۹۸۳ء کراچی) کی جانب ہے۔

۲۔ نامور مورخ و مصنف شریف التواریخ۔ پیدائش: ۲۸ر ستمبر ۱۹۰۷ء ساہنی پال (گجرات)، وفات: ۴ر

جولائی ۱۹۸۳ء

۳؎ بلیٹن سے مراد قومی ادارہ برائے تاریخی تحقیق اسلام آباد کا بلیٹن جو بلوچ صاحب کے زیر ادارت شایع ہوتا تھا۔

(۵)

۱۹؍جون ۱۹۸۲ء

محترم ومکرم جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

جناب شرافت نوشاہی صاحب کی علمی و ادبی و تاریخی خدمات کے مدنظر میں نے سفارش کی ہے کہ ان کو صدرِ پاکستان کی طرف سے اعزاز بخشا جائے لیکن میرے پاس ان کی تصانیف وغیرہ کی تفصیل موجود نہیں۔ اگر ایک ہفتہ کے اندر اندر آپ ان کا (جیسا کہ انگریزی میں کہتے ہیں) Biodata بھجوا دیں تو اس سفارش کی تکمیل ہو سکتی ہے۔

مجھے اقبال مجددی[1] سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اگر وہ تصوف کی تاریخ کی پہلی جلد کی تکمیل کر دیں تو بہتر۔ اب کافی دیر ہوتی جا رہی ہے۔

امید ہے کہ آپ اور احباب بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش عفی عنہ

۱؎ محمد اقبال مجددی، معروف مورخ و مصنف۔ سابق صدر شعبہء فارسی اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور۔

(۶)

۱۵؍مئی ۱۹۸۶ء

جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب

وعلیکم السلام۔ آپ کا خط مورخہ ۸۶-۵-۷ موصول ہوا۔ ڈاکٹر احمد حسین[1] صاحب کے کتب خانے کی فہرست ہم چھاپ رہے ہیں۔ ترجمہ کے لیے بھی ان کا نام ہمارے

سامنے رہے گا۔ امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ حال ہی میں مولانا بشیر احمد خان یہاں پر تشریف لائے تھے۔ مولانا شمس الدین مرحوم کے دنوں کی یاد تازہ ہوئی۔

مخلص

نبی بخش عفی عنہ

---

[۱] ڈاکٹر احمد حسین قلعداری۔ مورخ و مصنف مقیم گجرات۔

(۷)

۲۷/جنوری ۱۹۹۸ء

عید الفطر ۱۴۱۸ھ مبارکباد

مکرمی جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب سلمہ اللہ وادام اللہ علینا برکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حال ہی میں اذکار الابرار[۱] (ترجمہ گلزار ابرار) دیکھ رہا تھا تو معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ ہی کی ایماء پر اس کتاب کا یہ دوسرا ایڈیشن لاہور سے شایع ہوا۔ امید ہے کہ آپ مع احباب بخیر و عافیت ہوں گے۔

نیاز مند

نبی بخش بلوچ

---

[۱] فارسی زبان میں صوفیائے کرام کا معروف تذکرہ جس کے مولف غوثی شطاری مانڈوی ہیں۔ اردو ترجمہ فضل احمد جیوری نے کیا تھا۔

بنـــام

ممتاز حسن

حیدرآباد

۱۷رجولائی ۱۹۶۵ء

مکرمی قبلہ ممتاز حسن[1] صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قبلہ علامہ قاضی[2] صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ یہاں حیدرآباد تشریف لائے اور دیگر ذرائع سے معلوم ہوا کہ یہاں آپ کا شاید ایک رات کے لیے قیام بھی رہا۔ جس دن آپ یہاں تشریف لائے میں حیدرآباد میں ہی تھا البتہ شاید شام کو نواب شاہ چلا گیا تھا۔ آپ سے والہانہ محبت اور عقیدت ستا رہی ہے کہ اس مرتبہ آپ کی آمد کی اطلاع بندہ کو کیوں نہ ملی۔ ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے، والی کیفیت ہے۔ یہ برداشت نہ ہوا اس لیے یہ چند الفاظ بطور حالِ دل لکھ رہا ہوں۔

میں ۲۱رتاریخ کو کراچی آؤں گا۔ قبلہ علامہ صاحب کے ارشاد کے مطابق محترمہ قاضی[3] صاحبہ کی کتاب Celestial Echoe کی کاپی اور قبلہ علامہ صاحب کا شاہ لطیفؒ عرس ۶۵ کے موقعہ پر پیغام ساتھ ہی لیتے آؤں گا۔

مخلص نیاز مند

نبی بخش عفی عنہ

---

[1] ممتاز حسن مرحوم معروف ماہر اقتصادیات، علمی شخصیات اور اداروں کے بہت بڑے سرپرست تھے۔ پیدائش: ۶راگست ۱۹۰۷ء، وفات: ۲۸راکتوبر ۱۹۷۴ء بمقام کراچی۔ ممتاز حسن مرحوم کے بارے میں بلوچ صاحب کے معلومات افزا مضمون کے لیے ملاحظہ فرمائیں 'گلشنِ اردو' مرتبہ محمد راشد شیخ

[2] علامہ آئی آئی قاضی معروف دانشور اور سابق وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی۔ پیدائش: ۱۸ر

اپریل ۱۸۸۶ء۔وفات ۱۴/اپریل ۱۹۶۸ء حیدرآباد (سندھ)
۳؎ محترمہ ایلسا قاضی کا تعلق جرمنی سے تھا۔وہ علامہ آئی آئی قاضی کی اہلیہ۔وہ ادیبہ، شاعرہ اور فلسفی تھیں۔ان کی وفات: ۸/مئی ۱۹۶۷ء کو ہوئی۔ان کی معروف انگریزی کتاب کا نام Brown girl in search of God ہے۔

بنـــام

آغا نصیر خان

۳۱ر اکتوبر ۱۹۷۲ء

آغائے محترم تسلیم!

کوئٹہ سے واپسی کے بعد یہاں پر یونیورسٹی میں نئے سال کی داخلاؤں کے سلسلے میں کافی مشغولی رہی۔ اب قدرے فراغت میں یہ خط لکھ رہا ہوں تا کہ کوئٹہ میں قیام کے دوران آپ کی کرم فرمائی اور مہمان نوازی کا شکریہ ادا کروں۔ آپ کی طرف سے جو خاطر ومدارات ہوئیں ان کے لیے تہہ دل سے ممنون ہوں۔

بشرطِ فراغت حسبِ ذیل معلومات شہر گنداوہ سے متعلق ارسال فرمادیں۔ اس وقت شہر کی مردم شماری (تقریباً) کتنے سکول (پرائمری، سکینڈری یا ہائی سکول) ہیں۔ ہسپتال کی نوعیت، خزدار سے جو راستہ گنداوہ آتا ہے اس کی نشان دہی (یعنی کہ کون سی بستیاں راستہ میں پڑتی ہیں)۔ پنجگور سے گنداوہ آنے کے لیے لامحالہ خزدار سے ہی گزرنا پڑے گا یا اور کسی راستے کا بھی احتمال ہوسکتا ہے۔

آپ کی دعوت کے موقعہ پر جناب حسن صاحب سے میں نے کہا تھا کہ چند ذہین نوجوانوں کو ہمارے ہاں M.Ed کے لیے نامزد کریں۔ غالباً یہ نہ ہوسکا۔ پروفیسر کرار حسین صاحب[۲] کی تقرری بحثیت وائس چانسلر کے ایک دانشمندانہ فیصلہ ہے۔ امید ہے کہ آپ کا ٹیکسٹ بک بورڈ ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔

میں ہر سال کوئٹہ آتا ہوں لہٰذا بعض احباب کو میرے متعلق غلط فہمی تھی حالانکہ نہ مجھے پوچھا گیا تھا اور نہ میں نے کسی کو کہا تھا[۳]۔ بلوچستان سے ایک تاریخی رشتہ ہے جو عہدوں اور منفعتوں سے بالاتر ہے۔

مخلص
نبی بخش بلوچ

۱؎ پروفیسر کرار حسین سابق وائس چانسلر بلوچستان یونیورسٹی، وفات: ۷؍نومبر ۱۹۹۹ء بمقام کراچی۔
۲؎ اشارہ غالباً بلوچستان یونیورسٹی میں بطور وائس چانسلر تقرر کی جانب ہے۔

بنـــام

کارکنان دارالمورخین لاہور

عیدالفطر ۱۹۷۵ء

محترم اقبال مجددی صاحب کی مہربانی سے 'انتخاب گنج شریف'[۱] کا نسخہ موصول ہوا، جواب نہیں لکھ سکا۔

آپ سب احباب کو مبارک۔ محترم اقبال مجدد کو ڈبل مبارک۔ ان کی محنت[۲] قابل قدر ہے۔

نبی بخش عفی عنہ

۱۔ گنج شریف حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری کے اردو کلام کا مجموعہ دارالمورخین لاہور سے ۱۹۷۵ء میں طبع ہوا

۲۔ اشارہ ہے گنج شریف کے مقدمے کی طرف جو پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے لکھا تھا۔

بنــام

حکیم محمد سعید

(۱)

۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

۴؍جولائی ۱۹۸۲ء

محترم ومکرم جناب حکیم محمد سعید[۱] صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

'طبّ اسلامی' پر آپ کا خطاب ٹی وی پر بصیرت افروز تھا۔ خاص اس نقطہء نگاہ سے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ مبارکباد۔

ممنون ہوں کہ تحفہ 'روح افزا' بھجوایا اور اپنی نوازشوں میں یاد فرمایا۔

بروہی صاحب[۲] سے معلوم ہوا کہ غالباً اسی خطاب کی وجہ سے آپ بورڈ کی میٹنگ میں تشریف نہ لا سکے۔ الحمدللہ میٹنگ خیر وخوبی سے ختم ہوئی۔

مخلص

نبی بخش بلوچ عفی عنہ

---

[۱] حکیم محمد سعید، پاکستان کے نامور طبیب، دانشور، مصنف اور بانی ہمدرد فاؤنڈیشن۔ پیدائش: ۹؍جنوری ۱۹۲۰ء بمقام دہلی، وفات: ۱۷؍اکتوبر ۱۹۹۸ء کراچی

[۲] اے کے بروہی۔ معروف قانون دان وسابق چیئرمین ہجرہ کونسل اسلام آباد۔ پیدائش: ۲۴؍دسمبر ۱۹۱۵ء گڑھی یاسین (سندھ)، وفات: ۱۳؍ستمبر ۱۹۸۷ء (لندن)

(۲)

محرم ۱۴۰۳ھ

۲۱/اکتوبر ۱۹۸۲ء

عالی جناب محترم حکیم محمد سعید صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مراسلہ مورخہ ۱۳/اکتوبر ۱۹۸۴ء موصول ہوا۔ نوجوانوں کو قیامِ امن اور بقاء امن کی ترغیب وتربیت دینا بیسویں صدی کے اس موڑ کا ایک اہم تقاضا ہے۔ آپ کی رہنمائی میں ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کی طرف سے مجوزہ تین کانفرنسوں پر مشتمل سہ سالہ پروگرام کا ہر طرف سے خیر مقدم کیا جائے گا۔

۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۴ء میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں کا عنوان ''نوجوان اور امن'' غالباً اس لیے ہے کہ ان کانفرنسوں میں مسلم اور غیر مسلم نوجوان حصہ لیں گے۔ ۱۹۸۵ء والی کانفرنس کا عنوان ''نوجوان امن اور اسلام'' ہے۔ اسی مناسبت سے ضروری ہے کہ تمام دنیا کے اسلامی ممالک سے نوجوان شرکت کریں۔ بصورت دیگر پہلی دو کانفرنسیں ''نوجوان امن اور اسلام'' کے موضوع پر مرکوز ہوں اور نوجوانان اسلام ان میں شرکت کریں تاکہ امہ اسلامیہ کے مسائل پر سیر حاصل بحث ہو سکے۔ میری ناقص رائے میں اس موضوع پر ایک کانفرنس ۱۹۸۳ء میں منعقد کی جائے، دوسری کانفرنس ۱۹۸۵ء میں 'نوجوان اور امن' پر ہو جس میں تمام ممالک سے مسلم اور غیر مسلم نوجوان شریک ہوں۔ اقوام متحدہ کے ''۱۹۸۵ء: سالِ نوجوانان'' کے اعتبار سے یہ وسعت زیادہ مناسب ہوگی۔ تین کے بجائے دو کانفرنسیں زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوں گی۔

آپ مشیرِ اعلیٰ کے عہدہ سے الگ ہوئے!! بہر حال آپ ملک وملت کی خدمت کے لیے بدستور کوشاں رہیں گے۔ یہاں تشریف لائیں گے تو ملاقات ہوگی۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

(۳)

۲۶/جون ۱۹۹۱ء

عالی جناب حکیم محمد سعید صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ و بعد:

'سندھی لینگویج اتھارٹی'[۱] کے مجوزہ پہلے اجلاس کے سلسلے میں سندھی میں لکھا ہوا نیاز نامہ منسلک ہے۔ یہ اجلاس بتاریخ ۴/جولائی جمعرات ۱۱ بجے صبح کراچی میں منعقد ہوگا اور سندھ کے وزیر اعلیٰ جناب جام صادق علی صاحب اس کا افتتاح فرمائیں گے۔ اجلاس کے سلسلے میں مزید تفصیل آپ کو حکومت سندھ کے محکمہ ثقافت وسیاحت کے سیکرٹری کی طرف سے موصول ہوگا۔ میں آپ کو خوش آمدید کہنے کے لیے وہاں پر موجود رہوں گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ ادارے کے اس پہلے اجلاس میں شرکت فرمائیں گے۔

میرے لیے یہ بات باعث مسرت و افتخار ہے کہ آپ نے اس ادارے کی مجلسِ حاکمہ کا رکن ہونا قبول فرمایا ہے۔ آپ کے گراں قدر مشورے میرے لیے رہنمائی کا باعث ہوں گے، اور ان سے سندھی اور اردو میں لسانی روابط مزید استوار ہوں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[۱] سندھی زبان کا با اختیار ادارہ یا سندھی لینگویج اتھارٹی کا قیام مورخہ ۴/دسمبر ۱۹۹۰ء کو حیدرآباد میں ہوا اور بلوچ صاحب اس ادرے کے پہلے چیرمین مقرر ہوئے۔

بنـــام

حکیم غلام یزدانی[1]

۲۸ر رمضان مبارک ۱۴۰۲ھ

مطابق ۲۰ر جولائی ۱۹۸۲ء

محترم و مکرم حکیم غلام یزدانی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم وعید مبارک! تحفۂ دوا و دعا موصول ہوا۔ ممنون ہوں کہ آپ نے فقیر کی گزارش پر فوری طور پر توجہ فرمائی۔ آج بچوں کے ساتھ عید کے لیے اپنے غریب خانہ کو جارہا ہوں اور یہ خط آپ کو یاد کرتے ہوئے ملتان سٹیشن پر پوسٹ کے حوالے کر رہا ہوں۔ عید کے بعد ۲۷ تاریخ جولائی کو ایک مہینے کے لیے بیرون از پاکستان جانے کا پروگرام ہے۔ دوا ساتھ رہے گی۔ مزید دعا فرمائیں۔ امید از باری تعالیٰ کہ عید کی مسرتیں آپ کے شامل حال رہیں۔ ملتان آنے اور آپ سے ملنے کی تمنا لیے ہوئے اور آپ کی نکتہ آفرینی کی روشنی میں کھٹاس مٹھاس سے نباہ کیے ہوئے[2]

مخلص

نبی بخش بلوچ عفی عنہ

---

[1] حکیم غلام یزدانی۔ ملتان کے معروف طبیب، فرزند حکیم غلام محبوب سبحانی

[2] اشارہ غالباً پرہیز کی طرف ہے

بنام

محمود مرزا[1]

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

۲۹ جنوری ۱۹۸۴ء

جناب محمود مرزا صاحب

السلام علیکم!

اخبار ''جنگ'' میں سندھ کے حالات پر آپ کا مدبرانہ تجزیہ میں نے غور سے پڑھا ہے۔ بعض حقائق شاید آپ کے علم میں نہ تھے لیکن جو تھے ان کی بنا پر آپ نے جو تجزیہ کیا ہے وہ منصفانہ ہے اور قابلِ تحسین۔ میری طرف سے مبارک قبول فرمائیں۔ خاص طور پر مجھے اس بات پر مسرت ہے کہ آپ نے جو لکھا ہے وہ صحیح معنوں میں ایک محبّ وطن کے تدبر اور دور اندیشی کا آئینہ ہے۔ اگر آپ کا تعلق پنجاب سے ہے تو یقینی طور پر یہ ایک نیک فال ہے۔ پاکستان میں حالیہ قوت اور طاقت کا مرکز پنجاب ہی ہے، اور اگر اس سرزمین سے آپ جیسے منصف مزاج، روشن خیال، محبّ وطن رائے عامہ کو ہموار کریں تو یہ سعی پاکستان کے روشن مستقبل کی ضامن بن سکتی ہے۔

بہتر ہوگا اگر آپ کا یہ تجزیہ کتابچہ کی صورت میں ملک بھر میں تقسیم ہو جائے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] محمود مرزا۔ معروف دانشور، وکیل اور مصنف کتاب 'آج کا سندھ'

بنــــام

ڈاکٹر محمد حمید اللہ[1]

(۱)

۲رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

۲رجون ۱۹۸۴ء

محترم و مکرم جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد: ایک مدت کے بعد آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

گزشتہ دسمبر میں جناب بروہی[2] صاحب نے ایک خط آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اسی سلسلے میں بندہ نے بھی ایک خط لکھا تھا۔ آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ مقصد ہے کہ مختلف علوم میں مسلمان مفکروں، مؤرخوں، طبیبوں، ریاضی دانوں وغیرھم نے جو عالمی سطح کی تحقیقی اور تخلیقی تصنیفیں کی ہیں ان میں سے ایک سو کتابوں کو مؤثر طریقے پر آج کی دنیا سے روشناس کرایا جائے۔

کون سی ایک سو کتابیں منتخب کی جائیں اور ان کو روشناس کرانے کے لیے کون سا طریقۂ کار اختیار کیا جائے؟ اس سلسلے میں ہم یہاں پر ایک خاص الخاص میٹنگ بھی کرنا چاہتے ہیں۔ دلی تمنا ہے کہ آپ تشریف لائیں اور ہماری رہنمائی فرمائیں۔

دریں اثناء نمونے کے طور پر چند کتابوں کے نام تجویز کریں تو ہم بھی اسی نہج پر سوچتے رہیں۔

نیازمند

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔ عالم اسلام کے نامور محقق، مصنف اور کئی زبانوں کے ماہر۔ پیدائش: ۱۹رفروری

۱۹۰۸ء حیدر آباد دکن، وفات: ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۲ء فلوریڈا (امریکہ)۔ مزید حالات، خدمات اور خطوط کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ڈاکٹر محمد حمید اللہ از محمد راشد شیخ، المیزان پبلشرز فیصل آباد۔ ۲۰۰۳ء

۲؎ اے کے بروہی۔ حالات کے لیے ملاحظہ فرمائیں صفحہ 71

(۲)

(تاریخ درج نہیں)

محترم المقام ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ادام اللہ علینا الکافہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد: آپ کا کرمنامہ مورخہ ۳رمئی ۱۹۸۵ء میرے سامنے ہے۔ جواب میں اس قدر تاخیر پر معذرت خواہ ہوں۔ والعذر عندالکرام مقبول۔

یہ کرمنامہ یہاں پر میری غیر حاضری میں پہنچا۔ میں گزشتہ اپریل میں جدہ، ریاض، کویت، دمشق، قاہرہ، تیونس، الجزائر، رباط سے ہوتا ہوا مئی کے پہلے ہفتے میں لندن پہنچا تو دل کا عارضہ لاحق ہوا اور نوبت آپریشن تک پہنچی۔ اللہ کے کرم سے آپریشن سے افاقہ ہوا اور دس گیارہ ہفتے ہوئے ہیں کہ میں واپس اسلام آباد پہنچا ہوں۔ ابھی تک دائرۂ احتیاط میں مقیّد ہوں لہٰذا خط و کتابت میں بھی آہستگی ہو رہی ہے۔

براہوی ترجمہ قرآن مجید کو کونسل ۱؎ کی طرف سے reprint کروایا گیا ہے۔ یہ ترجمہ مرحوم مولوی محمد عمر پندرا دین پوری نے کیا اور سنہ ۱۳۳۴ھ میں شائع ہوا۔ شروع والے اوراق کا عکس بھیج رہا ہوں۔ اسی طرح کونسل نے سرائیکی ترجمہ بھی چھپوایا ہے اور پنجابی ترجمہ چھپ رہا ہے۔ دوسری زبانوں کا پروگرام بھی سامنے ہے۔ مقصد ہے کہ مترجم کلام پاک گاؤں گاؤں تک پہنچے اور وہاں کے لوگ اپنی زبان میں آسانی سے ترجمہ پڑھ سکیں۔

سو کتابوں کی اشاعت ۲؎ کے بارے میں آپ کی گرانقدر رائے کہ 'سو علوم کی تاریخیں لکھوائی جائیں' میری نظر میں اہم ہے۔ کونسل نے مناسب سمجھا کہ یہ پہلی Series 'کتابوں' کی ہو کیونکہ اس میں آسانی ہے۔ دوم یہ کہ یہ کتابیں انگریزی تراجم میں شایع کی جائیں تاکہ عجمی مسلمانوں کا جم غفیر مستفید ہو سکے۔

سرِ دست، ہمارے صدر محترم جناب بروہی صاحب کی رائے ہے کہ اگر اس منصوبے کو آگے بڑھانا ہے تو بسم اللہ کر کے کم از کم ایک کتاب چھاپ دی جائے۔ بندہ راقم کی دلی خواہش ہے کہ اگر ممکن ہو تو یہ پہلی کتاب آپ کی ہو۔ اس طرح بسم اللہ صحیح طریقے سے ہو گی۔ میں ایک 'Law & Jurisprudence'Catagory بصورت عارضی تشکیل بھیج رہا ہوں۔ آپ مدد فرمائیں اور بہتر کتابیں تجویز کریں اور جو غیر ضروری ہوں ان کی نشان دہی کریں۔ ساتھ ہی ان کتابوں میں سے یا اس سلسلے کی اور کسی کتاب کا آپ نے اگر انگریزی میں ترجمہ کیا ہو تو اجازت دیں تاکہ کونسل کی طرف سے اس کو چھاپنے کا اہتمام کیا جائے۔ Intimation کے بارے میں کونسل کی سفارشات منسلک ہیں۔

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔ بندہ کو اپنی دعاؤں میں یاد فرمائیں۔

مخلص

نبی بخش بلوچ عفی عنہ

---

۱ یعنی قومی ہجرہ کونسل اسلام آباد

۲ ہجرہ کونسل کے تحت مسلمان مصنفین کی مختلف موضوعات پر ۱۰۰ اعظیم کتب کا منصوبہ 100 Great Books of Islamic Civilization جس کے نگران ڈاکٹر بلوچ صاحب تھے۔ افسوس ہے بلوچ صاحب کی علیحدگی کی بنا پر یہ منصوبہ نامکمل رہا۔

(۳)

۷ر صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

یکم اکتوبر ۱۹۸۷ء

محترمی و معظمی! تسلیم و نیاز

امید ہے مزاج مبارک بخیر ہوگا۔

اب تک آپ کو غالباً اس اندوہناک خبر کی اطلاع مل چکی ہوگی کہ محترم اے کے بروہی صاحب ۱۸ر محرم ۱۴۰۸ھ ۱۳ر ستمبر ۱۹۸۷ء لندن میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بروہی

صاحب مرحوم ومغفور جیسے ممتاز قانون دان، عظیم دانشور اور نابغہ روزگار شخصیت کا اس طرح اچانک ہم سے جدا ہونا یقیناً ایک عظیم سانحہ ہے۔ ان کی وفات حسرت آیات سے ملت اسلامیہ میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کا تا دیر پُر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

مرحوم کو آپ کے لیے دلی عزت ومحبت تھی۔ لہٰذا یہ اطلاع آپ کی خدمت میں عرض کرر ہا ہوں۔

خداوند تبارک وتعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ہم سب کو اس صدمے کی برداشت کا حوصلہ عطا فرمائے۔

نیاز آگیں

نبی بخش بلوچ

(۴)

۹ ررمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

۲۶ راپریل ۱۹۸۸ء

محترم المقام ڈاکٹر حمید اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معذرت خواہ ہوں کہ ایک طویل مدت کے بعد آپ کے خط مورخہ ۲۸ ررجب کا جواب لکھ رہا ہوں۔ آپ نے مولانا مقبول سبحانی کے کشمیری ترجمہ قرآن مجید کے متعلق استفسار فرمایا تھا۔ وزارتِ مذہبی امور سے جواب باصواب اس طرح موصول ہوا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے کتابت مکمل ہو چکی ہے۔ مفتی ضیاء الحق بخاری صاحب کی نگرانی میں تاج کمپنی کراچی سے چھپنے کا سلسلہ جاری ہے اور عنقریب نسخہ چھپ کر آجائے گا۔

وزارت مذہبی امور میں محترم عبدالرحمٰن قریشی صاحب (ڈپٹی ڈائریکٹر) کا پبلشر سے رابطہ ہے۔

۲۔ یہ سن کر مسرت ہوئی کہ آپ کا فرانسیسی ترجمہ قرآن پندرھویں مرتبہ چھپ رہا ہے

اور اس بار ایک لاکھ نسخے چھپیں گے اللھم زد فزد۔

۳۔ آپ کی کتاب Holy Prophet Establishing a State پوری کمپوز ہو گئی اور پروف پڑھ لیے گئے ہیں۔ امید ہے کہ ایک مہینے کے اندر چھپ جائے گی۔

۴۔ جون کے آخر میں انقرہ یا استنبول میں Great Books Project کے سلسلے میں دس بارہ فضلا پر مشتمل Editorial Advisory Board کا اجلاس منعقد کرنے کا ارادہ ہے۔ اس سلسلے میں مزید بعد میں لکھوں گا۔ امید ہے کہ آپ ازِ راہِ کرم ہماری مدد فرمائیں گے۔

مخلص نیاز مند

نبی بخش بلوچ

(۵)

۱۵رشوال ۱۴۰۸ھ

یکم جون ۱۹۸۸ء

عید مبارک

محترم المقام مکرمی ڈاکٹر حمید اللہ صاحب

آپ کا خط مورخہ ۲۳ر رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ موصول ہوا۔ کلامِ پاک کے کشمیری زبان میں ترجمہ پر آپ کا انتظار میرا انتظار ہے۔ میں ہر ممکن کوشش کروں گا و علیہ التکلان۔

'بڑی کتابوں' کے سلسلے میں آپ کی دعائے خیر میرے لیے باعثِ تسکین ہے خصوصاً اس حال میں کہ میں حتی الوسع اس منصوبے کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اگر آپ کسی اجلاس میں نہ آسکیں تو بھی دعا فرمائیں۔ البتہ آپ کی اجازت سے، میں 'ایڈیٹوریل ایڈوائزری بورڈ' میں آپ کا اسمِ گرامی باعث خیر و برکت سمجھ کر لکھتا رہوں گا، اور کبھی اشد

ضرورت کی حالت میں آپ سے رہنمائی طلب کروں گا۔

دست بدعا ہوں کہ جب تک میں یہاں ہوں (اور شاید طویل عرصے تک نہ رہ سکوں) تب تک 'سرد الصحائف' کی تکمیل ہوجائے تا کہ اس کو چھپوا سکوں۔ اِن شاء اللہ۔

مخلص نیاز مند

نبی بخش بلوچ

(٦)

٦ رذیقعدہ ١٤٠٨ھ

محترم المقام ڈاکٹر حمید اللہ صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کرمنامہ مورخہ ٢٣ رشوال موصول ہوا۔ اطمینان ہوا کہ وقت پر **سرد الصحائف** کی تکمیل ہوجائے گی۔

کتاب کی ایڈوانس کاپی بھیج رہا ہوں۔ امید کہ غلطیاں کم ہوں گی اور آپ پسند فرمائیں گے۔ کتنی کاپیاں آپ کو بھجوا دوں یا اور ان احباب کو جو آپ کی نظر میں ہوں۔

اہم کتابوں کے منصوبے کے سلسلے میں ایک مشاورتی میٹنگ ٣-٤ راگست کو انقرہ میں رکھنے کا ارادہ ہے۔ ترکی آپ کا بھی محبوب ملک ہے۔ اس بہانے سے آسکیں تو مطلع فرمائیں۔

بااحترام فائقہ

نبی بخش بلوچ

(۷)

۱۴ ربیع الاوّل ۱۴۰۹ھ

۲۷/ اکتوبر ۱۹۸۸ء

محترم ومکرم قبلہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک نیاز نامہ اس سے پہلے آپ کے خط کے جواب میں لکھ چکا ہوں جو امید کہ موصول ہوا ہوگا۔ ایک مجلّہ البصائر دمشق سے شایع ہوتا ہے جس کے شمارۂ پنجم میں آپ کا ذکر ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مجلّہ آپ کے علم میں ہوگا۔

اس کے شمارہ نمبر ۷ میں ''الصحابة وما الّف عنهم مع اهتمام خاص بكتاب ابن منده'' بطور ایک مضمون کے چھپا ہے۔ اگر یہ شمارہ آپ کے ہاں نہ ہو تو بھجوادوں۔

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

مخلص نیاز مند

نبی بخش عفی عنہ

(۸)

۲۶/ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ

۴/ فروری ۱۹۸۹ء

محترم ومکرم جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب

وعلیکم السلام وبعد: آپ کا خط مورخہ ۸۹/۱/۲۷ء موصول ہوا۔ صورتحال یہ ہے کہ

۱۔ آپ کو جو پروف بھجوائے گئے ہیں وہ 'کمپیوٹر پروف' ہیں۔ آپ جو درستیاں کردیں گے وہ اسی 'کمپیوٹر پروف' میں پھر سے ٹھیک کردیں گے۔ لیکن مشین سے جو صفحات چھپ کر نکلیں گے ان کی صورت کچھ اور ہوگی جیسا کہ فوٹو پیج میں تھے (شامل)

۲۔ میں نے ذرا جلدی میں یہ پروف بھجوادیے تھے۔ صفحہ ۵ اور صفحہ ۱۰ جو رہ گئے ہیں ان کے دوبارہ 'کمپیوٹر پروف' نکلوا کر بھیج دیں گے۔

ان شاء اللہ سب کام اچھا ہوگا[1]۔ آپ مطمئن رہیں۔

جو خط و کتابت ہو رہی ہے اور جو پروف آپ بھجوائیں گے وہ سب اخراجات کونسل برداشت کرے گی۔ آپ نے عربی اور انگریزی متن ارسال فرمائے اس پر جو ٹکٹ لگے اس کا حساب اور آئندہ کا حساب ہماری رہنمائی کے لیے بھجوائیں۔ آپ کے ہاں جو رقم باقی بچ گئی تھی وہ اسی کار خیر میں صرف ہو سکتی ہے۔

نیاز مند

نبی بخش عفی عنہ

---

[1] اشارہ ہے کتاب السرد والفرد کی جانب۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس کتاب کو ایڈٹ کیا تھا اور بلوچ صاحب اس کی اشاعت کے لیے کوشاں تھے۔

(۹)

۲۸ر فروری ۱۹۸۹ء

مکرمی و محترمی جناب ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے کرمنامے مورخہ ۲۱ر فروری ۱۹۸۹ء کے حوالے سے عرض ہے کہ آپ کی طرف سے ہمیں مکمل مسودہ موصول ہو چکا ہے اور اغلاط کی درستی کے واسطے مطبع میں جا چکا ہے۔ دوسری پروف ریڈنگ ہم یہاں کریں گے۔ احادیث کے نمبر بھی لگ جائیں گے اور جو صفحے کمپوز ہونے سے رہ گئے وہ بھی ہو جائیں گے۔ تیسری مرتبہ کل مسودہ (جس شکل میں چھپے گا) آپ کی خدمت میں ارسال کریں گے۔

نیازمند

نبی بخش بلوچ

(۱۰)

۲۷ رمضان ۱۴۰۹ھ

۴ مئی ۱۹۸۹ء

عید مبارک

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کتاب السرد و الفرد پر کام ہو رہا ہے۔ کوشش ہے کہ احسن طریقے پر پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

آپ نے اپنے خطوط میں کچھ اس طرح کا اشارہ دیا ہے کہ 'مقدمہ' کی انگریزی عبارت پر بھی توجہ دی جائے۔ عبارت بالکل صاف ہے تاہم آپ کے اشارہ کے مدنظر ایک صفحہ نمونے کے طور پر بھیج رہا ہوں۔ اگر آپ مطمئن ہوں تو پھر اس نہج پر بعض خفیف ترمیمیں کی جاسکتی ہیں۔

میں آپ کے جواب آنے تک، مقدمہ کمپوز نہیں کراؤں گا۔

نیازمند

نبی بخش بلوچ عفی عنہ

بنـــام
مدیر مشرق میگزین

جمعۃ المبارک ۲۶/جولائی ۱۹۸۵ء

محترم چودھری خورشید احمد کا مضمون بعنوان

''پودوں کے نام: گلبانی و باغبانی''

نظر سے گزرا جس میں چودھری صاحب نے احسن طریقے پر نشان دہی کی ہے کہ ہم (اپنی دوسری اچھی چیزوں کی طرح) گلوں کے اپنے مقام نام بھلا کر اجنبی ناموں کو اپنا رہے ہیں۔ پودوں کے ناموں تک اپنے ثقافتی ورثہ کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ چودھری صاحب نے جو اپنے اس مضمون میں پیش رفت کی ہے اس پر میں ان کو تہہ دل سے مبارکباد کہتا ہوں۔

مخلص

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

۲۰ مسجد روڈ، اسلام آباد

بنام

خواجہ رضی حیدر [1]

اسلام آباد

۳ر رجب ۱۴۰۸ھ

۴ر اپریل ۱۹۸۷ء

محترم خواجہ رضی حیدر صاحب

وعلیکم السلام

ممنون ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا اور شاداب احسانی صاحب کی غزلوں کا 'پس گرداب' غنچہ موسمِ بہار میں بطور تحفہ ارسال فرمایا۔ میں ممنون ہوں۔ شاداب کی غزلوں میں ندرت ہے۔ حقائق کو دلپذیر پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ مثلاً کہ ہمارے "علمی" ماحول کی عکاسی:

زر اندوزی ہو علم و فضل پر غالب تو پھر شادابؔ
پڑھے لکھے کریں بھی کیا اگر جاہل نہ ہو جائیں

امید ہے کہ آئندہ ان کے گردِ آب سے کئی غنچے شاداب ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] خواجہ رضی حیدر، ڈپٹی ڈائریکٹر قائداعظم اکیڈمی کراچی

بنــــام

محی الدین عبدالقادر[1]

۲۳/جون ۱۹۸۷ء

جناب محترم محی الدین محمد عبدالقادر صاحب

السلام علیکم

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ۲۵/جون ۴ بجے پیرس سے کراچی پہنچ رہے ہیں۔ آپ کے ہاں قیام فرمائیں گے اور ۲۷/جون کو اسلام آباد تشریف لائیں گے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ کراچی سے ۲۷/جون کو ان کی روانگی ۷ بجے ہوگی اور ۸:۵۵ کو اسلام آباد پہنچیں گے۔ میری طرف سے ان کی خدمت میں عرض کر دیں کہ ہم اس وقت ان کے لیے چشم براہ رہیں گے۔ امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

نقل برائے شرفِ مطالعہ جناب حکیم محمد سعید صاحب

---

[1] ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم کے قریبی رشتہ دار، مقیم پی آئی بی کالونی کراچی

بنام

جمیل نقوی [1]

اسلام آباد

۹ر ربیع الاوّل ۱۴۰۸ھ

۲ر اکتوبر ۱۹۸۷ء

محترم ومکرم جمیل نقوی صاحب

بعد سلام مسنون یہ خط آپ سے اس ملاقات کو تازہ کرنے کے لیے لکھ رہا ہوں کہ جس میں آپ نے اپنی دو خوبصورت کتابیں ارمغانِ جمیل، اور Lyric Homage بطور تحفہ عنایت کی تھیں۔ اس دن سے یہ دونوں کتابیں میرے سامنے رہی ہیں اور ان کے مطالعے سے لطف اندوز ہوا ہوں۔ آپ کو ان کی تصنیف پر مبارک ہو اور مرزا جمیل صاحب [2] کو ان کی طباعت پر۔ اللّٰھم زد فزد۔

ارمغانِ جمیل پر تاثرات پیش خدمت ہیں۔ عبارت کو ادبی نگاہ سے فصیح ولطیف بنانے میں میرے رفیق محترم ڈاکٹر معز الدین نے مدد فرمائی ہے۔

امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] جمیل نقوی، شاعر، محقق اور مصنف۔ وفات: ۱۹ر جنوری ۱۹۹۹ء

[2] احمد مرزا جمیل مالک ایلیٹ پریس کراچی

بنـــام

اظہر جاوید

۳/ مارچ ۱۹۸۸ء

مکرمی جناب اظہر جاوید[1] صاحب

السلام علیکم

مخزن تخلیق کا ''سندھی ادب و ثقافت نمبر'' موصول ہوا۔ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ ماشاءاللہ آپ کا جذبہ اور محنت لائق تحسین ہے اور یہ سندھ سے آپ کی محبت اور اخوت کا بین ثبوت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دوام بخشے۔ آمین۔

تخلیق کا یہ نمبر یقیناً سندھی ادب و ثقافت کی قدر دانی میں اضافے کا سبب بنے گا۔ اس سے سندھی ادب و ثقافت کے بہت سے عمدہ گوشے سامنے آئے ہیں۔ نیز اس کی وساطت سے آئندہ اس موضوع پر کام کرنے والے اردو دان حضرات کے لیے نئے افق نمودار ہوں گے۔

میں ایسا جاذب نظر، دیدہ زیب، ادب و ثقافت کا انمول مرقع اور حسن ظاہری و باطنی کا حامل نمبر نکالنے پر آپ کو اور آپ کے جملہ احباب (جنھوں نے اس نمبر کی تحریر و تدوین میں آپ کی معاونت کی ہے) کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ بالخصوص مرحب قاسمی صاحبہ اور مسرت مرزا صاحبہ کو!

مخلص

ڈاکٹر این اے بلوچ

---

[1] اظہر جاوید۔ مدیر دوماہی تخلیق، لاہور۔ وفات مورخہ ۱۴/ فروری ۲۰۱۲ء بمقام لاہور

بنـــام

ڈاکٹر غلام سرور[1]

۳/مارچ ۱۹۸۸ء

محترم ڈاکٹر غلام سرور صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

ڈاکٹر معز الدین[2] نے آپ کا خط دکھایا۔ مجھے انتظار تھا کہ آپ سے کتاب کے سلسلے میں کوئی کرمنامہ موصول ہوتا کہ پیش رفت کے لیے میدان وسیع ہو جائے۔

۲۔ آپ نے لکھا ہے کہ ''شرح حکمت الاشراق'' والا مقدمہ آپ نے ترجمہ کر دیا ہے۔ آپ اپنی رائے عالیہ سے مطلع فرمائیں کہ اگر سہروردی کی ''حکمت الاشراق'' کی بجائے قطب الدین شیرازی کی کتاب ''شرح حکمت الاشراق'' کا ترجمہ کیا جائے تو مزید فائدہ مند ہوگا یا نہیں؟ شرح میں مفہوم و معانی زیادہ واضح ہو سکتے ہیں اور حکمتِ اشراق کی تشریح بھی۔

۳۔ عربی میں مثل ہے کہ ''اعط القوس باریھا'' کمان چھیلنے والے کو ہی سپرد کرو۔ ہم نے آپ کی طرف رجوع کیا کہ آپ ہی مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔

۴۔ وقت کی کمی ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں یہاں پر کتنا عرصہ رہوں گا۔ لہٰذا احسن تدبیر سے جتنا کچھ کام مکمل ہو جائے وہ غنیمت! مختصر گیری پر اکتفا کرنا ہوگی کہ ''کار دنیا کسے تمام نکرد''

۵۔ ریکارڈ کے لیے یہ ضروری ہے کہ آپ کی طرف سے ایک خاص رقعہ آ جائے جس میں کم از کم دو باتوں کی وضاحت ہو:

اوّل یہ کہ آپ نے ہماری استدعا قبول فرمالی ہے اور آپ اس کتاب (شرح

حکمت الاشراق یا حکمت الاشراق) کو ترجمہ کر دیں گے۔

دوم یہ کہ اس قدر معاوضہ قبول فرمائیں گے یا یہ کہ علمی خدمت کے طور پر یہ کام کریں گے لیکن اس کتاب کو احسن طریقے پر چھپوایا جائے اور اتنی عدد کاپیاں آپ کو بھجوائی جائیں۔

آپ کی عزت و عظمت اور ہماری آپ سے علی گڑھ کے ناطے قرابت اپنی جگہ پر قائم، لیکن ساتھ ساتھ کاغذی کارروائی کی تکمیل کرنا فی زمانہ ناضروری ہو گیا ہے۔

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱۔ ڈاکٹر غلام سرور، فارسی زبان وادب کے نامور استاد، محقق اور مصنف۔ سابق استاد شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ وصدر شعبۂ فارسی کراچی یونیورسٹی۔ پیدائش: ۱۷/اگست ۱۹۰۹ء (چکوال)، وفات: ۲۳/جولائی ۱۹۹۸ء (کراچی)

۲۔ ڈاکٹر معز الدین، سابق ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی

بنــام

محمد سہیل عمر[1]

(۱)

۱۵/ مارچ ۱۹۸۸ء

محترم محمد سہیل عمر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں ممنون ہوں کہ آپ نے دو جلدیں روایت -۳ اور روایت -۴ بیاد سلیم احمد[2] مرحوم بھجوائیں ہیں۔ آپ نے ایک بڑی ادبی خدمت سرانجام دی ہے جس سے نہ صرف مرحوم سلیم احمد کی یاد تازہ ہوگی بلکہ ان کی ادبی خدمات کی بھی قدردانی ہوگی۔

میں جب وزارتِ تعلیم وثقافت میں تھا تو مرحوم سے ملاقاتیں رہتی تھیں اور میں ان کے اخلاص اور وضع داری سے کافی متاثر ہوا۔

اگر مطبوعات روایت کا یہ سلسلہ یکم تا چہارم شائع ہوا ہے تو پھر آپ کو مطلع کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ روایت -۱ اور روایت -۲ میرے ہاں نہیں پہنچی۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

مخلص

ڈاکٹر این اے بلوچ

۱۔ محمد سہیل عمر ڈائریکٹر اقبال اکادمی پاکستان، لاہور

۲۔ سلیم احمد، نامور نقاد، ادیب وشاعر۔ وفات: یکم ستمبر ۱۹۸۳ء بمقام کراچی۔

(۲)

۲۴/اپریل ۱۹۹۲ء

محترم محمد سہیل صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ممنون ہوں کہ آپ نے علامہ اقبال کی تشکیل جدید[۱] کا نیا ایڈیشن ارسال فرمایا۔ ساتھ ہی آپ کا خط مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۹۵ء ملا جس سے تسلی ہوئی کہ بشرطِ فراغت آپ باقی معلومات مہیا کرنے میں مدد کریں گے۔ ابن مسکویہ کی کتاب الفوز الاصغر سے باب نبوت کا عکس مطلوب ہے بمعہ حوالہ ایڈیشن۔

میں لاہور آؤں گا تو ملاقات ہوگی۔ ان شاء اللہ

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

۱ یعنی علامہ اقبال کے خطبات کے مجموعے
The Reconstruction of Religious Thought in Islam
کا اردو ترجمہ

بنـــام

پیر محمد کرم شاہ الازہری[1]

۱۷ر مارچ ۱۹۸۸ء

محترم جناب پیر جسٹس محمد کرم شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

''ضیائے حرم''[2] ملتا رہتا ہے اور راقم اس سے استفادہ کرتا رہتا ہے۔ قبلہ ماشاء اللہ آپ تو ویسے بھی دعوت وتبلیغ کے میدان کے مردِ مجاہد ہیں۔ اس سلسلے میں ''ضیائے حرم'' کی صورت میں کی جانے والی کوششیں لائق صد تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات اور مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین۔

متمنی دعا و نیاز مند

نبی بخش بلوچ

---

[1] پیر محمد کرم شاہ الازہری، معروف روحانی شخصیت، مفسر اور مصنف۔ ضیاء القرآن (تفسیر) ضیاء النبی (سیرت) ان کی معروف کتب ہیں۔ پیدائش: یکم جولائی ۱۹۱۸ء (بھیرہ)، وفات: ۷راپریل ۱۹۹۸ء۔

[2] ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، پیر محمد کرم شاہ کے زیر ادارت شائع ہونے والا رسالہ۔

بنـــام

ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی و الطاف حسن قریشی [1]

۱۸/اپریل ۱۹۸۸ء

مکرمی جناب ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی

و

مکرمی جناب الطاف حسن قریشی

السلام علیکم

اردو ڈائجسٹ کا ''رحمۃ للعالمینؐ نمبر'' ملا۔ ماشاءاللہ حسن صوری و معنوی سے مالا مال ہے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ایسے نمایاں گوشوں اور پہلوؤں کو اس نمبر کی زینت بنایا ہے جو قاری کے دل پر انتہائی گہرا اور روشن اثر چھوڑتے ہیں۔ میں آپ کو ایسا عمدہ اور اعلیٰ ''نمبر'' شایع کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین۔ فقط

خیر اندیش

نبی بخش بلوچ

---

[1] مدیران، ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور

بنام

سیّد ضمیر جعفری[1]

اسلام آباد

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

۷ مئی ۱۹۸۸ء

محترم ومکرم سیدی ضمیر جعفری صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے یاد فرمایا، ممنون ہوں۔ چھوٹی سی سوغات 'ضمیرِ ظرافت' اپنی معنوی ضخامت سے منسلک ہوکر پہنچی۔ ''مافی الضمیر'' کے بعد ''ماوراء الضمیر'' کی آمد کی توقع تھی۔ بہرحال اب کے نہ تو بعد میں ہی سہی۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] سیّد ضمیر جعفری معروف مزاح نگار اور شاعر۔ پیدائش: یکم جنوری ۱۹۱۴ء (جہلم)، وفات: ۱۲ مئی ۱۹۹۹ء (نیویارک)

بنام

محمد نورالدین اویسی[1]

۱۵/ جون ۱۹۸۸ء

مکرمی جناب محمد نورالدین اویسی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مراسلہ ملا۔ بہت بہت شکریہ۔ آپ نے جو استفسار کیے ہیں جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے سندھ یونیورسٹی کے پتہ پر خط و کتابت میں آپ کو کچھ جوابات دے دیے تھے۔

آپ نے جو مزید باتیں دریافت فرمائی ہیں ان کے متعلق جہاں تک مجھے علم ہے وہ عرض کیے دیتا ہوں:

(۱) شاہ عبداللطیف کے جدّ امجد لال محمد شاہ غالباً سہروردی طریقے کے تھے۔ ان کے فرزند شاہ عبدالکریم پہلے بزرگ تھے جو قادری طریقہ میں داخل ہوئے۔ ان کے بعد ان کے فرزند پھر ان کے فرزند حبیب اللہ شاہ (شاہ عبداللطیف کے والد) قادری طریقے میں تھے۔ شاہ عبداللطیف طریقت میں اپنے والد بزرگوار سے فیض یافتہ تھے۔ اور اس طرح وہ بھی سلسلہء قادری سے وابستہ تھے۔

(۲) البتہ شاہ عبداللطیف بعد میں اویسی طریقے کی طرف مائل ہو گئے۔ انہوں نے اس سلسلے میں ٹھٹھہ کے بڑے عالم مخدوم محمد معین کو خط لکھا اور استفسار کیا کہ آیا اویسی طریقہ موافق شرع ہے اور یہ کہ اہل مماتی حضرات سے بھی کسبِ فیض کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ مخدوم محمد معین نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔

(۳) اس کے علاوہ اور کوئی چیز ضبطِ تحریر میں نہیں ہے البتہ یہ کہ میر عبدالحسین خان سانگی جو شاہ عبداللطیف کے سوانح نگار ہیں نے اپنی کتاب ''لطائفِ لطیفی'' میں لکھا ہے کہ

شاہ عبداللطیف کو اویسی طریقے سے انس تھا۔

(۴) جہاں تک شاہ عبداللطیف کے اپنے کلام سے استدلال کیا جا سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ ان کے سارے کلام میں اللہ باری تعالیٰ کی توحید کے بعد اگر انہوں نے کسی سے عشق کیا ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے جس سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ انہوں نے اویسی طریقے پر گویا آنحضرتؐ کو اپنا روحانی مرشد و رہبر بنا لیا تھا۔

(۵) ''جناب لونگ فقیر'' شاہ عبداللطیف کے کافی بعد ہو گزرے ہیں۔ شاید ایسا ہی ہو جیسے آپ نے لکھا ہے کہ وہ اویسی طریقے پر شاہ عبداللطیف سے فیض یافتہ تھے۔ قادری سلسلے میں شاہ عبداللطیف کے کسی خلیفے کا علم نہیں ہے۔

امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔ ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے دو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ فقط

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] محمد نورالدین اویسی، ایبٹ آباد میں مقیم مصنف اور دانشور۔

بنام

مولانا بشیر احمد خان

۳/اکتوبر ۱۹۸۸ء

برادرم محمد بشیر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسرار الرحمٰن کی زبانی آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات حسرت آیات کا علم ہوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ کو پہنچنے والے اس ناگہانی دکھ پر مجھے دلی اور روحانی صدمہ ہوا ہے۔آپ کے لیے یقیناً یہ بہت بڑا حادثہ ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ اس مشکل اور کربناک حالت میں آپ کا حامی وناصر ہو۔

ربّ قدوس مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائیں اور آپ سمیت جملہ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائیں۔اور آئندہ ہر قسم کی آفات سے محفوظ ومامون رکھیں۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] مولانا بشیر احمد خان غالباً اسلام آباد میں قیام کے دوران بلوچ صاحب کے معاونِ علمی تھے۔

بنـــام

عنایت اللہ فیضی[1]

۲۲/اکتوبر ۱۹۸۸ء

مکرمی جناب فیضی صاحب

السلام علیکم

آئینہء کھوار ملا۔ ماشاء اللہ یہ کھوار زبان وادب کے بارے میں بیش بہا معلومات کا مرقع بن گیا ہے۔ ''آئینہء کھوار'' کی تدوین اور ترتیب میں بڑی محنت اور دقت کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ میں دلی طور پر ''آئینہء کھوار'' کے مرتب اور ''انجمن ترقی کھوار'' کے جملہ معاونین کو اس کامیاب کوشش پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ فقط

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] عنایت اللہ فیضی، سابق صدر انجمن ترقی کھوار، چترال

بنـــام

وجاہت رسول قادری[1]

(۱)

۲۷/اکتوبر ۱۹۸۸ء

مکرمی ومحترمی جناب قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۸۸ء کے ساتھ جو امام احمد رضاؒ کانفرنس کے مجلّہ کی دو کاپیاں ارسال فرمائی ہیں وہ مجھے مل گئی ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

مجلّہ کا سرورق نہایت دلکش اور دیدہ زیب ہے۔ کاغذ، کتابت اور طباعت پر بھی آپ نے اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضاؒ نے خصوصی توجہ دی ہے وہ قابل ستائش ہے۔ پروردگارِ عالم آپ حضرات کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ والسلام

آپ کا مخلص

ڈاکٹر این اے بلوچ

---

[1] سیّد وجاہت رسول قادری، صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضاؒ کراچی، و مدیر رسالہ معارفِ رضا کراچی

(۲)

۴/اکتوبر ۲۰۰۱ء

مکرمی صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہنامہ معارفِ رضا کی احسن طریقہ پر باقاعدہ اشاعت مبارک ہو۔ میں ممنون ہوں کہ آپ مجھے یاد فرماتے ہیں۔ معارف رضا کا حالیہ شمارہ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ/ اکتوبر

۲۰۰۱ء موصول ہوا ہے۔ اپنی بات اور سفر نامہ قاہرہ کے بعد مزید مطالعہ شروع ہونے والا ہے۔ آپ یاد آتے ہیں۔

امید ہے کہ بخیر ہوں گے۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود[۲] صاحب کو سلام۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[۲] پروفیسر محمد مسعود احمد، معروف محقق اور مصنف جن کی سلسلہ مجددیہ پر کتب معروف ہیں۔ وفات مورخہ ۲۸/اپریل ۲۰۰۸ء بمقام کراچی

بنام
شیخ ظفر اقبال[1]

۱۴ر جنوری ۱۹۸۹ء

محترم جناب ظفر اقبال صاحب

السلام علیکم

آپ کے صاحبزادگان کی شادی خانہ آبادی کی دعوت ولیمہ کا کارڈ موصول ہوا۔ میں دفتری مصروفیات کی وجہ سے اس دعوت میں شامل نہیں ہوسکوں گا اور اس پر معذرت خواہ ہوں۔ لیکن آپ کی خوشیوں اور جذبات واحساسات میں برابر شریک رہوں گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ یہ شادیاں آپ کے لیے اور آپ کے جملہ عزیز واقارب کے لیے پُر مسرت بنائیں۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] شیخ ظفر اقبال، سابق نگراں، کوآپرا بک شاپ اینڈ آرٹ گیلری، مال روڈ، لاہور

بنام

پروفیسر شریف احمد صاجزادہ

۱۴/ جنوری ۱۹۸۹ء

برادرم جناب ڈاکٹر شریف احمد صاجزادہ

السلام علیکم

آپ کی کاوش ''میلادِ رسول ﷺ'' موصول ہوئی۔ شکریہ قبول فرمایئے۔ ماشاء اللہ آپ نے بڑی جانفشانی سے علامہ ابن جوزیؒ کی تصنیف لطیف 'مولد العروس' کو اُردو کا جامہ پہنچایا ہے۔ اُردو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کی کتابوں میں یہ کتاب ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی اس کوشش کو قبول فرمائیں۔ آمین

مخلص

نبی بخش بلوچ

بنــام

سیّد انور حسین نفیس رقم[۱]

(۱)

یکم مارچ ۱۹۸۹ء

محترم و مکرم سیّد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک سو عظیم کتب کے لیے لکھے گئے ایک سو بیس ''عنوانات'' کے سلسلے میں ایک عدد چیک مالیتی -/11000 روپے ارسال ہے۔ ہدیۃً قبول فرمائیں۔ اس سلسلے میں آپ کو مبلغ -/9000 روپے تین اقساط میں پہلے ہی ادا کیے جا چکے ہیں۔ ان عنوانات کو آپ نے جس محبت اور خوش اسلوبی سے لکھا ہے ہم اس کے لیے آپ کے تہہ دل سے مشکور ہیں۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱؎ سیّد انور حسین نفیسی الحسینی، پاکستان کے نامور خطاط، شیخ طریقت، مصنف، شاعر اور دینی اداروں کے سرپرست۔ پیدائش: ۱۱ر مارچ ۱۹۳۳ء، وفات: ۵ر فروری ۲۰۰۸ء (لاہور)، مزید حالات کے لیے ملاحظہ فرمائیں تذکرۂ خطاطین از محمد راشد شیخ و مقالاتِ خطاطی سیّد نفیس الحسینی مرتبہ محمد راشد شیخ و سیّد انیس الحسینی۔

(۲)

۵ر رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

۱۰ر ستمبر ۲۰۰۲ء

میرے محسن و کرم فرما سیّد نفیس الحسینی ادام اللہ علینا الکافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس کا علم نہ رہا کہ باری تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بڑی آزمائش کے لیے منتخب کیا گیا کہ رفیقۂ حیات کی وفات کے بعد فرزند ارجمند[1] فوت ہوئے۔ یہ خبر حال ہی میں فاضل محترم رشیدی صاحب (کراچی) نے سنائی۔ انسان اپنی خلقت میں ضعیف ہے۔ اس لیے دعا کہ رَبَّنَا لَا تُحَمِّلْ عَلَيْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ۔ تاہم رضائے الٰہی سے اپنے پیاروں کے لیے صبر آزما مراحل مقدر ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

میں کہ گرویدۂ احسان ہوں، دل و جان سے اس صبر آزما دکھ میں آپ سے شریک ہوں۔ دعا ہے کہ خالقِ اکبر مرحومین کو اپنی رحمتوں سے نوازے اور بخششوں سے مالا مال کرے۔ آمین

نیازمند

نبی بخش بلوچ عفی عنہ

---

[1] سیّد انیس الحسینی ولد سیّد نفیس الحسینی، جن کا انتقال مورخہ ۸/ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو لاہور میں ہوا تھا۔

بنــــام

طارق شاہد[1]

۲/مارچ ۱۹۸۹ء

مکرمی جناب طارق شاہد صاحب

السلام علیکم

آپ کی طرف سے ایک کتاب ''باتوں کی کمائی'' اور دو خطوط مورخہ یکم مارچ ۱۹۸۹ء موصول ہوئے۔

''باتوں کی کمائی'' کا سرورق اس کے متن کی شگفتگی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ کتاب کو سرسری طور پر دیکھا ہے، اس میں ہنسنے اور مسکرانے کے لیے وافر ذخیرہ پایا ہے۔ اس کی تائید میں یہ کہوں گا کہ آپ نے میرے کرم فرما جناب ضمیر جعفری صاحب کی جو رائے بڑی دلیری سے حاصل کر کے شایع کر دی ہے وہ میرے لیے اتھارٹی ہے۔ مجھے بھی ان کی پیروی میں سمجھیے گا۔

مسعود احمد چیمہ صاحب کی یہ زندہ تحریر اور آپ کی ادبی کاوش اردو کے فکاہی ادب میں ایک عمدہ اضافہ ہے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] جناب طارق شاہد۔ صدر ادارۂ ادب و ثقافت، اسلام آباد

بنــام

ڈاکٹر جمیل احمد[1]

۲/ مارچ ۱۹۸۹ء

محترم ڈاکٹر جمیل احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۲۱/ مارچ ۱۹۸۹ء موصول ہوا۔ ممنون ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا۔ عربی زبان میں میرا کام اتنا زیادہ نہیں۔ جو کچھ لکھا ہے وہ انگریزی میں لکھا ہے۔ البتہ درج ذیل دو کتابیں شایع کی ہیں جن کا متن عربی میں ہے۔

(۱) نتف من شعر ابی عطاء السندی، مع المقدمه للاستاذ العلامة عبدالعزیز المیمنی. مطبعه لجنة احیاء الادب السندی حیدر آباد، باکستان ۱۳۸۱ھ - ۱۹۶۱ء

(۲) غرة الزیجات او زیج کرن تلك، تصنیف بجیاند المفسر ببلدة البانارسی نقله، ابو الریحان محمد بن احمد البیرونی الی العربیه و زاد الامثله و سهل معرفته، مطبعة المجمع العلمی السندی، جامعة السند، حیدر آباد، باکستان، ۱۳۸۳ھ - ۱۹۷۳ء

اپنے علمی کوائف اور تصنیفات وغیرہ کا مختصر خاکہ اس خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] ڈاکٹر جمیل احمد سابق صدر شعبۂ عربی کراچی یونیورسٹی

بنام

سیّد اویس علی سہروردی[1]

۲۷ مارچ ۱۹۸۹ء

محترم و مکرم جناب سیّد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے ''سہرورد'' (سلسلہ نمبر ۸) موصول ہوا۔ یہ مجلّہ دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی کہ سلسلہء سہروردیہ پر اتنا تحقیقی اور تفصیلی کام ہو رہا ہے۔ ہمارے ہاں سہروردی صوفیا نے دینِ اسلام کی ترویج و ترقی کے لیے بے پناہ خدمات سرانجام دی ہیں جنھیں ہمیشہ عزت و احترام سے دیکھا جائے گا۔ آپ نے ان کی نشر و اشاعت اور تحقیق کا بیڑہ اٹھا کر بڑی جوان مردی اور ہمت کا ثبوت دیا ہے۔

'سہرورد' کو سرسری نظر سے دیکھا ہے اس کے مندرجات کا معیار بڑا تحقیقی اور علمی ہے۔ اس کی طباعت اور کتابت کا انداز ہ بھی خاصا پیارا ہے اور پھر اس گرانی کے دور میں تو غنیمت ہے۔ سرورق انتہائی معنی خیز ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی علمی اور عرفانی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ فقط

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] سیّد اویس علی سہروردی نگراں سہروردیہ فاؤنڈیشن لاہور

بنــام
ڈاکٹر عبدالشکور احسن[1]

(۱)

۴؍اپریل ۱۹۸۹ء

محترمی ومکرمی جناب ڈاکٹر شکور احسن صاحب

السلام علیکم

مجھے یہ جان کر انتہائی خوشی ہوئی ہے کہ کتاب ''مولانا آزاد سبحانی''[2] — زیور طبع سے آراستہ ہوگئی ہے۔ اور آپ کی مرسلہ اس کی ایڈوانس کاپی مجھے مل گئی ہے۔ میں آپ کا ممنون ہوں۔

کتاب بڑی دیدہ زیب ہے اور ہر لحاظ سے اسے بہتر سے بہتر بنایا گیا ہے۔ اس کی طباعت کے جملہ مراحل میں آپ نے بڑی محنت اور عرق ریزی کی ہے۔ اس کی طباعت کی ساری خوبیاں آپ کی لگن اور دلچسپی کا مظہر ہیں۔ آپ نے میرے لیے اس کتاب کی اشاعت میں جتنی توجہ فرمائی میں اس کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔

کتاب کے سرورق پر یہ تحریر بھی نظر سے گزری کہ یہ کتاب مصنف نے بغیر کسی معاوضہ کے سوسائٹی کے لیے دی ہے۔ اس میں اس قدر ترمیم کی گنجائش ہے جیسا کہ میں نے سوسائٹی کی میٹنگ میں کہا تھا کہ اس کتاب کی پہلی اشاعت سوسائٹی کو بلا معاوضہ پیش کی جائے گی۔ آپ میرے اس خط کے جوابی گرامی نامہ میں اس کی وضاحت فرمادیں گے تو میرے لیے باعث اطمینان ہوگا۔

امید ہے کہ کتاب تمام جلد بندی کے مراحل سے گزر کر آپ کے پاس آگئی ہوگی۔

آپ مصنف کو کچھ کاپیاں تو دیتے ہوں گے لیکن مجھے کافی کاپیوں کی ضرورت ہوگی کیونکہ احباب گرامی کا حلقہ خاصا وسیع ہے۔ نیشنل ہجرہ کونسل کے جناب اسرارالرحمٰن صاحب آپ کے پاس آئیں گے آپ انہیں جتنی زیادہ کاپیاں دے سکیں نوازش ہوگی۔

ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ اس کتاب پر نقد و نظر کرایا جائے۔ میرے خیال میں اس کے کام کے لیے مندرجہ ذیل اشخاص، اخبارات و رسائل سے رجوع کیا جانا چاہیے۔ سب کو یا چند کو ایک ایک کاپی تبصرے کے لیے بھیج دیں۔

۱۔ ڈاکٹر شریف المجاہد، ڈائریکٹر قائداعظم اکیڈیمی، کراچی

۲۔ کرنل غلام سرور، ڈیفنس کالج راولپنڈی

۳۔ اخبارات۔ ڈان، مسلم، پاکستان، ٹائمز، جنگ، نوائے وقت

۴۔ رسائل۔ ماہنامہ ثقافت لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان لاہور
ماہنامہ کتاب بک کونسل آف پاکستان لاہور

۵۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر تبصرہ کے لیے کاپی بھیجیں۔

۶۔ اکیڈمی آف لیٹرز، اسلام آباد

۷۔ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

مخلص

نبی بخش بلوچ

ا؎ ڈاکٹر عبدالشکور احسن۔ معروف دانشور، مصنف اور سابق ڈائریکٹر ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

۲؎ ڈاکٹر بلوچ صاحب کی کتاب ''مولانا آزاد سبحانی۔ تحریک پاکستان کے ایک مقتدر رہنما'' جسے ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، پنجاب یونیوسٹی لاہور نے ۱۹۸۹ء میں شایع کیا تھا۔

(۲)

۲/دسمبر ۱۹۹۱ء

محترم ومکرم ڈاکٹر عبدالشکور احسن صاحب

وعلیکم السلام وبعد : معذرت خواہ ہوں کہ آپ کے پہلے کرمنامے، اور بعد میں یاددہانی کا جواب بروقت نہ دے سکا۔ البتہ میں نے ڈاکٹر عابد لغاری[۱] صاحب کو زبانی طور پر تاکید سے کہا تھا کہ باہمی مشورے سے ترمیمات کر دی جائیں۔ معلوم نہیں کہ انہوں نے دوبارہ آپ کو لکھا ہے یا نہ۔ مجھے اب کچھ فراغت کی امید ہے اور میں ان سے مزید بات کروں گا اور آپ کو لکھوں گا۔

مخلص نیازمند
نبی بخش بلوچ

---

[۱] ڈاکٹر عابد لغاری، مصنف 'تحریکِ آزادی میں سندھ کا حصہ'

بنـــام
ڈاکٹر محمد باقرؒ

۲۹ر شوال ۱۴۰۹ھ

۲۵ر مئی ۱۹۸۹ء

محترم المقام ڈاکٹر محمد باقر صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا کرمنامہ مورخہ ۵ر مئی ۱۹۸۹ء موصول ہوا۔ آپ کا استفسار اپنی جگہ پر، مجھے تو آپ کا خط پڑھ کر بیحد مسرت ہوئی کہ مدت مدید کے بعد اس نصف ملاقات کا موقعہ ملا اور گزشتہ یادیں تازہ ہوئیں۔

آپ نے کتاب 'مولانا آزاد سبحانی' کو دیکھا ہے۔ مجھے اس پر بھی خوشی ہے۔ آپ نے پوچھا ہے کہ مولانا آزاد سبحانی نے عالمی نظام حکومت کی بھی کبھی تفصیل بیان کی یا نہ؟ میں کوئی تسلی بخش جواب دے نہیں سکتا۔ وہ میرا طالب علمی کا زمانہ تھا۔ اگر انھوں نے کچھ کہا ہوگا تو بھی یاد نہیں البتہ مولانا ہمیشہ اسلام کا World View پیش کرتے تھے۔ ان کے ہاں 'ربّ العالمین' اور 'رَحمۃٌ للعالمین' انسانی ذات کے لیے اعلیٰ ارتقائی تصورات تھے جو اسلام نے دیے۔ وہ جمہوریت کے قائل تھے۔ ان کا فلسفہ ربانیت البتہ Nation States سے کہیں آگے بین الاقوامی بلکہ عالمی نظام پر محیط تھا جس میں انسانوں کے علاوہ پوری کائنات اور اس میں جاری وساری تخلیقی عناصر کی ربوبیت اور افزائش مقصود تھی۔ بہرحال مولانا ایک فلسفی تھے۔ ان کی فکر کا منبع اسلام تھا۔ ان کے فلسفہ ربانیت کی تشریح میں سے آپ شاید عالمی نظام کی عملی تشکیل کے سلسلے میں کچھ نتائج اخذ کرسکیں۔ مگر مولانا کا اپنا ذاتی عملی شیوہ کچھ اس طرح کا تھا کہ

کارسازِ فکر ما درکارِ ما
فکر ما درکار ما آزارِ ما

اس کتاب کے متعلق آپ کی کوئی تحریر شایع ہو تو مطلع فرمائیں۔

نیازمند
نبی بخش بلوچ

۱؎ ڈاکٹر محمد باقر سابق صدر شعبۂ فارسی پنجاب یونیورسٹی و پرنسپل اورینٹل کالج لاہور۔ پیدائش: ۴/اپریل ۱۹۱۰ء، وفات: ۲۵/اپریل ۱۹۹۳ء (لاہور)

بنـــام

سیّد ہاشم رضا [1]

۲۶ رجون ۱۹۹۱ء

عالی جناب سیّد ہاشم رضا صاحب

السلام علیکم و بعد: 'سندھی لینگویج اتھارٹی' کے مجوزہ پہلے اجلاس کے سلسلے میں سندھی میں لکھا ہوا نیاز نامہ منسلک ہے۔ یہ اجلاس بتاریخ ۴ رجولائی جمعرات ۱۱ بجے صبح کراچی میں منعقد ہو گا اور سندھ کے وزیر اعلیٰ جناب جام صادق علی صاحب اس کا افتتاح فرمائیں گے۔ اجلاس کے سلسلے میں مزید تفصیل آپ کو حکومت سندھ کے محکمہ ثقافت و سیاست کے سیکرٹری کی طرف سے براہ راست موصول ہو گا۔ میں آپ کو خوش آمدید کہنے کے لیے وہاں موجود رہوں گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ ادارے کے اس پہلے اجلاس میں شرکت فرمائیں گے۔

میرے لیے یہ بات باعث مسرت و افتخار ہے کہ آپ نے اس ادارے کی مجلسِ حاکمہ کا رکن ہونا قبول فرمایا ہے۔ آپ کے گرانقدر مشورے میرے لیے رہنمائی کا باعث ہوں گے، اور ان سے سندھی اور اردو میں لسانی روابط مزید استوار ہوں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] سیّد ہاشم رضا معروف ICS آفیسر، مصنف، شاعر۔ پیدائش: ۱۶ رفروری ۱۹۱۰ء، وفات: ۳۰ رستمبر ۲۰۰۳ء بمقام کراچی۔

بنــام

ادا جعفری[1] و نورالحسن جعفری[2]

۸ر جولائی ۱۹۹۱ء

محترمہ بہن ادا جعفری صاحبہ و محترم المقام جعفری صاحب

السلام علیکم: کتاب دیوان ماتم[3] آپ کے مطالعہ کے لیے ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ اردو میں یہ چوتھی کتاب ہے جس کو مرتب کرنے کا شرف مجھے حاصل ہوا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ 'قومی زبان' میں اس اشاعت کا ذکر ہوگا۔

میں ۱۹۸۹ء کے آخر میں اسلام آباد سے حیدرآباد آ گیا تھا۔ حال ہی میں 'مقتدرہ سندھی زبان' کے صدر کا عہدہ میں نے اس لیے سنبھال لیا ہے کہ کچھ ایسی روایات کی بنیادیں مضبوط کر سکوں کہ جن سے سندھی اور اردو کے درمیان محبت مفاہمت اور ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔ امید ہے کہ آپ میری مدد فرمائیں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱۔ معروف شاعرہ و مصنفہ۔

۲۔ سیّد نورالحسن جعفری، سابق صدر انجمن ترقی اردو کراچی۔ محترمہ ادا جعفری کے خاوند۔ ان کی وفات: ۳ر دسمبر ۱۹۹۵ء کو اسلام آباد میں ہوئی

۳۔ دیوانِ ماتم، حاجی فضل محمد ماتم کا اردو دیوان جسے ڈاکٹر بلوچ صاحب نے مرتب کیا اور ۱۹۹۰ء میں سندھی ادبی بورڈ نے شایع کیا۔

۴۔ انجمن ترقی اردو کا ترجمان ماہنامہ قومی زبان کراچی

بنــام

ڈاکٹر خلیق انجم [1]

۲۱ر نومبر ۱۹۹۱ء

عالی جناب خلیق انجم صاحب

السلام علیکم

مولوی عبدالحق سیمینار کے سلسلے میں آپ کا پہلا مراسلہ مورخہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۹۱ء موصول ہوا اور اب آپ نے اپنے دوسرے مراسلہ مورخہ ۲۵را کتوبر ۱۹۹۱ء میں مزید اطلاعات سے نوازا ہے۔

جناب حکیم محمد سعید صاحب نے شفقت فرما کر میرا نام ہمدرد پاکستان کی طرف سے سیمینار میں شرکت کرنے والوں میں شامل کروا دیا تھا لیکن اس وقت سے یہاں پر میرے اوپر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھتا گیا لہٰذا باوجود اشتیاق کے سیمینار میں شریک ہونے کا فیصلہ کر نہ سکا۔ البتہ اس امید پر کہ شاید میرے لیے سفر دہلی کے لیے راہ ہموار ہو جائے، میں جناب قبلہ حکیم صاحب کو یا آپ کو اب تک اس سلسلے میں آخری طور پر کچھ لکھ دینے کو ملتوی کرتا رہا۔

بہر حال اب یہ اطلاع دینے سے معذرت خواہ ہوں کہ میں پہنچ نہیں سکوں گا۔ دوسری ذمہ داریوں کے علاوہ ''کمیشن آن اسلامک ایجوکیشن'' کے ممبر کی حیثیت میں کام کچھ اتنا بڑھ گیا ہے کہ میرے لیے دسمبر میں سفر دہلی مشکل ہو جائے گا۔

مجھے امید ہے کہ بفضل خدا آپ کی مساعی جمیلہ سے یہ سیمینار کامیاب ہوگا۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] ڈاکٹر خلیق انجم۔ مصنف، محقق اور سیکرٹری انجمن ترقی اردو ہند (دہلی)

بنـــام
پروفیسر منظور الحق صدیقی[1]

۲۷/ نومبر ۱۹۹۱ء

برادر محترم منظور الحق صدیقی صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد: آپ کا محبت نامہ مورخہ ۹۱-۱۰-۱۹ موصول ہوا۔ جواب لکھنے میں دیر ہوئی، معاف فرمادیں۔

جب محمد بن قاسم نے ملتان فتح کیا اس وقت مشرق کی طرف ہند میں بڑی حکومت کنوج کی تھی اور کنوج کی مغربی حدود ملتان کی مشرقی حدود سے ملتی تھیں۔ فتح نامہ[2] میں کنوج کے معاصر حکمران کا نام 'رائے ہر چندر بن جھتل' پایا جاتا ہے۔

محمد بن قاسم نے فتح ملتان کے بعد ایک فوج ابو حکیم شیبانی کی کمان میں کنوج کی طرف روانہ کی اور خود شمال مغرب کو کشمیر کی طرف روانہ ہوئے۔

ابو حکیم شیبانی اپنی فوج کے ساتھ ملتان سے 'اودھا پڑیا' اور دھاپور' پہنچا اور وہاں سے زید کو بطور سفیر کے رائے کنوج کی طرف روانہ کیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور محمد بن قاسم کی اطاعت پر ترغیب دی۔ مگر رائے کنوج نے اطاعت قبول نہ کی اور جنگ کی دھمکی دی۔ اس پر محمد بن قاسم نے شمالی فتوحات کے بعد ملتان پہنچ کر کنوج کی طرف لشکرکشی کی اور اودھا پر پہنچا جہاں پر ابو حکیم شیبانی کا Base Camp تھا۔ ملتان سے کنوج کی طرف جانے کا راستہ اور اودھا پریا اور دھاپور کا محل وقوع متعین کرنا۔ میں نے فتح نامہ کو ایڈٹ کرتے وقت جو نوٹ لکھا تھا اس کی فوٹو کاپی بھیج رہا ہوں۔

امید ہے کہ آپ اور احباب بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱۔ پروفیسر منظور الحق صدیقی ممتاز ماہر تعلیم، محقق اور مصنف تھے۔ پیدائش: ۱۲/ اپریل ۱۹۱۷ء، وفات: ۲۷/ جولائی ۲۰۰۴ء (راولپنڈی)

۲۔ یعنی فتحنامہ سندھ جو چچ نامہ کے نام سے معروف ہے۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ اور درست متن ۱۹۸۲ء میں بلوچ صاحب نے Institute of History and Culture Islamabad سے شایع کرایا تھا۔

بنام
ڈاکٹر فرمان فتح پوری[1]

۱۷/نومبر ۱۹۹۲ء

مکرم و محترم ڈاکٹر فرمان فتح پوری صاحب

وعلیکم السلام و بعد: آپ کا محبت نامہ مورخہ ۹۲/۱۱/۱۴ موصول ہوا۔ آپ کی دل شکنی یقینی طور پر مجھے گوارا نہیں لیکن میری مجبوری پر لطفاً غور فرمائیں[2]۔ صدارت کے فرائض اہم ہوتے ہیں۔ موضوع پر عبور نہ ہو تو عالمانہ محفل میں صدر نشین بننا اچھا نہیں لگتا۔ آپ کی محفل میں صدر ہو کر موضوع سے انصاف نہیں کر سکتا۔ نیاز فتح پوری پر میرا مطالعہ محدود ہے۔ ان کی ہمہ گیر شخصیت پر کچھ کہنے کے لیے کافی مطالعے کی ضرورت ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل کو ضروری سمجھ کر اس قدر تعمیل کر سکتا ہوں کہ محفل میں آپ کے ساتھ شریک ہو کر کچھ مستفید ہو سکوں۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔ معروف محقق، مصنف، سابق صدر شعبۂ اردو کراچی یونیورسٹی۔ مدیر رسالہ نگار پاکستان، کراچی۔

[2] ڈاکٹر فرمان فتح پوری صاحب نے ڈاکٹر بلوچ صاحب سے ''علامہ نیاز فتح پوری یادگاری لیکچر'' کی تقریب کی صدارت کے لیے درخواست کی تھی۔

بنـــام
نسیم محمود

محترم نسیم محمود صاحب

السلام علیکم۔

آپ کا مراسلہ مؤرخہ 30F.1-1/97RPA.L.A/ دسمبر ۱۹۹۳ء موصول ہوا۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے سندھی کتابوں کی منصفی (جون ۹۴ - مئی ۹۵ء) کے فرائض کے سلسلے میں یاد فرمایا اور چار ہزار روپیہ اعزازیہ کی پیشکش کی۔ میں بیحد مشغول ہوں اس لیے یہ خدمت سرانجام نہیں دے سکتا۔

پاکستان میں ادارے کس طرح بنتے ہیں اور کس طرح ترقی پذیر ہوتے ہیں (یا نہیں ہوتے) اس سلسلے میں ایک لطیفہ سن لیجیے۔ ادارہ اکادمی ادبیات بنا تو بعض حضرات کو 'فاؤنڈنگ ممبر' کا اعزاز بخشا گیا۔ میں بھی ان میں سے ایک تھا۔ جب کچھ کام ہوا تو اس کے ایک تاریخ ساز سربراہ نے طے کیا کہ 'فاؤنڈنگ ممبرس' کی کوئی حیثیت نہیں، ان کو کسی میٹنگ میں نہ بلایا جائے۔ ایک معزز ممبر صاحب کو (جواب مرحوم ہیں) بہت دکھ ہوا۔ میں نے صبر سے کام لیا اور ادارے کو اب تک دعائیں دیتا رہتا ہوں۔

امید ہے کہ آپ اور آپ کے ڈائریکٹر جنرل بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

بنـــام

عبدالحق بلوچ

۸رجنوری ۱۹۹۴ء

صاحب علم و فضل محترم و مکرم عبدالحق بلوچ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

'کیچ بازیافت' مکالمہ میں شرکت میرے لیے ہر لحاظ سے نیک فال ثابت ہوئی۔ بلوچوں کا تاریخی مسکن دیکھنا اور معزز بلوچ بھائیوں سے ملنا ایک طرف اور دوسری طرف آپ جیسے عالم و فاضل سے مستفید ہونا میرے لیے گراں مایہ تحائف و انعامات سے کم نہ تھے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے آپ سے مزید کچھ سیکھنے اور سمجھنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ البتہ آپ کی فاضلانہ تصنیف ذکری مسئلہ سے استفادہ کیا جو کہ معاملہ فہمی کا ایک شاہکار ہے۔ ذکری مآخذ کی تفصیل عالمانہ ہے۔ اتنی مستند تفصیل اور کہیں نہیں پائی جاتی۔ آپ کی عالمانہ تحقیق و تنقیح سے بھی بہت کچھ متاثر ہوا ہوں۔ اللّٰھم زد فزد۔

البتہ کچھ مزید معلومات کا بھی متمنی ہوں جیسا کہ

۱۔ ان بلوچی اشعار کا متن جس میں معدانی خاندان یا قبر خلف بن عمر کے حوالے مضمر ہوں۔ یہ قبر ابھی تک موجود ہے؟

۲۔ کچکیوں کو ہندو نسل ہونے سے نجات مل سکتی ہے یا فیصلہ حتمی ہے؟

مخلص

نبی بخش بلوچ

بنـــام

ہلال صدیقی

۱۴؍جنوری ۱۹۹۴ء

استاد، شاعر، ادیب و دانشور محترم ہلال صدیقی صاحب

السلام علیکم و بعد: ۲۴؍دسمبر ۹۳ء کو ٹھٹھہ ہائی سکول اولڈ بوائز کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر آپ سے مل کر مسرت ہوئی۔ اس موقعہ پر آپ کے دیے ہوئے تحائف یعنی آپ کی گرانمایہ تصانیف تاحال آپ کی محبت و شفقت کی یادوں کو تازہ کر رہی ہیں۔ میں نے سب سے استفادہ کیا ہے۔ 'قابوس' خاص طور پر افکار کی عبقریت اور اسلوب بیان کی ندرت کا آئینہ ہے۔ 'حرف سنگ' میں اعلیٰ شعری شعور و جرأتمندانہ جرح و تنقید کے پیمانے لبریز ہیں۔ شعر کی ایک تعریف یہ بھی تو ہے کہ پڑھنے اور سننے والا بے ساختہ کہے کہ بیشک سچ ہے۔ بقول زہیر بن ابی سلمیٰ:

اِنَّ اَشعر شعرٍ اَنتَ قائلہٗ

شعرٌ یُقالُ، اِذْ قُلْتَہٗ، صَدَقَا

اردو قصیدہ بردہ سے اردو میں افکار پاکیزہ کا اضافہ ہوا ہے۔ ماہ جنوری سے شروع ہونے والا نیا سال رائج الوقت اقدار کی روشنی میں مبارک ہو۔ ہم تو اپنا ہجری سال رونے پیٹنے سے شروع کرنے کے عادی ہوگئے ہیں۔ کیا کریں، کہاں تھے اور کہاں پہنچے!!

مخلص

نبی بخش بلوچ

بنام

فخر زمان[1]

۲۳ / جون ۱۹۹۴ء

عالی جناب فخر زمان صاحب

وعلیکم السلام ۔ آپ کا مراسلہ مؤرخہ ۱۲ / جون ۱۹۹۴ء موصول ہوا۔ اکادمی ادبیات پاکستان کی تاعمر فیلوشپ کا اعزاز منظور ہے۔ میں اکادمی کے 'فاؤنڈنگ فیلوز' میں سے ہوں، اور ایک مرحلے پر اکادمی کی کچھ خدمت کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا تھا۔

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

با احترامات فائقہ
مخلص

این اے بلوچ

---

[1] ڈائریکٹر جنرل اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد

بنــام

دوست محمد

(۱)

۳۱/مئی ۱۹۹۵ء

جناب دوست محمد صاحب

السلام علیکم وبعد:

گزشتہ ماہ اپریل ۲۳/تاریخ کو مجھے آپ کے آفس میں آپ سے ملنے کا موقعہ ملا اور آپ کے حسنِ اخلاق سے متاثر ہوا۔ محترم محمد اکرام چغتائی مجھے آپ کے ہاں لے آئے تھے کہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کی نو وارد جلد خریدی جائے۔ آپ نے جلد منگوادی جس کو محترم محمد اکرام نے دیکھا اور مطمئن ہو کر پلاسٹک بیگ میں ڈال کر میرے حوالے کر دی۔ مجھے بیحد خوشی ہوئی، بل ادا کر دیا اور جس طرح جلد پلاسٹک بیگ میں تھی اسی طرح اپنے ساتھ لایا۔ یہاں حیدرآباد پہنچنے پر دیکھا تو وہ Vol. VII تھی۔ آپ کے بل کو دیکھا تو اس میں بھی یہی اندراج تھا۔

قصہ یہ ہے کہ محترم محمد اکرام چغتائی مجھے انسائیکلو پیڈیا کی نئی جلد کی آمد کی اطلاع دیتے ہیں۔ مارچ میں بھی انہوں نے اطلاع دی تھی اور میں نے سمجھا کہ Vol. VIII آ گئی ہے۔ اس Vol. VIII کی اطلاع انہوں نے ۱۹۹۱ء میں دی تھی اور ۱۹۹۵ء میں انہوں نے یہ جلد VII مجھے دلوادی تھی۔ وہ میرے پاس پہلے ہی موجود ہے۔ بہر حال یہ جلد میں نے سنبھال کر رکھی ہے تاکہ آپ کو پہنچائی جائے اور Vol. VIII آپ سے لی جائے۔ امید ہے کہ آپ مجھے Absent Minded Professor مان کر میری مدد فرمائیں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

(۲)

23/جولائی 1995ء

جناب دوست محمد صاحب

السلام علیکم

میں نے آپ کو ۹۵-۵-۲۱ کو ایک رقعہ بھیجا تھا جس کی نقل منسلک ہے۔ آپ کی طرف سے جواب کی توقع تھی جو تا ہنوز پوری نہیں ہوئی۔ مسئلہ اتنا ہے کہ مطلوب کتاب کے بدلے مجھے دوسری کتاب مل گئی جس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ مجھے دی گئی Vol. VII کے بدلے Vol. VIII دلوا دیں جس کی تلاش میں آپ سے ملاقات ہوئی۔ قیمت میں فرق ہے تو ادا کیا جائے گا۔

کتابوں کی تجارت کرنے والے عالی ظرف ہوتے ہیں اور اپنے عالم فاضل گاہکوں سے اچھا برتاؤ ہی کرتے ہیں۔ آپ سے بھی مجھے یہی توقع ہے۔

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

بنــام

ڈاکٹر مختار الدین احمد[1]

(۱)

۲۴ر جنوری ۱۹۹۶ء

ماہِ رمضان مبارک!

عزیزم مختار الدین آرزو صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مخزن[2] کے لیے مضمون کے سلسلے میں آپ کا کرمنامہ ملا تھا۔ اس وقت میں بہت مصروف تھا اور معذرت نامہ آپ کی طرف بھیج دیا تھا جو غالباً آپ کو نہیں ملا۔ اس لیے آپ نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب[3] کو لکھا اور انہوں نے مجھے یاددہانی کی۔ اب میں نے کچھ لکھنا شروع کیا ہے اور فروری کے پہلے ہفتے تک آپ کو بھیجنا چاہتا ہوں۔ البتہ خدشہ ہے کہ شاید آپ تک نہ پہنچے۔ اگر یہ خط ملے تو اپنا صحیح پتہ تحریر فرمادیں تاکہ مضمون بھیجا جاسکے۔ امید ہے کہ آپ بخیر وعافت ہوں گے۔ سلام جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب[4] کو۔

مخلص
نبی بخش بلوچ

---

۱ سابق صدر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ علامہ عبدالعزیز میمن کے نامور شاگرد اور ڈاکٹر بلوچ صاحب کے استاد بھائی۔ پیدائش: ۱۴ر نومبر ۱۹۲۴ء بمقام پٹنہ۔ وفات: ۳۰ر جون ۲۰۱۰ء (علی گڑھ)
ڈاکٹر مختار الدین صاحب کے بارے میں ڈاکٹر بلوچ صاحب کا مضمون ''ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو میرے عزیز استاد بھائی'' ملاحظہ فرمایئے در کتاب ''گلشن اردو۔ اردو مقالات نبی بخش بلوچ'' مرتبہ محمد راشد شیخ

۲ مخزن سے مراد ششماہی علی گڑھ میگزین کا خصوصی شمارہ 'علی گڑھ آئینۂ ایام میں' ہے جس کے لیے بلوچ

صاحب نے نہایت معلومات افزا مضمون 'ایام علی گڑھ' اور اسی رسالے خصوصی شمارے بابت ۹۶۔ ۱۹۹۵ء میں شایع ہوا۔

۳۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، استاذ الاساتذہ سابق صدر شعبہء اردو سندھ یونیورسٹی، کئی تحقیقی کتب کے مصنف اور سلسلہء نقشبندیہ کے شیخ طریقت۔ پیدائش: ۲۳ر ستمبر ۱۹۱۲ء بمقام جبلپور، وفایت: ۲۵ر ستمبر ۲۰۰۵ء بمقام حیدر آباد (سندھ)

۴۔ ڈاکٹر نذیر احمد، سابق صدر شعبہء فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور اپنی زندگی میں فارسی زبان و ادب کے برصغیر پاک و ہند میں سب سے بڑے محقق تھے۔ ان کی وفات مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۲۰۰۸ء کو علی گڑھ میں ہوئی۔

(۲)

۲۴ر فروری ۲۰۰۳ء

مکرمی ڈاکٹر مختار الدین۔ السلام علیکم

میری کوتاہیوں کی وجہ سے خط و کتابت کا رشتہ باقاعدگی سے قائم نہ ہوسکا۔ نادم ہوں کہ آپ کے علم و فضل سے استفادہ نہ کرسکا۔ عمر ۸۵ برس تک پہنچ چکی ہے۔ کام کرتا رہتا ہوں، الحمدللہ۔ اپنا ایک مسئلہ آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ زندگی باقی ہے تو احباب یاد آتے ہیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں سندھ میں کبھی عربی کے مدارس تھے اور عربی دانی کا معیار اچھا خاصا بلند تھا۔ زوال آیا لیکن انگریزوں کے تسلط (۱۸۴۳ء) کے بعد زور سے آیا۔ حیرانی ہوتی ہے کہ ۱۴ ویں صدی میں بھی اطراف میں بعض مدارس چلتے رہے۔ ایسا ایک مدرسہ شہر بَنہ ضلع حیدر آباد میں تھا جہاں دور دور سے بچے پڑھنے آتے تھے۔ ایک بچہ علی محمد بلوچ، قبیلہ مہیری، ولادت ۱۲۹۴ھ، ۱۳۰۰ھ کے لگ بھگ اس مدرسے میں داخل ہوا۔ ابتدائی فارسی نصاب کے بعد عربی پڑھی۔ پہلے استاد سید بنوی تھے۔ بعد میں تربیت و تکمیل

علامہ حامد اللہ میمن کے ہاں ہوئی۔ اپنے گاؤں میں مکتب قائم کیا اور تازندگی وہاں پر پڑھاتے رہے۔ ان کے مہیری قبیلہ کا پیشہ غلہ بانی تھا۔ گاؤں میں، بچپن سے اونٹوں کے ساتھ زندگی بسر کی۔ ۱۳۵۶ھ میں یا اس کے بعد فوت ہوئے۔ ان کی کتابیں اور تحریریں اکثر ضائع ہوگئیں۔ تھوڑی سی جو بچ گئی ہیں ان میں ایک قصیدہ اور ایک خط ہے جو انہوں نے اپنے معاصر مولوی احمد ملاح صاحب کے خط کے جواب میں لکھا۔ دونوں مسخ مسودہ کی صورت میں۔ کسی دوسرے صاحب نے ان کو نقل کیا۔ دونوں کو ایک سندھی مخزن میں شایع کردیا گیا ہے۔ میں مطمئن نہیں ہوں کہ اس وقت (جیسے پہلے بھی) میری عربی کمزور ہے۔ آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں تاکہ (اگر معیاری ہوں تو المجمع العربی الھندی[1] میں تصحیح کے ساتھ شایع ہوں۔ ایک مثال کے طور پر کہ ۱۴ ویں صدی میں، سندھ کے مدارس میں عربی کا معیار کیا تھا۔

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو سلام

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] یعنی ششماہی مجلة المجمع العلمی الھندی جس کا آغاز ڈاکٹر مختار الدین احمد نے ۱۹۷۶ء میں اس وقت کیا جب وہ شعبہء عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے صدر تھے۔ یہ مجلّہ اب تک شایع ہو رہا ہے۔

(۳)

۲۴ رجون ۲۰۰۵ء

محترم ومکرم بھائی مختار الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے لیے آج خوشی کا دن ہے کہ آپ کی ذات گرامی پر مطبوعہ کتاب[1] ڈاک میں موصول ہوئی ہے۔ غالب انسٹی ٹیوٹ دہلی نے یہ کتاب شایع کر کے ایک اہم علمی خدمت سرانجام دی ہے۔

عابدی صاحب[2] کے مقالے کا عنوان حسب حال ہے:

غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

جناب نذیر احمد صاحب کے مقالے سے معلوم ہوا کہ کیسے آپ نے کراچی میں استاذِ لمیمنی کے خطبات کی باقیات[3] کو تلاش کر لیا۔ ایک وقت تھا کہ میں خود اس کوشش میں تھا مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ ماشاء اللہ آپ نے یہ کام کر دیا۔

داؤد رہبر صاحب[4] کا طول طویل مگر فاضلانہ مقالہ پڑھ کر ان کے متعلق وہ باتیں یاد آئیں جو مسلم یونیورسٹی میں طلبہ سے سنی جاتی تھیں۔ یعنی کہ مشنری سمتھ (Smith) نے ان کو ورغلا رکھا تھا۔ آپ سے ان کی خط و کتابت رہی ہے۔ مطلع فرمائیں کہ اب ان کا مسلک کیا ہے اور وہ کہاں پر مقیم ہیں۔

میں حال ہی میں اپنے کتاب خانے (بلکہ اجاڑ خانے) کی تفصیلی جانچ پڑتال سے فارغ ہوا ہوں۔ بعض چیزیں ملی ہیں جن کو میں کھو بیٹھا تھا۔ قابل ذکر دو فائل ہیں: ایک استاد لمیمنی کے مکتوب وغیرہ، دوم ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کے مراسلات و دیگر کوائف۔ اگر آپ نزدیک ہوتے تو میں آپ کے حوالے کر دیتا کہ کام آسکیں۔ اور یہ کہ معذرت کے ساتھ میں ''فتح نامہ سندھ'' (تیسرا ایڈیشن) آپ کو بھیجنا چاہتا ہوں تا کہ آپ کے کتاب خانے میں محفوظ ہو جائے۔ یہ اس سے پہلے آپ کو پیش نہ کر سکا جس کا افسوس ہے۔

آپ نے کتاب بھیج کر یاد فرمایا ہے جس سے اطمینان ہوا کہ آپ بخیر و عافیت ہیں۔ یہاں میں سندھ یونیورسٹی سے وابستہ ہوں اور کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہوں۔ الا اینکہ جوڑوں کا درد شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ وتوکل علیه . نعم المولیٰ و نعم النصیر ۔

دعا فرمائیں۔

جناب محترم نذیر احمد صاحب کو میری طرف سے سلام۔

نیاز مند
نبی بخش بلوچ

---

۱ یعنی کتاب ''ڈاکٹر مختار الدین احمد۔ محقق اور دانشور'' مرتبہ شاہد ماہلی

۲ ڈاکٹر امیر حسن عابدی، سابق صدر شعبہء فارسی دہلی یونیورسٹی

۳ علامہ عبدالعزیز میمن کے عربی لغت نگاری پر خطبات جن کا ایک حصہ ماہنامہ اردو نامہ کراچی میں شایع ہوا تھا۔

۴ ڈاکٹر داؤد رہبر فرزند پروفیسر شیخ محمد اقبال جو طویل عرصے سے امریکہ میں مقیم ہیں

(۴)

حیدر آباد سندھ
۲۳؍ اگست ۲۰۰۵ء

عزیزم مختار الدین آرزو صاحب

وعلیکم السلام وبعد: آپ کا کرم نامہ مورخہ یکم اگست موصول ہوا۔ میں اسلام آباد گیا ہوا تھا اور واپسی پر آپ کا خط پڑھ کر افسوس ہوا کہ میرے گھر پر کسی کی کوتاہی نے معاملہ بگاڑ دیا۔ آپ نے صحیح فرمایا کہ اگر ظفر الدین صاحب کے پیغام میں آپ کے نام نامی کی وضاحت ہوتی تو پیغام کی اہمیت واضح ہو جاتی لیکن جو قصور ہے وہ میرا ہے، ان کا نہیں۔ وہ مجھے معاف فرمائیں۔ آپ کے ٹیلیگرام اسی دن یا دوسرے دن پہنچے ہوں گے۔

فانّي اذا ما اعتذرت اليه لك ارادا اعتذاري اعتذارا

مجھے افسوس ہے کہ یہ نادر موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ کراچی کے شیخ محمد راشد صاحب (وہ استاذ المیمنی پر اردو میں کتاب مرتب کر رہے ہیں) نے لکھا ہے کہ وہ یہ امانت آپ تک پہنچائیں گے۔ حال ہی میں ان سے بھٹکلی صاحب کی مرتب کردہ کتاب 'محسن کتابیں' مجھے ملی ہے جس میں استاذ محترم کا ذکر خیر ہے۔

مجھے جوڑوں کا درد لاحق ہے زیادہ چل پھر نہیں سکتا۔ استاذ المیمنی کو بھی آخر ایام میں

جوڑوں کا درد شدت سے ہو گیا۔ آخری بار جو میں ان سے صفیہ بانو کے گھر ملنے گیا تو بستر فرش پر تھا اور سیدھے لیٹے ہوئے تھے، دونوں پاؤں ملے ہوئے اور انگوٹھے ساتھ بندھے ہوئے۔ علم کا آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ رحمۃ اللہ۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

(۵)

۲۵/دسمبر ۲۰۰۸ء

میرے کرمفرما ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو صاحب

السلام علیکم وبعد آپ ہمیشہ یاد آتے ہیں۔ رب پاک آپ کو صلاح وصحت سے نوازے۔ آمین

کل ماہنامہ 'اخبار اردو' دسمبر ۲۰۰۸ء موصول ہوا اور یادِ رفتگان میں آپ کے یادنامے سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر نذیر احمد ۱۹/ اکتوبر ۲۰۰۸ء کو فوت ہو گئے۔ رحمہ اللہ۔ صحیح معنوں میں عالم ومحقق تھے اور تحقیق کے بیاباں میں کئی مسائل اور مشکلات کو سلجھا گئے۔ آپ نے مرحوم کی تصانیف اور تحقیقات کو اور ان کی قدر شناسی کے کوائف کو تفصیل سے لکھا ہے جس سے موصوف کی علمی وادبی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جزاک اللہ۔ علی گڑھ کے ناطے آپ اور ڈاکٹر نذیر احمد مرحوم مجھے یاد آتے رہتے ہیں۔ میری عمر نوے سال ہے تاہم اب تک آرزو مند رہا ہوں کہ علی گڑھ پہنچ کر آپ دونوں سے ملوں۔ ڈاکٹر نذیر احمد کی وفات کا سن کر اہل علم کو صدمہ ہوگا لیکن سب کو جانا ہے۔ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ۔

نیازمند

نبی بخش بلوچ

بنــام

امین جالندھری

۱۰؍مارچ ۱۹۹۶ء

محترم امین جالندھری صاحب

وعلیکم السلام: آپ کا رقعہ موصول ہوا اور اس کے ساتھ آپ کی مطبوعہ کتاب 'حرف دو' ۔میں ممنون ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا۔ میری طرف سے اس کتاب کی تالیف اور اشاعت پر مبارک قبول فرمائیں۔ آپ نے کسر نفسی سے کام لیا اور کتاب کا نام 'دو حرف' رکھا۔ لیکن اس میں پڑھنے اور سوچنے والے کے لیے بہت کچھ ہے۔ کم از کم ایک سرنامہ اور سترہ افسانے۔ اس عہد میں جبکہ علم و ادب کی آبرو ختم ہو چکی آپ کی یہ قلمی کاوش ایک امید افزا کرن ہے۔ آپ نے خود ہی لکھ دیا کہ 'اس عہد نارسا میں کہ جب نہ اعتبار حرف ہے، نہ آبروئے خون ہے، دو حرف، حاضر ہے'۔ اس ہمت اور حوصلہ پر مبارک۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

بنــام

علی محمد پٹواری[1]

۳/نومبر ۱۹۹۶ء

مشفق و مہربان علی محمد پٹواری صاحب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا کرم نامہ مورخ 96-10-31 موصول ہوا۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے چولستان میں مالدادوں کے نشانات کے متعلق اپنی تصریحات خط کے ساتھ شامل کر دیں۔ ان شاء اللہ اس موضوع پر کبھی مزید گفتگو ہو گی۔ میں نے سندھ میں مروجہ داغہا پر کام کیا ہے۔

جناب انیس شاہ صاحب[2] محترم کے ہاں آپ سے ملاقات مفید ثابت ہوئی اور یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ کو کتابوں سے لگاؤ ہے۔

رَضِینا قِسمَت الجبّارِ فِینَا[3]
لَنا عِلْمٌ وَ للجُھّالِ مالُ

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] علی محمد پٹواری، صاحب علم و تحقیق۔ رحیم یار خان کے نزدیک بستی سوہنی وال میں ایک بڑے کتب خانے کے مالک۔

۲۔ سیّد انیس شاہ جیلانی، منصرم مبارک اردو لائبریری، محمد آباد تحصیل صادق آباد۔ مصنف 'آدمی غنیمت ہے'، 'سفرنامہء مقبوضہ ہندوستان' و دیگر کتب۔

۳۔ یہ شعر امام شافعیؒ کا ہے۔ اس کے معنیٰ کچھ یوں ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ (الجبار) کی اس تقسیم پر راضی ہو چکے ہیں کہ اس نے ہمیں علم عطا کیا اور جاہلوں کو مال۔

بنام

ڈاکٹر سیّد رضوان علی ندوی[1]

حیدرآباد سندھ

بلا تاریخ

محترم المقام پروفیسر ڈاکٹر سیّد رضوان علی ندوی[1] صاحب

وعلیکم السلام

کرمنامہ مؤرخہ ۹۷-۶-۲۶ موصول ہوا اور ساتھ ہی آپ کا گرانقدر مقالہ متعلقہ بہ الصَّغانی ۔آپ نے میرا مقالہ (کراچی) مطالعہ فرمایا، ممنون ہوں۔ بہت سی خامیاں ہیں اور آپ نے تو چند ہی گنوائی ہیں۔ وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٍ۔

خرافات کا کہاں تک جواب دیا جائے! تضیع اوقات کے سوا کیا حاصل! ''مائی کلاچی'' کا نام من گھڑت ہے۔عبداللّٰہ الاشتر ابن محمد النفس الزکیہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ایسے دعویٰ کا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ ھاتوا ببرھانکم۔ مع السلام

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] ماہر تاریخ اسلامی، مصنف ''تحقیقات و تاثرات'' حال مقیم کراچی۔

بنـــام
مسعود احمد برکاتی[1]

(۱)

۲۲ر اکتوبر ۱۹۸۸ء

مکرمی! السلام علیکم

پیامی جلد ۱۲ کے سات پرچے (بابت ماہ جنوری، مارچ، اپریل، مئی، جون، جولائی اور ستمبر ۱۹۸۸ء) موصول ہوئے۔ فروری اور اگست ۱۹۸۸ء کے دو پرچے اس بنڈل میں نہیں تھے۔ نہ جانے کیوں؟

اس مؤقر ماہنامے کی ترسیل پر میں ہمدرد فاؤنڈیشن اور اس کے معاونین کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمدرد فاؤنڈیشن کو اس سے زیادہ قوم وملت کی خدمت کرنے کا موقع فراہم فرمائے۔ فقط

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] ڈائریکٹر شعبۂ مطبوعات ہمدرد فاؤنڈیشن۔ مدیر منتظم 'ہمدرد صحت' و مدیر اعلیٰ ہمدرد 'نونہال'

(۲)

۲۸ر اگست ۱۹۹۷ء

مدیر منتظم 'ہمدرد صحت' و مدیر اعلیٰ ہمدرد 'نونہال' جناب مسعود احمد برکاتی صاحب[1]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں ممنون ہوں کہ آپ مجھے 'ہمدرد صحت' اور ہمدرد 'نونہال' کی اعزازی کاپیاں ارسال فرماتے رہتے ہیں۔ محترم المقام عالی جناب حکیم

محمد سعید صاحب کی صدارت میں ہمدرد پاکستان نے پاکستان کی جو شایانِ شان خدمت کی ہے وہ ہم سب کے لیے باعثِ فخر و صد امتنان ہے۔ 'ہمدرد صحت' اور ہمدرد 'نونہال' کا اجرا اور اشاعت شعبۂ صحت میں ملک و قوم کی خدمت کا ایک مظہر ہیں۔

اس وقت 'ہمدرد صحت' کا 'صحت نونہال نمبر' اگست ۱۹۹۷ء اور ہمدرد 'نونہال' کا شمارہ اگست ۱۹۹۷ء میرے سامنے ہیں۔ ماشاء اللہ دونوں معیاری شمارے ہیں۔ آپ کو مبارک کہ آپ ہی کی نگرانی اور محنت کا ثمر ہیں۔ 'صحت نونہال نمبر' خاص طور پر قابل تعریف ہے کہ پُر مغز معلومات اور اعلیٰ تحقیقات کے اعتبار سے یہ ایک معیاری تالیف بن گیا ہے۔

چھوٹا سا کتیبہ 'صحت نامہ: میرے نونہالوں کے لیے' میں نے پہلی بار دیکھا ہے۔ اس میں جناب حکیم صاحب نے نونہالوں کے قد اور قدر عقولھم پر جو رہنمائی فرمائی ہے وہ ہمارے پیشہ ور اساتذہ کے لیے قابل تقلید ہے۔ وہ اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں کہ بچوں سے کیسے مخاطب ہوں اور ان کو کیسے پڑھائیں۔ میں محو حیرت ہوں کہ حکیم صاحب یہ سب کچھ سوچتے ہیں اور دلپذیر انداز میں لکھتے ہیں۔ یہ ان ہی کا علمی اور عملی اعجاز ہے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

(۳)

۲۵/جون ۲۰۰۸ء

محترم مسعود احمد برکاتی صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہنامہ ہمدرد نونہال خاص نمبر (۲۰۰۸ء) موصول ہوا۔ ممنون ہوں کہ آپ نے اس تحفے سے نوازا۔ کل کا دن ہے کہ پاکستان کے عظیم فرزند شہید حکیم محمد سعید رحمۃ اللہ نے اس مفید ماہنامہ کا اجرا فرمایا اور اب تک ہمشیرہ مکرمہ سعدیہ نے اس کو احسن طریقے سے سنبھالا

ہے۔ ماشاءاللہ آپ نے ادارہ عالیہ سے اس جریدہ کی تہذیب وتزئین میں چار چاند لگا دیے ہیں اور مسلسل طور پر اس کی حسن طباعت اور افادیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مبارکباد!

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] محترمہ سعدیہ راشد، دختر حکیم محمد سعید و موجودہ چیرمین ہمدرد فاؤنڈیشن۔

بنـــام

خالد لطیف[1]

۱۴/ جمادی الاوّل ۱۴۱۹ھ

۶/ ستمبر ۱۹۹۸ء

فاضل محترم

نے ایک بڑی اہم خدمت سرانجام دی ہے کہ عالی مرتبت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان جیسے عالم باعمل، اہل دل و اہل نظر، کے لکھے ہوئے خطوط کو نہایت ہی عرق ریزی اور خوش اسلوبی سے اس کتاب میں مرتب کیا ہے۔ یہ مرقع معاصرانہ ادبیات کا آئینہ اور مخلصانہ محبتوں کا پیمانہ ہے اور اس اعتبار سے ہمیشہ کے لیے یادگار رہے گا۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] مرتب ''خطوط ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں'' مقیم حیدرآباد۔

بنام
سیّد ریاض الحسن شاہ نوشاہی[1]

۱۴ر شوال ۱۴۰۳ھ

جناب سیّد ریاض الحسن شاہ نوشاہی حفظہ اللہ

محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ ہمارے کرم فرما اور آپ کے والد بزرگوار حضرت سیّد شرافت نوشاہی[2] انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میں آپ سے اس دکھ میں شریک ہوں اور دست بدعا ہوں کہ اللہ پاک مرحوم کو جوار جنت میں جاء دے اور آپ کو خیر و برکت سے مالا مال کرے کہ علم و فضل، حلم و حیا میں اپنے والد مرحوم کے صحیح جانشین بنیں۔ آمین

مخلص

ڈاکٹر این اے بلوچ

---

[1] سیّد ریاض الحسن نوشاہی (ولادت ۲۶ ستمبر ۱۹۲۹ء، وفات ۲۳ اپریل ۱۹۹۹ء مدفون ساہن پال شریف) حضرت شرافت نوشاہی کے فرزند اکبر اور جانشین۔

[2] سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی (ولادت: ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء بمقام ساہن پال شریف ضلع منڈی بہاالدین؛ وفات: ۴ جولائی ۱۹۸۳ء مدفون ساہن پال شریف)، سلسلۂ نوشاہیہ کے شیخ طریقت اور عربی، فارسی، اردو اور پنجابی زبانوں میں کثیر التصانیف بزرگ۔ شریف التواریخ علم الرجال پر ان کی اہم ترین تصنیف ہے۔ اس کی تیسری جلد کے بارہویں حصے میں انھوں نے معاصرین کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کا تذکرہ موجود ہے۔

بنـــام
محمد راشد شیخ

(۱) [۱]

عزیزم محمد راشد شیخ صاحب

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ 98-11-23 موصول ہوا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ استاد محترم مرحوم میمن کی سوانح مرتب کرنا چاہتے ہیں [۲] اور مآخذ جمع کرنے میں کافی پیش رفت ہوئی ہے۔

-- مقالات المیمنی مطبوعہ بیروت [۳] کا مجھے علم نہیں مل جائے تو میرے لیے بھی نسخہ خرید کرلیں۔

-- کتاب کا خاکہ تسلی بخش ہے۔

-- اساتذہ میں مولانا احمد حسین محدث کا ذکر، قبلہ استاذ سے میں نے کبھی نہیں سنا [۴] ہوسکتا ہے کہ مجھے یاد نہ رہا ہو۔

-- بلگرامی سے تلمذ کا انکار [۵] میں اس موضوع سے نابلد ہوں۔

-- قبلہ استاذ کی زبانی ہم نے سنا کہ ندوہ والوں کے اشارے پر مولانا سورتی نے تنقید لکھی [۶] اہل علم کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ استاذ کو اس سے کافی صدمہ ہوا اور وہ خاص طور پر اس پر رنجیدہ تھے کہ مولانا سورتی جیسے عالم کو سامنے لایا گیا اور انھوں نے یہ تنقید لکھ کر اپنے علم کو داغدار کردیا۔ استاذ نے فرمایا کہ: میں نے بادل ناخواستہ مولانا سورتی کی تنقید کا رد لکھا

جس سے ان کی لغزشیں سب کے سامنے آ گئیں ۷۔

-- قیام پشاور اور مجلّہ ''مخزن'' ۸ کے بارے میں میرے پاس معلومات نہیں۔ آپ اگر وہاں جا کر ریکارڈ دیکھیں تو شاید کچھ مل جائے۔

" رسالہ ''تحقیق'' میں کافی کچھ مواد آ گیا ہے۔ اطمینان ہوا کہ اس سے باخبر ہیں۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱۔ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں جبکہ وصولی کی تاریخ راقم الحروف نے ۲۷، نومبر ۱۹۹۸ء لکھی تھی۔ اندازاً ۲۴ یا ۲۵ نومبر ۱۹۹۸ء کو لکھا گیا۔

۲۔ علامہ عبدالعزیز میمن کی سوانح، اُردو مکاتیب اور نادر تحریروں کا یہ مجموعہ ''علامہ عبدالعزیز میمنی۔ سوانح اور علمی خدمات'' کے عنوان سے ''ادارۂ احیائے علم و دعوت: لکھنؤ کی جانب سے ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کا نظرثانی و اضافہ شدہ ایڈیشن 'ادارۂ قرطاس' کراچی سے ستمبر ۲۰۱۱ء میں شایع ہو چکا ہے۔

۳۔ علامہ عبدالعزیز میمن کے عربی مقالات اور مختصر کتب کا یہ مفید مجموعہ ''بحوث'' و تحقیقات'' کے عنوان سے دارالغرب الاسلامی بیروت نے ۱۹۹۵ء میں دو جلدوں میں شائع کیا۔ اس کے مرتب جناب محمد عزیز شمس (مقیم مکۂ مکرمہ) ہیں۔ علامہ میمن کے اُردو مقالات و خطبات کا مجموعہ راقم الحروف نے مرتب کیا ہے جو امید ہے جلد ہی شائع ہو گا۔
بلوچ صاحب کے لیے بحوث'' و تحقیقات کا مطبوعہ نسخہ تو فراہم نہ ہو سکا البتہ راقم الحروف نے اپنے نسخے کی فوٹو کاپی تحفۃً پیش کر دی۔

۴۔ مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ (۱۸۵۰ء۔۱۹۱۲ء) علامہ میمن کے استاد نہیں تھے۔ مزید تفصیل راقم کی مذکورہ بالا کتاب میں درج ہے۔

۵۔ شاداں بلگرامی (۱۸۶۹ء۔۱۹۴۸ء) مدرسۂ عالیہ رامپور میں علامہ میمن کے استاد فارسی رہے۔

۶۔ مولانا ابوعبداللہ محمد یوسف السورتی نے علامہ میمن کی معروف کتاب سمط اللآلی پر ''امالی ابی علی

قالی اور اللآ لی'' کے عنوان سے تنقید لکھی جو ماہنامہ معارف اعظم گڑھ بابت اپریل، مئی، جون ۱۹۳۸ء شائع ہوئی۔

۷۔ مذکورہ بالا تنقید کا مفصل اور مدلل جواب علامہ میمن نے ''سمط اللآ لی پر تنقید کا جواب'' کے عنوان سے لکھا تھا جو ماہنامہ برہان دہلی میں دسمبر ۱۹۳۸ء تا اپریل ۱۹۳۹ء شائع ہوا۔

۸۔ علامہ میمن ۱۹۱۳ء سے ۱۹۲۰ء تک ایڈورڈز مشن کالج پشاور میں بحیثیت استاد عربی و فارسی مقیم رہے۔ اس دوران ماہنامہ مخزن لاہور کے لیے ''آداب العربیہ'' کے عنوان سے عربی زبان و ادب سے متعلق معلومات افزا مضمون لکھا جو مخزن میں جون، جولائی، اگست ۱۹۲۰ء شائع ہوا۔ یہ مضمون راقم کی مذکورہ بالا کتاب میں مکمل شکل میں شامل ہے۔

(۲)

تاریخ: 25-10-2000

محترم محمد راشد شیخ صاحب

وعلیکم السلام، رحمتہ اللہ و برکاتہ

آپ کا خط مورخہ 22-10-2000 موصول ہوا۔ احوال خیریت پڑھ کر خوشی ہوئی۔ پیر صاحب پاگارہ اول صبغت اللہ شاہ اور حر تحریک پر زیادہ تر مواد سندھی میں موجود ہے[۱] اگر سندھی مآخذ سے استفادہ کیا جا سکتا ہے تو بہتر۔

۲۔ پیر صاحب پاگارہ اول کے ملفوظات (فارسی) موجود ہے جس کے جامع ان کے فرزند پاگارہ دوم علی گوہر شاہ صاحب اصغر ہیں۔ یہ نسخہ درگاہ پاگارہ کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کا سندھی ترجمہ مفتی محمد رحیم صاحب، رئیس جامعہ راشدیہ اور پیش امام مسجد جامع درگاہ، (پوسٹ آفس پیر جو گوٹھ ضلع خیرپور سندھ) کے زیر اہتمام چھپ چکا ہے[۲] مزید

معلومات مفتی صاحب سے مل سکتے ہیں۔

۳۔ سیّد احمد شہیدؒ اور پاگارہ اول کی تعلقات سیّد شہید کے سوانحی ماخذوں میں موجود ہیں۔ان سے مزید معلومات ملنا مشکل ہیں البتہ حواشی وتعلیقات کے لیے یہاں کے مآخذ کارآمد ہوسکتے ہیں۔

۴۔ یہاں کے مآخذ سے یہ مسلم ہے کہ پیر صاحب نے پانچ سو یا زیادہ تعداد مجاہدوں کی سید صاحب کے ساتھ بھیجی تھی، رسد کا انتظام کیا تھا۔ میں کچھ اس طرح سمجھتا ہوں کہ جناب پیر صاحب کی وفات کی وجہ سے، سیّد صاحب بھی فرنٹ پر کمزور ہوگئے۔

۵۔ شروع میں، میرا بھی یہ ظن تھا کہ پاگارہ اول نے جو مجاہد جمع کیے تھے وہ ''حُر'' کہلائے لیکن ان کو مجاہدین کہنا صحیح ہوگا۔حروں کی تنظیم پاگارہ ثالث حزب اللہ شاہ کے دور میں ہوئی۔

۶۔ میں کوشش کروں گا اور جو مواد مل سکا بھیج دوں گا[۳] یا آپ کو اطلاع دوں گا کہ کہاں سے حاصل کیا جائے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[۱] حُر تحریک اور پیر صاحب پگارا اول حضرت صبغۃ اللہ شاہ راشدی کے بارے میں جناب فیصل احمد بھٹکلی ندوی (استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کو اپنی کتاب ''جدوجہد آزادی میں علماء کا کردار ۱۹۵۷ء سے قبل''، کے لیے معلومات درکار تھیں۔انھوں نے اس سلسلے میں راقم سے رابطہ کیا چناں چہ راقم نے بلوچ صاحب ودیگر حضرات سے رابطہ کر کے مطلوبہ مواد فراہم کیا۔

[۲] پیر صاحب پگارا اول کے ملفوظات کا یہ سندھی ترجمہ ۲۰۰۴ء میں خزینة المعرفة کے عنوان سے شائع ہوا۔اس کا مقدمہ بلوچ صاحب نے لکھا۔

۳۔ حُر تحریک اور پیر صاحب پگارا اول کے متعلق معلومات کی طرف اشارہ ہے۔

(۳)

تاریخ: 5-6-2001

عزیزم محمد راشد السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ 31-05-2001 ملا۔ اس سے پہلے آپ نے حیدرآباد میں اپنی آمد کا پیغام میرے ہاں پہنچایا اور ساتھ ہی امانات[۱]۔ تذکرۂ خطاطین کے دوسرے ایڈیشن کو اور بہتر بنا کر شایع کریں[۲]۔ سیّد نفیس الحسینی میرے کرمفرما ہیں آپ ان پر لکھیں[۳]۔ انھوں نے میری استدعا پر Great Books کے عنوانات لکھے تھے[۴]۔ میں یہ کتاب آپ کے لیے دستیاب کر کے اپنے ہاں رکھوں گا۔ کتاب "اسان جو گوٹ"[۵] بھی شاید مل جائے لیکن وہ آپ کے کس کام کی! کراچی یونیورسٹی میں اسمٰعیل نامی کوئی صاحب استاذ المیمنی پر Ph.D مقالہ لکھنا چاہتے ہیں میں نے مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنا موضوع متعین کریں اور مزید مشورہ کے لیے آپ سے ملیں۔ آپ ان کی ہمت افزائی کریں۔ آپ کا موضوع وسیع ہے۔ وہ اپنے محدود موضوع پر کام کریں۔ ہاں! گاؤں کی مسجد میں تین کتبے موجود ہیں۔ ایک حافظ سدیدی[۶] کا لکھا ہوا اور دو سیّد الحسینی کے[۷] البتہ محراب سے کافی اوپر دیوار میں ہیں اور خاص احتیاط سے ہی اچھے فوٹو دستیاب ہو سکتے ہیں۔

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱۔ غالباً راقم نے چند کتب بلوچ صاحب کی خدمت میں پیش کی تھیں، اشارہ اسی جانب ہے۔

۲۔ عالم اسلام کے نامور خطاطوں کے حالات، کارناموں اور نوادرِ خطاطی کا یہ خوبصورت مجموعہ ۱۹۹۸ء میں ''تذکرۂ خطاطین'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ الحمدللہ اس کا نظر ثانی و اضافہ شدہ ایڈیشن کراچی سے ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا ہے۔

۳۔ سیّد انور حسین نفیس الحسینی (نفیسؔ رقم) پاکستان کے نامور خطاط ہفت قلم بلکہ اس فن میں استاد الاساتذہ کے درجے پر فائز تھے۔ آپ کے مکمل حالات اور نوادرِ خطاطی کے لیے راقم الحروف کی مرتبہ کتب ''تذکرۂ خطاطین'' اور ''مقالاتِ خطاطی سید نفیس الحسینی'' ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ بلوچ صاحب نے بحیثیت مشیر قومی ہجرہ کونسل اسلام آباد، تاریخِ اسلام کی سو عظیم کتب کی اشاعت کا منصوبہ بہ عنوان Great Books of Islamic Civilization بنایا تھا۔ ان سو کتب کے خوبصورت سرورق کی خطاطی سیّد نفیس الحسینی نے اپنے خوبصورت خط میں کی تھی۔ ان سو کتب کے تعارف پر مشتمل کتاب Great Books of Islamic Civilization، ۱۹۸۹ء میں شائع کی، اشارہ اسی جانب ہے۔

۵۔ بلوچ صاحب نے اپنے آبائی گاؤں کی تاریخ اور وہاں کی شخصیات پر سندھی زبان میں ''اسان جو گوٹ: جعفر خان لغاری کے عنوان سے کتاب لکھی جو ۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی۔ اس میں بلوچ صاحب نے اپنے ابتدائی حالات بھی لکھے ہیں۔

۶۔ حافظ محمد یوسف سدیدی (۱۹۲۷ء۔۱۹۸۶ء) پاکستان کے نامور خطوط تھے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں ''تذکرۂ خطاطین'' از محمد راشد شیخ۔

۷۔ سیّد الحسینی سے مراد سیّد انور حسین نفیس الحسینی ہیں۔

(۴)

تاریخ: 26-6-2001

جناب شیخ محمد راشد صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

آپ کا لکھا ہوا پوسٹ کارڈ موصول ہوا۔ بعد میں مختصر ملاقات بھی ہوگئی۔ حسب منشا دونوں کتابیں دستیاب کر لی ہیں۔ 100 اعلیٰ اسلامی کتابیں، عنوانات مکتوبہ السید الحسینی میری طرف سے آپ کو تحفہ [۱] دوسری کتاب قریہ جعفر خان لغاری [۲] خرید لی گئی ہے۔ =/125 روپیہ ادا کرنے ہوں گے۔

میں ۲۴ تک یہیں ہوں۔ پھر دو چار روز کے لیے شاید کراچی آؤں۔ آپ یہاں آئیں گے تو میرے آفیس صبوح (صبح) یا رسالو آفیس [۳] (شام) میں آپ کو مل جائیں گی۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

۱ اشارہ ہے کتاب Great Books of Islamic Civilization کی جانب جو ازراہ کرم بلوچ صاحب نے راقم کو تحفۃً عنایت فرمائی۔

۲ اشارہ ہے کتاب "اسان جو ڳوٺ: جعفر خان لغاری" (ہمارا گاؤں: جعفر خان لغاری) کی جانب جس کا نسخہ ڈاکٹر بلوچ صاحب کی عنایت سے راقم کو ملا۔

۳ یعنی شاہ جو رسالو کی تحقیق کے لیے دفتر جو سندھ یونیورسٹی (اولڈ کیمپس) میں تھا۔

(۵)

محمد راشد محترم

السلام علیکم

آپ کا پوسٹ کارڈ مورخہ ۱۰، اگست موصول ہوا۔

مولانا عبدالرسول ١ قصبہ چوٹیاری اور مدرسہ چوٹیاری کے علماء اور اساتذہ میں سے تھے۔ اپنا کتاب خانہ جدا طور بھی قائم کیا۔ کتاب کی نسبت سے کتابی کہلائے گئے۔ اچھے خاصے کاتب تھے۔ ان کے ہاتھ کے لکھی ہوئی کتابوں میں سے بعض کتابیں (ناقص با اوراق) میں نے دیکھیں تھیں۔ مثلاً ۱۲۶۲ھ، ۱۲۶۶ھ، ۱۲۶۹ھ کی۔ ان کے علاوہ شرح تفتازانی کتابت رجب ۱۲۹۸ھ سے ظاہر ہے کہ وہ ۱۲۹۸ھ تک زندہ تھے۔

عبدالرحیم نام کے علماء ایک سے زیادہ جو ٹھٹہ میں سے تھے۔ فتاویٰ اکثر مخدوم عبدالرحیم ٹھٹوی کے دیکھنے میں آئے۔ غالباً ٹھٹہ کے مفتی تھے۔

''سندھ دارالحرب''، کا فتویٰ مٹیاری کے مشہور عالم مولانا عبدالکریم بن مولانا عثمان نے دیا جب انگریزوں نے سندھ پر قبضہ کیا (۱۸۴۳ء)۔ بہت بوڑھے اور ضعیف تھے لہٰذا ہجرت کر کے حرمین شریفین چلے گئے۔

اس (سے) پہلے ایسا فتویٰ مخدوم محمد ابراہیم بن مخدوم عبداللطیف بن مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سے منسوب ہے۔

ایک فتویٰ ''جودھپور دارالحرب'' کا تھا۔ جس کا رد مخدوم عثمان مٹیاروی نے لکھا میں اپنی یاد سے یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ سب کی سب تحقیق طلب ہیں۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

(٦)

عزیزم محمد راشد

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ برکاتہ

آپ کا خط ملا ہے پڑھ کر خوشی ہے کہ استاذ المیمنی کی سوانح پر کام تکمیل کو پہنچنے والا ہے۔آپ کے سوالات کے جوابات:

۱۔ المجمع العلمی میرے پاس نہیں[۱] اس مجلّہ کا رکارڈ فاضل محترم مختار الدین آرزو (علی گڑھ) کے پاس ہوسکتا ہے۔ان سے پوچھیں۔آرزو صاحب کا پتہ معلوم ہوتو مجھے بھجوادیں۔مجھے ضرورت ہے۔

۲۔ سندھ یونیورسٹی میں استاذ کی جو کتابیں محفوظ ہیں ان کو آپ یہاں پر آ کر دیکھ سکتے ہیں[۲] مجلّہ تحقیق سے استفادہ کریں۔

۳۔ استاذ نے اپنی کتابوں پر کہیں کہیں کچھ الفاظ لکھے ہیں[۳] لیکن ان کے فوٹو کا انتظام کرنا مشکل ہے۔

اوپر نمبر۲ اور نمبر۳ والا کام آپ خود کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں کرسکتا۔اس سے آپ کو کتنا فائدہ ہوگا؟

استاذ محترم کا ایک لکھا ہوا پوسٹ کارڈ دستیاب ہوا ہے[۴] اس کی فوٹو میں بھجودوں گا انشاءاللہ۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

۱ مجلّہ المجمع العلمی العربی دمشق بابت ۱۹۲۷ء جس میں علامہ میمن کی تصویر اور المجمع العلمی العربی کی رکنیت کی تفصیلات شائع ہوئی تھیں۔ راقم نے یہی شمارہ طلب کیا تھا۔

۲ علامہ میمن نے ۱۹۷۴ء میں اپنا ذخیرۂ کتب جامعہ سندھ کو فروخت کر دیا تھا۔ اس زمانے میں بلوچ صاحب اس یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔ اشارہ اسی ذخیرۂ کتب کی جانب ہے۔

۳ علامہ میمن کی ان کتب کے ابتدائی سادہ صفحات پر اور ہر کتاب کے اندر بھی نہایت قیمتی معلومات خود علامہ میمن کے قلم سے درج ہیں۔ افسوس ہے اب تک ان علمی نکات کے تحفظ کا کوئی انتظام نہ ہو سکا۔ راقم نے کوشش کی تھی کہ ان صفحات کی فوٹو اسٹیٹ ہو جائے لیکن یہ عملاً ممکن نہ ہو سکا۔

۴ پوسٹ کارڈ والا خط راقم کی تالیف ''علامہ عبدالعزیز میمن۔ سوانح اور علمی خدمات'' میں شامل کر لیا گیا۔

(۷)

تاریخ: 28، مئی 2002ء

محمد راشد محترم

السلام علیکم

آپ کا پوسٹ کارڈ مورخہ ۲۴، مئی 2002 ملا۔ بہتر ہوگا کہ آپ لائبریرین سندھ یونیورسٹی سے دریافت کریں[۱] کوئی لسٹ ان کے ہاں ہونی چاہیے۔

۲۔ استاد کے پوسٹ کارڈ مورخہ 72-05-24 کا عکس بھجوا رہا ہوں۔[۲]

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

۱ راقم نے بلوچ صاحب سے ذخیرۂ علامہ میمنی در جامعہ سندھ کی فہرست کے بارے میں استفسار کیا تھا۔ بعد میں راقم نے ذاتی کوشش سے اس فہرست کی فوٹو کاپی کتب خانۂ جامعہ سندھ سے حاصل

کی۔

۲۔ ملاحظہ فرمایئے خط نمبر ۶ کا حاشیہ نمبر ۴۔

(۸)

تاریخ: 14-6-2002

محترم محمد راشد

السلام علیکم

کل آپ کا خط مع استاذ ندوی[۱] کے مراسلے کے موصول ہوا آپ نے یہ نہ بتایا کہ استاذ المیمنی کے خط کا عکس جو میں نے آپ کو بھجوایا وہ ملا یا نہ؟

استاذ فیصل احمد بھٹکلی ندوی کے استفسارات کے جوابات مختصراً لکھ دیے ہیں۔ یہ خط ان کو بھجوا دیں[۲]۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱۔ استاذ ندوی سے مراد ہیں جناب فیصل احمد بھٹکلی ندوی استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

۲۔ جناب فیصل احمد بھٹکلی ندوی کے استفسارات کے مفصل جوابات پر مشتمل علمی نکات سے بھرپور یہ خط ہنوز غیر مطبوعہ ہے اس لیے افادۂ عام کی خاطر اسی مجموعے میں شائع کیا جا رہا ہے۔

(۹)

تاریخ: 20-06-2002

محترم محمد راشد شیخ

السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۷، جون ۲۰۰۲ء موصول ہوا۔ اطمینان ہوا کہ استاد المیمنی کے خط کا عکس جو میں نے بھیجا تھا وہ آپ کو مل گیا۔

افسوس کہ استاذ المیمنی کی ذاتی فضیلت اور اخلاق کریمانہ کو سمجھنے میں بعض لوگوں نے بخل بلکہ عناد سے کام لیا۔[۱] طبعاً شفیق و کریم تھے۔ علی گڑھ کو چھوڑنے کے بعد میں جب بھی علی گڑھ جاتا تھا تو اپنے یہاں ٹھہراتے تھے۔ میاں بیوی دو ہی تھے لیکن خود ہی اپنے مکان میں رہتے تھے۔ میں نے نہیں دیکھا ۱۹۴۵ء تا ۱۹۴۶ء کہ انھوں نے مکان کا کوئی حصہ کرائے پر دیا ہو۔ مکان کا بیچ والا کمرہ ڈرائنگ روم تھا اور ساتھ ہی لائبریری والا کمرہ تھا۔ خاص مہمان بیچ والے کمرہ میں بٹھائے جاتے تھے اور وہاں سے کتاب خانہ بھی دیکھ لیتے تھے۔ ڈرائنگ روم صاف ستھرا اور وسیع تھا۔ آراستہ نہیں تھا کہ یہ ایک بڑے عالم کا مکان تھا جہاں آراستگی پر علمی کام کے لیے آسانی کو ترجیح دی جاتی تھی۔ استاذ حقے کے دلدادہ تھے اور خود ہی حقہ بناتے تھے۔ فرزند کو بھی حقہ بنانے کے لیے نہیں کہتے تھے۔ بہترین مہنگا تمبا کو استعمال کرتے تھے اور پیسے دے کر منگواتے تھے۔ میں رامپور گیا تو مجھے بھی خاص قسم کا تمبا کو لانے کے لیے کہا اور اس کے لیے پیسے دیے۔ استاذ سائیکل پر آتے جاتے اور وہ بہترین ساخت کہ سائیکل ہوتی تھی۔ ایک دن فرمایا کہ میرے والد صاحب زندہ ہیں اور باوجود بڑھاپے کے ابھی تک سائیکل پر آتے جاتے ہیں[۲] (یہ ۱۹۴۵ء کی بات ہے)۔ اس لیے بھی سائیکل مجھے پسند ہے۔ اور پھر آنے جانے میں آسانی ہوتی ہے۔ آدمی کسی کا محتاج نہیں ہوتا (گاڑیوں اور ڈرائی وروں کے تکلفات کی طرف اشارہ کیا)۔ استاذ بہت ہی بے تکلف تھے اور اس بات سے مستغنی کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ رحمتہ اللہ

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱۔ علامہ عبدالعزیز میمن عربی زبان و ادب کے بین الاقوامی شہرت یافتہ عالم اور محقق تھے۔ ان کا نام آج بھی عالمِ عرب کے علمی حلقوں میں احترام کی نظر سے لیا جاتا ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں ناقص عربی تعلیم اور تحقیقی و علمی ذوق کی کمی کی بنا پر علامہ میمن کے علمی کارناموں سے استفادہ نہیں کیا گیا بلکہ یہاں تک ہوا کہ ان کی سادگی اور جفاکشی کو ''بخل'' کا نام دیا گیا۔ بعض غیر ذمہ دار حضرات نے ان کے بارے میں جھوٹی باتیں بھی لکھیں اور انھیں شائع بھی کرایا۔ اس موضوع پر راقم نے چند سوالات بلوچ صاحب کو لکھ بھیجے جن کا مفصل جواب زیرِ نظر خط ہے۔

۲۔ علامہ میمن کے والد محترم کا نام حاجی عبدالکریم تھا جن کا انتقال ۱۹۵۹ء میں راجکوٹ میں ہوا۔

(۱۰)

تاریخ: 25-09-2003

جنابِ راشد شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ

آپ نے مصنف بھٹکلی ندوی صاحب کی کتاب بھیجی! جو مجھے مل گئی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔ انھوں نے سوالنامہ بھیجا تھا اور میں نے جوابات لکھ دیے۔ کتاب کا موضوع معلوم ہوتا تو ''سندھ میں آزادی کی تحریک'' کتاب بھجوا دیتے۔ اگر اب بھی یہ کتاب آپ کے یہاں بھجوادی جائے تو مصنف تک پہنچ جائے گی؟

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

۱ یہاں کتاب سے مراد "جدوجہد آزادی میں علماء کا کردار، ۱۸۵۷ء سے قبل" از فیصل احمد بھٹکلی ندوی ہے۔ یہ کتاب مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، دارالعلوم ندرۃ العلماء لکھنؤ سے ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں بلوچ صاحب کی بھیجی ہوئی معلومات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(۱۱)

جناب محمد راشد شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۱۷، دسمبر ۲۰۰۴ء موصول ہوا۔ استاذ مکرم پر آپ نے اپنی تحقیق کو بڑھایا ہے[۱] مبارک باد!

مخطوطات کی فہرست شاید میرے کباڑ خانے (کتاب خانے) میں کہیں محفوظ ہو۔ مشکل ہے کہ فوراً مل جائے[۲] تاہم تلاش جاری رہے گی البتہ استاذ کے مزید خطوط مل گئے ہیں وہ آپ دیکھ سکتے ہیں[۳]

میں گھر میں اکیلا ہوں۔ میرا ٹیلی فون 0221-9200336۔ آپ مجھ سے صبوح کو دس بجے کے قریب یا پھر رات کو دس بجے فون کریں گے تو ملاقات ہوگی۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

۱ علامہ میمن سے متعلق تحقیق کی جانب اشارہ ہے۔

۲ علامہ میمن کے کتب خانے میں محفوظ مخطوطات کی فہرست، راقم نے بلوچ صاحب سے طلب کی تھی۔

۳ علامہ میمن کے کل ۲۶ اُردو خطوط بلوچ صاحب سے حاصل کر کے شامل کتاب کر دیے ہیں۔

(۱۲)

محترم محمد راشد

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مراسلہ مورخہ 05-08-2006 موصول ہوا۔ دو کتابیں

1. Sindh: Studies in Culture ۱

2. Sindh: Studies in History ۲

کل تک میں منگوا رکھوں گا۔ آپ جب آئیں گے تو یہ کتابیں آپ کو مل جائیں گی باقی کتابوں میں سے جو آپ بالکل ضروری سمجھیں ان کے نام لکھ کر بھیجیں تا کہ میں اپنے نام پر اشو کروالوں۔ سب کی سب کتابیں تو لائبریری میں ہی مل سکتی ہیں۔ میرے متعلق سندھی میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے ایک میں میری جملہ تصنیفات کے نام موجود ہیں ۳ آپ کے کام کے لیے تو تصانیف کی لسٹ کافی ہے۔ بہر حال آپ کے لیے سب کچھ ہوگا۔ میں نصف مسودے کو بھی دیکھوں گا۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

8-6-2006

---

۱ سندھ کی ثقافت اور ہنر سے متعلق بلوچ صاحب کے تحقیقی مقالات کا یہ مجموعہ پاکستان اسٹڈی سینٹر، سندھ یونیورسٹی جامشورو نے ۲۰۰۳ء میں شائع کیا۔

۲ سندھ کی تاریخ کے مختلف پہلوؤں سے متعلق بلوچ صاحب کی انگریزی مقالات کا یہ خوبصورت

مجموعہ پاکستان اسٹڈی سینٹر سندھ یونیورسٹی نے ۲۰۰۳ء میں شائع کیا۔

۳۔ بلوچ صاحب کی جملہ تصنیفات کی فہرست، کتاب ڈاکٹر بلوچ کے مثالی عالم حصہ اول میں موجود ہے۔ اس کے مرتب جناب تاج جویو ہیں۔

(۱۳)

تاریخ ندارد

محترم محمد راشد صاحب

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ 25-06-2006 موصول ہوا۔ آپ نے تقریباً پندرہ کتابیں لکھی ہیں جو آپ کو مطلوب ہیں[۱]۔ ان کا انتظام اس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ سندھ یونیورسٹی لائبریری میں یا سندھی ادبی بورڈ میں ان کو دیکھیں۔ یہ ممکن نہ ہو تو میں تکلیف گوارا کروں گا کہ ان کو میرے یہاں جمع کروں اور آپ آ کے دیکھیں۔

فتح نامۂ سند (اسلام آباد)[۲] سے 25 کتابوں کی لسٹ کا فوٹو منسلک ہے[۳] تاریخ معصومی میں اس منصوبہ کا ذکر نہیں۔

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گا۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

وصول شدہ 28-06-2006

۱۔ یہ کتب راقم نے بلوچ صاحب کی حیات اور علمی خدمات پر زیر تالیف کتاب کے لیے طلب کی تھیں۔ بعد ازاں یہ کتاب ''ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔ شخصیت اور فن'' کے عنوان سے اکادمی ادبیات پاکستان

اسلام آباد نے ۲۰۰۷ء میں شائع کی۔

۲۔ فتحنامۂ سندھ المعروف بہ چچ نامہ، بلوچ صاحب کی تحقیق کے بعد قومی ادارہ برائے تاریخ و ثقافت اسلام آباد نے ۱۹۸۲ء میں شائع کی۔

۳۔ قومی ادارہ برائے تاریخ و ثقافت میں بلوچ صاحب نے ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۲ء بحیثیت ڈائریکٹر خدمات انجام دیں اور برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی مستند تاریخ کا ۲۵ جلدی منصوبہ بنایا تھا۔ تفصیلات کے لیے راقم کی مذکورہ بالا کتاب ص ۶۰ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۴)

تاریخ: 6-8-2007

محترم شیخ محمد راشد صاحب

السلام علیکم!

میرا خط آپ کو مل گیا ہوگا کہ محترمہ سعیدہ درانی صاحبہ[۱] نے آپ کی کتاب ''ڈاکٹر بلوچ'' کا مسودہ مجھے بھجوا دیا ہے۔ میں نے اس کو پڑھ لیا ہے اور حواشی میں کچھ اندراجات ہیں جو آپ دیکھ لیں۔ تصحیح کے بعد مجھے بھیجیں یا اسلام آباد بھجوا دیں۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

۲۔ محترمہ سعیدہ صاحبہ کو اطلاع دیں کہ مسودہ آپ کو مل گیا ہے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱۔ محترمہ سعیدہ درانی، اکادمی ادبیات پاکستان کے سلسلۂ کتب ''پاکستانی ادب کے معمار'' کی انچارج ہیں۔ اسی سلسلے کے تحت راقم کی مذکورہ بالا کتاب شائع ہوئی۔

(۱۵)

تاریخ ندارد

محترم محمد راشد شیخ صاحب

السلام علیکم!

اسلام آباد سے درانی صاحبہ نے، میری سوانح پر، آپ کا ڈرافٹ مجھے بھجوا دیا ہے۔ میں نے اس کو دیکھا ہے آپ نے بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ا بعض جگہوں پر حاشیہ میں میں نے نشان لگا دیے ہیں تا کہ آپ کے زیرِ نظر رہیں۔ کچھ موضوع ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کو تفصیل سے لکھیں تو بہتر۔

۱۔ تاریخی تحقیق کا موضوع (اگر جداگانہ فہرست میں اندراج ہو تو بہتر۔ کیونکہ اس موضوع پر کافی غور و فکر کرنا پڑا)

۲۔ موسیقی پر تحقیق (میں نے پانچ کتابیں اس موضوع پر لکھی ہیں جو شاید آپ کی نظر میں نہ آئی ہوں)

دو کتابیں حال ہی میں چھپی ہیں۔ وہ بھی آپ کے سامنے ہوں تا کہ ایک آدھ صفحہ ہر ایک پر لکھ سکیں۔

۱۔ میری انگریزی میں خط و کتابت ۲

یہ ضخیم کتاب (صفحات 748) ہے

۲۔ سندھ میں فارسی شعراء ۳ (۱۷۶ اشاعروں کا تذکرہ): آخری دور

آپ ٹیلی فون پر گفتگو کریں تو (022) (2654006) نمبر پر ۱۰ سے ۱ بجے صبوح (صبح) تک بات ہو سکتی ہے۔ ٹیلی فون کا نظام صحیح نہیں۔ تشریف لائیں تو بہتر۔ اطلاع دیں کہ کس دن آئیں گے۔

آپ تشریف لائیں تو یہ پتہ ہے جہاں پر اب میں مقیم ہوں:

بنگلہ نمبر 11/C، خالد بنگلوز،
سندھی مسلم سوسائٹی، قاسم آباد
قاسم آباد پہنچ کر ٹیلی فون کریں گے تو کوئی آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔
موبائل ٹیلی فون یہ ہے
0300-3049491

مخلص
نبی بخش بلوچ

۱۔ یہ بلوچ صاحب کی خُرد نوازی ہے ورنہ راقم کی خواہش تھی کہ بلوچ صاحب کی حیات وخدمات پر کتاب مفصل اور جامع ہو۔ اکادمی ادبیات پاکستان کے اصرار پر کئی مباحث کی تلخیص کرنی پڑی تاکہ کتاب کی ضخامت زیادہ نہ ہو۔

۲۔ یہ کتاب World of Work: Predicement of a Scholar کے عنوان سے انسٹیٹیوٹ آف سندھالوجی، سندھ یونیورسٹی نے ۲۰۰۷ء میں شائع کی۔ اس کے مرتب جناب محمد عمر چنڈ ہیں۔

۳۔ یہ کتاب تکملة التکملة (سندھ میں فارسی شاعری کا آخری دور) کے عنوان سے مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے ۲۰۰۷ء میں شائع کی۔

(۱۶)

محترم محمد راشد شیخ صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا احسان کہ آپ نے اتنی اچھی کتاب میرے متعلق مرتب کی ہے[۱]۔ کتاب پڑھ کر احباب نے بھی تعریف کی ہے۔ اسلام آباد سے کچھ مطبوعہ کاپیاں مجھے بھجوائی گئی ہیں اور میں نے احباب کو دے دیں ہیں۔ سب پڑھ کر آپ کی تعریف کرنے لگے۔ آپ جب حیدرآباد آئیں تو اطلاع دیں تاکہ ملاقات ہو۔ میمنی صاحب کے متعلق کافی کچھ اور مواد ہے جو آپ دیکھ سکتے ہیں[۲]۔ امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

15-01-2008

---

۱ یہ جملہ بلوچ صاحب کی عظمت کردار اور خُرد نوازی کی دلیل ہے۔

۲ علامہ میمن سے متعلق تمام مواد مذکورہ بالا کتاب میں شامل کر دیا گیا۔

(۱۷)

تاریخ: 31-1-2008

محترم و مکرم محمد راشد شیخ صاحب سلمہ اللہ

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا کرم نامہ مورخہ 17-01-2008 موصول ہوا آپ کی مصنفہ کتاب کافی مقبول ہوئی ہے[۱]۔ بعض احباب نے مجھ سے رجوع کیا اور دس نسخے منگوا کر پیش کر دیے گئے۔

۲۔ یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ علی گڑھ کے اساتذہ سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ آرزو صاحب[۲] کو اور یونیورسٹی کتاب خانے کو کتابیں تحفہ کے طور بھیجنا چاہتا ہوں اگر کوئی راستہ نکل آئے۔

۳۔ انگریزی میں ضخیم کتاب ہے وہ شاید میں نے آپ کو دی تھی۔ سندھ کے فارسی شعراء پر کتاب اب مقتدرہ اسلام آباد نے چھاپ دی ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو دی یا نہیں۔ آپ آئیں گے تو معلوم ہوگا۔

۴۔ میرے یہاں کچھ مواد ہے جس سے دو کتابیں شایع ہو سکتی ہیں:

الف: اساتذہ اور علماء کے خطوط (اُردو میں) [۳]

ب: میرے اپنے تحقیقی مقالے اور تحریریں (اُردو میں) [۴]

جو حضرات علمی ادبی ذوق رکھتے ہیں اور فعال ہیں کہ کام کر سکتے ہیں جیسے کہ آپ، ان کو کام کرنا ہی ہوگا۔ ملازمت ایک سہارا ہے۔ مصروفیت سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں [۵]۔

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ میری صحت دن بدن گرتی جا رہی ہے۔ جوانی اور اب کا فرق۔

كُنتُ أمشِي و لستُ أعيٰ

صِرت أعيٰ و لست أمشي [٦]

(صقلی مرحومہ کا شاعر)

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[۱] راقم کی تالیف ''ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔ شخصیت اور فن'' کی جانب اشارہ ہے۔

[۲] ڈاکٹر مختار الدین احمد سابق صدر شعبہء عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

[۳] یہ تمام مقالات اب 'گلشن اردو' میں شامل ہیں

[۴] ان خطوط کا ایک حصہ بلوچ صاحب کی عنایت سے راقم کو مل چکا ہے جن پر کام جاری ہے۔

۵ے راقم نے بلوچ صاحب کو خط میں لکھا تھا کہ ملازمتی مصروفیات کی بنا پر علمی و تحقیق کاموں کے لیے وقت نہیں ملتا۔ اس کے جواب میں یہ نصیحت آمیز فقرے لکھے۔

۶ے یہ شعر صقلیہ (یعنی سسلی) کے ایک عرب شاعر کا ہے، ترجمہ:

(۱۸)

تاریخ: 11-5-2008

محترم محمد راشد

السلام علیکم

آپ کا خط موصول ہوا اور جناب حکیم صاحب ۱ے کے ٹیلی فون نمبر سے آگاہی ہوئی۔ جب کراچی کا پروگرام ہوا تو آپ کو تکلیف دوں گا اور ساتھ مل کر چلیں گے۔

مرحوم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ۲ے کے دو خط مل گئے ہیں جو آپ کے ریکارڈ کے لیے بھیج رہا ہوں۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱ے حکیم صاحب سے مراد حکیم سید محمود احمد برکاتی صاحب ہیں۔

۲ے ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۱۹۰۸ء۔۲۰۰۲ء) کے حالات اور خدمات کے لیے ملاحظہ فرمائیں ''ڈاکٹر محمد حمید اللہ'' از محمد راشد شیخ، المیزان پبلشرز فیصل آباد، ۲۰۰۳ء۔

(۱۹)

محترم شیخ محمد راشد صاحب

السلام علیکم

آپ اُردو میں تحریروں اور مقالات کو مرتب کرنے کی فکر میں تھے۔ اس سلسلے میں مزید کچھ معلوم نہیں ہوا۔ امید ہے کہ آپ مطلوبہ مواد کو دستیاب کر چکے ہوں گے! ۔ میں نے اپنا ذخیرہ آپ کو بھیج دیا تھا مگر کچھ تحریریں حال ہی میں کتابوں کے ذخیرے سے ملی ہیں اور وہ یہ ہیں:

-- بلوچستان کی تاریخ اور بلوچی معاشرے کا ایک غیر مطبوعہ مآخذ (مطبوعہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، ہمدرد فاؤنڈیشن، جنوری ۱۹۹۰ء)

-- موجودہ نظامِ تعلیم (مطبوعہ ہفت روزہ اسلامک ٹائمز، اسلام آباد، ۴ ستمبر ۱۹۸۳ء۔

-- نظریاتی مملکت میں ادیب کا کردار (روئداد افتتاح اور قومی ادبی مذاکرہ، ۱۱-۱۲، اپریل ۱۹۷۹ء، اسلام آباد)۔

-- پاکستانی ثقافت کے مسائل (T.V Karachi پر تقریر اور مکالمہ ۱۹۷۵ء)

-- ایک سچے محبِّ وطن اور محبوب شخصیت کے مالک مرحوم ممتاز حسن (مقالہ)

-- صدارتی خطاب، گولڈ جوبلی جشن ریڈیو حیدرآباد، ۷۔ جون ۱۹۹۸ء۔

-- قیامِ پاکستان کے بعد سندھی ادب کا فروغ (مذاکرہ میں کلیدی خطاب)

-- ابن بطوطہ کا سفرنامہ اور اس کے گمنام گوشے (مقالہ)

-- بعض فائیلوں میں خطوط ہیں، قبلہ استاد المیمنی کو میں نے ۱۹۴۶ء میں خط لکھا جو ''مسلم یونیورسٹی گزٹ'' (علی گڑھ) میں شائع ہوا، وہ موجود ہے۔ بعض دوسرے فضلاء کے خطوط بھی منسلک ہیں۔

-- ''ایّامِ گڑھ'' (مضمون ہے جو علی گڑھ میگزین ۹۷-۱۹۹۵ء میں شائع ہوا)

-- شاہ عبداللطیف پر دو تین مقالات

ان مطبوعات میں سے بعض آپ کے پاس ہوں گی۔ جس کی ضرورت ہو وہ لکھیں تا کہ بھجوادوں۔ علاوہ ان کے دو آراء ہیں جو اہمیت سے خالی نہیں۔

۱۔ سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن نے معارف ۲ (لکھنؤ) میں میرے متعلق ایک پیرا گراف لکھا ہے۔

۲۔ سیّد معین الرحمٰن نے، دیوان غالب ۳ کے اپنے ایڈیشن میں میری رائے کو نقل کیا ہے۔

-- اگر مناسب ہو تو کتاب کا نام ہو۔

گلشنِ اُردو

ڈاکٹر بلوچ کی اُردو تحریریں اور مقالات

اور کوئی بہتر نام ہو تو لکھیں

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

۱ کتاب ''گلشنِ اُردو۔ ڈاکٹر بلوچ کے اُردو مقالات دیگر تحریریں'' کی خاطر راقم الحروف نے ذاتی کوشش سے متعلقہ مواد حاصل کیا۔ بقیہ تحریروں کے لیے بلوچ صاحب سے رہنمائی طلب کی تھی۔

۲ سابق ناظم دارالمصنفین اعظم گڑھ، سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن نے ماہنامہ معارف اعظم گڑھ بابت ۱۹۸۴ء کے شذرات میں بلوچ صاحب کا ذکر نہایت بلند الفاظ میں کیا تھا۔ ان کی تحریر درج ذیل ہے:

''جناب نبی بخش بلوچ پاکستان کی دو یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر رہ چکے ہیں۔ سندھی، اردو اور انگریزی زبانوں کے بڑے ممتاز مصنف ہیں۔ وہ حکومت کے ہر کام کو بڑی خوش سلیقگی سے انجام دینے کے لیے مشہور ہیں۔ ان کی علم دوستی، پاکیزگیِ نفس اور ضرورت کے وقت دست گیری کے حسنِ اخلاق

سے عرصہ سے متاثر ہوں۔وہ دارالمصنفین کے محسنوں میں سے ہیں۔انھوں نے بھی ایک شام چند دوستوں کے ساتھ اپنے یہاں مدعو کیا۔ان کی یہ دعوت علم وادب کی بزم بن گئی ۔رخصت کرتے وقت 'چچ نامہ' کا انگریزی ترجمہ اور اسلام آباد میں جو سائنس کانگرس ہوئی تھی،اس میں پیش کیے جانے والے مقالات کی کئی ضخیم جلدیں پیش کیں۔''

رسالہ 'معارف' ابتدا سے اعظم گڑھ سے شایع ہوتا ہے۔لکھنو سہو قلم ہے۔

۳۔ ڈاکٹر سیّد معین الرحمٰن نے اپنے مرتبہ دیوانِ غالب (نسخۂ خواجہ) میں بلوچ صاحب کی رائے بھی شامل کی تھی۔

(۲۰)

تاریخ: 31-7-2008

شیخ محمد راشد صاحب

سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کراچی میں آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔دو آراء جن کا مجھ سے تعلق ہے ان کے عکس بھیج رہا ہوں۔شاید آپ کو مقدمہ لکھنے میں کام آئیں۔

ممتاز حسن[۱] مرحوم پر میں نے ایک مختصر مضمون لکھا تھا۔شاید کراچی میں آپ کو دے دیا تھا۔

جناب حکیم برکاتی صاحب[۲] کو میری طرف سے سلام۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱؎ ممتاز حسن مرحوم (۱۹۰۷ء۔۱۹۷۴ء) پر بلوچ صاحب کا مضمون 'گلشن اردو' میں شامل ہے۔قبل ازیں یہ مضمون روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲۲ر ستمبر ۲۰۰۲ء میں شایع ہو چکا تھا۔

۲؎ حکیم سیّد محمود احمد برکاتی صاحب سے بلوچ صاحب کی ملاقات کا انتظام راقم نے کیا تھا۔

(۲۱)۱؎

تاریخ ندارد

محمد راشد محترم

السلام علیکم

یہ تین مضامین بھیج رہا ہوں۔آپ ان کو دیکھیں اور ایڈٹ کر کے بھیجیں۔شاید پہلے ہی آپ کے ہاں موجود ہوں:

۱۔ امریکہ سے استاذ المیمنی کو خط ۱۹۴۶ء

۲۔ کلاسیکی بلوچی شاعری کے منتشر ذخیرے کو جمع کرنے کی ضرورت، ۱۹۸۸ء

۳۔ موجودہ نظام تعلیم۔۱۹۸۳ء

امید ہے کہ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

موصولہ 9-8-08

۱؎ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔وصولی کی تاریخ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ۶ یا ۷، اگست ۲۰۰۸ء کو لکھا گیا۔

۲؎ بلوچ صاحب کا علامہ میمن کو امریکہ سے یہ خط ہفت روزہ مسلم یونیورسٹی گزٹ میں شایع ہوا اور اس کتاب موجود ہے۔

(۲۲)

عزیزم محمد راشد صاحب

السلام علیکم

''فرائیڈے اسپیشل'' (1۔14 اگست) ملا ہے جس میں محترم ملک احمد نواز اعوان صاحب نے میرے متعلق آپ کی کتاب پر تبصرہ کیا ہے [۱]۔ میں اس کو پڑھ کر خوش ہوا ہوں۔ طور توازن اور اسلوب بیان قابل داد ہے۔ میری طرف سے اُن کا شکریہ۔

ایک اور مسودہ ابھی ملا ہے۔ یہ کراچی T.V پر میری تقریر ہے۔ اس کو ایڈٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ تقریر 'ثقافت' کے موضوع پر ہے۔ [۲] اور غالباً 1975ء میں ضیاء جالندھری صاحب نے اس کا اہتمام کیا تھا۔

امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

موصولہ 18-8-08

---

[۱] ملک نواز احمد اعوان صاحب نے ہفت روزہ فرائیڈے اسپیشل کراچی بابت ۸، اگست ۲۰۰۸ء میں راقم کی تالیف ''ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔ شخصیت اور فن'' پر تبصرہ لکھا تھا۔ اشارہ اسی جانب ہے۔

[۲] یہ تقریر اور سوالات وجوابات ''گلشن اُردو۔ ڈاکٹر بلوچ کے اُردو مقالات ودیگر تحریریں'' مرتبہ محمد راشد شیخ میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

(۲۳)

تاریخ: 17-10-2008

عزیزم محمد راشد سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ وعید مبارک!

سندھ یونیورسٹی سے C.D کے ذریعہ مواد بھیجا گیا جس کی واپسی کا انتظار ہے [1]
ہوسکتا ہے کہ جو بجٹ اس کتاب کی طباعت کے لیے رکھا گیا وہ کسی دوسرے کام میں لگا دیا جائے [2] ۔سب مواد آپ کے پاس ہے۔ البتہ دو مضامین جو مجھے اپنے کاغذوں سے دستیاب ہوئے ہیں وہ بھیج رہا ہوں تاکہ شامل ہوسکیں۔ آپ کی محنت و محبت سے یہ کام ہورہے ہیں اور امید ہے کہ پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] کتاب ''گلشنِ اُردو۔ ڈاکٹر بلوچ کے اُردو مقالات و دیگر تحریریں'' کی کمپوزنگ حیدرآباد میں ہورہی تھی اور راقم کراچی میں۔ اس دوران کافی الجھنیں پیش آئیں۔

[2] بجٹ کی رقم کتاب پر ہی خرچ کی گئی۔

(۲۴)

محترم محمد راشد سلامت باشد

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ:

سندھ یونیورسٹی ریسرچ سینٹر میں سے محترم ایاز چنا [1] سے معلوم ہوا کہ آپ کی طرف سے ان کو تاکید سے لکھا گیا ہے کہ یہاں سے سب کام صحیح کر کے بھیجیں۔ تین روز ہوئے کہ میرے پاس آئے تھے۔ اُردو مضامین جملہ عدد ۲۹ انھوں نے کمپیوٹر پر ٹائپ

کروا لیے ہیں مگر صفحات کتاب کی صورت میں نہیں ہیں۔ میں نے ان کو ہدایت کی کہ یہ سب مواد آپ تک پہنچائیں۔ لیکن اندازہ ہوا کہ کافی تاخیر ہو رہی ہے۲۔ آپ پھر سے ان کو لکھیں اور مواد کا تقاضا کریں۔ کتاب کا نام کیا ہوگا؟

۲/ مجھے محترم ڈاکٹر مختار الدین آرزو (علی گڑھ) کے گھر کا پتہ چاہیے۔ اگر معلوم ہو تو فوری طور پر بھجوا دیں۔ ممنون ہوں گا۳۔

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

(تاریخ) وصولی 1-1-2009

۱۔ ایاز چنا صاحب پاکستان اسٹڈی سینٹر، سندھ یونیورسٹی میں افسر مطبوعات Publication Officer ہیں۔

۲۔ تاخیر کی اصل وجہ وہی تھی جو گزشتہ خط کے حواشی میں لکھی گئی۔ اس کے علاوہ ناقص کمپوزنگ اور بار بار تصحیح کی بنا پر بھی تاخیر ہوئی۔

۳۔ ڈاکٹر مختار الدین صاحب آرزو، بلوچ صاحب کے استاد بھائی اور علامہ عبدالعزیز میمن کے نامور شاگرد تھے۔ ان کے نام بلوچ صاحب کے خطوط پیش نظر کتاب میں شامل ہیں۔ ان کا پتہ فراہم کر دیا گیا۔

(۲۵)

تاریخ: 6-1-2009

محترم محمد راشد صاحب سلمہ اللہ

سلام و رحمت!

آپ کا خط ملا، میں نے آرزو صاحب کو اپنا خط بھیج دیا ہے۔ یہ مرحوم ڈاکٹر نذیر احمد[1] کی وفات کے سلسلہ میں لکھا گیا۔ آرزو صاحب نے مرحوم کی سوانح پر ایک تفصیلی مضمون لکھا ہے جو اسلام آباد سے کسی مخزن میں چھپا ہے[2]۔

۲/ مسٹر چنا کو میں نے تاکید سے کہا تھا کہ آپ کو C.D وغیرہ بھیج دیں۔ کل انھوں نے بتایا کہ مواد بھیج دیا گیا ہے۔ اس میں مضامین کی مجوزہ ترتیب بھی شامل ہے۔ اگر اس کو اختیار کریں تو بہتر ہوگا۔ مگر جو ترمیم مناسب سمجھیں وہ کر دیں۔ آپ نے خط میں جو ترتیب لکھی ہے وہ بھی اچھی ہے لیکن میں سندھ یا دیگر عنوانات کے تحت مضامین کو تقسیم کرنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں[3]۔

امید کہ آپ بخیر ہوں گے۔ آپ کی طرف سے جب مواد واپس آئے گا تو پریس میں بھیج دیں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

نوٹ: خط وکتابت کے سلسلے میں مواد جو باقی میرے پاس ہوسکتا ہے اس کو یکجا کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں تو یہ مواد آپ کو دے چکا ہوں۔

---

[1] ڈاکٹر نذیر احمد مرحوم برصغیر کے نامور فارسی داں اور سابق صدر شعبۂ اُردو فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ آپ کا انتقال ۱۹، اکتوبر ۲۰۰۸ء کو علی گڑھ میں ہوا۔

[2] ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب کا یہ مضمون ماہنامہ اخبار اُردو اسلام آباد بابت دسمبر ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا۔

[3] مسٹر ایاز چنہ، افسر مطبوعات پاکستان اسٹڈی سینٹر، سندھ یونیورسٹی۔

۴ بلوچ صاحب کے مشورے کے مطابق ترتیبِ مضامین میں ضروری تبدیلی کی گئی۔

(۲۶)

تاریخ: 17-5-2009

محترم محمد راشد شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اُردو ''مضامین'' پر مشتمل کتاب کی ناقص کمپوزنگ کی وجہ سے دوبارہ پروف پڑھنے پڑے۔[۱] کام ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ اس کتاب کا مقدمہ ہمارے وائس چانسلر نے لکھا ہے لہٰذا آپ کی تصریحات کو 'عرضِ حال' کے عنوان کے تحت میں نے اختصار سے شامل کرلیا ہے۔

لاہور سے کوئی صاحب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے خطوط اور مواد مانگ رہے ہیں[۲] آپ ان کا دوسرا خط (جو میں اس خط کے ساتھ شامل کررہا ہوں) پڑھ لیں۔ انسائیکلوپیڈیا کا ادارہ شاید اس مواد کو بہتر طریقے پر استعمال کرے۔ کچھ مواد آپ کو دے دیا تھا۔ آپ ان سے براہِ راست خط وکتابت کریں تو بہتر ہوگا۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

۱ ناقص کمپوزنگ کی وجہ سے راقم کے علاوہ بلوچ صاحب کو بھی کتاب ''گلشنِ اُردو:'' کی کئی مرتبہ Proof Reading کرنی پڑی۔

۲ یہ مواد بلوچ صاحب کو واپس بھجوادیا گیا۔ جن صاحب کا خط میں ذکر ہے وہ برسوں سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم پر مواد جمع کررہے ہیں لیکن تادمِ تحریر اب تک کتابی شکل میں کوئی چیز شائع نہ کرسکے۔

بنام
عزیز الحق قریشی[1]

(۱)

بلا تاریخ

محترم عزیز الحق صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مراسلہ نمبرNFE/MEC/2001/118 مؤرخہ 20-02-2001 موصول ہوا۔ ممنون ہوں کہ یاد فرمایا۔ میرے پاس سندھ مدرسہ کراچی/سندھ مسلم کالج میں قائداعظم کی تشریف آوری کا فوٹو محفوظ ہے جو اصل فوٹو کا 'بلواپ' ہے یعنی بڑی سائز میں ہے۔ اگر کبھی لاہور آیا تو لے آوں گا۔ تحریک کے سلسلے کا ایک فوٹو شہر نیویارک میں جشن پاکستان ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کا جو ہم نے پاکستانی طلبہ ایسوسی ایشن کی طرف سے منایا۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] چیف کوآرڈینیٹر برائے تقریبات سالِ قائداعظم، نظریہء پاکستان فاؤنڈیشن لاہور

(۲)

بلا تاریخ

محترم عزیز الحق قریشی صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے مراسلات موصول ہوئے۔ قائداعظم کے سال 2001ء کا پروگرام ہم سال قائد کیسے منائیں اور قائد کی خوش نما تصویر کا پیکیج حوصلہ افزا ہے اور فاؤنڈیشن کی آئندہ کوششوں کا پیش خیمہ۔ آپ نے فاؤنڈیشن کے مساعی جمیلہ میں جان ڈال دی ہے اور امید کہ یہ ولولہ سال بھر قائم رہے گا۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے قائداعظم پر لیکچر دینے کے لیے مدعو فرمایا ہے۔ لیکچر کا معیار اونچا ہوتا ہے، سطحی باتوں سے کام نہیں چلے گا اور میں محض لیکچر دینے کا عادی نہیں ہوں۔ میں لاہور آیا تو آپ سے ملوں گا اور کبھی موقعہ ملا تو امریکا میں طالب العلمی کے زمانہ میں (۱۹۴۶-۱۹۴۹) پاکستان کے لیے اپنی کوششوں کی کہانی سناؤں گا۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

بنام

علامہ محمد اجمل مزاریؒ

۲۷؍صفر ۱۴۲۲ھ

۲۲؍مئی ۲۰۰۱ء

محترم المقام علامہ محمد اجمل خان مزاری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا فاضلانہ کرمنامہ مؤرخہ 15-5-2001 موصول ہوا اور ساتھ ہی ماہنامہ مرحبات کا شمارہ اپریل۔ مئی 2001۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا۔ جناب سیّد انیس شاہ صاحب مرحبات کے سرپرست ہیں۔ ماشاءاللہ ۔وہ میرے بھی سرپرست اور کرمفرما ہیں لہٰذا میں خوش بخت ہوں کہ وہاں پر آپ احباب راقم کو دعائے خیر میں یاد کرتے ہیں۔ یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ مرحبات کا جون کا شمارہ خواجہ غلام فریدؒ سے مختص کرنے والے ہیں۔ خواجہ صاحب اپنے سرائیکی کلام میں نئے دور کے ملک الشعراء ہیں۔ ان کا سندھی کلام بھی دلپذیر ہے اور اس سے سندھی سرائیکی کا رشتہ مضبوط ہوا ہے۔ خواجہ صاحب سے پہلے خلیفہ نبی بخش صاحب اور حمل خان لغاری دونوں سندھی اور سرائیکی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ مولانا لطف علی نے اپنے متفرقہ ابیات اور سیفلنامہ میں سرائیکی زبان اور بیان کو چار چاند لگا دیے۔ ان کی جادو بیانی بے مثال ہے یہ چاروں ہستیاں سرائیکی زبان کے شعری ادب کے معمار ہیں۔

آپ نے اپنے ماہنامہ کا نام مرحبات رکھ کر سرائیکی اخلاقیات کے ایک بڑے معیار کو آشکار کر دیا ہے۔ مجھے خوشی ہوگی اگر آپ ہماری رہنمائی کے لیے لــج و مرحبات کے لغوی معنوں اور سماجی مفہوموں پر مشتمل ایک تفصیلی مقالہ لکھیں۔

آپ حیدرآباد آئیں گے تو مل کر خوشی ہوگی البتہ میں صحرانورد ہوں لہٰذا مجھے پہلے خط لکھ کر آگاہ کریں۔ صبح کو ۱۰ بجے کے بعد ۱۲ بجے تک میں احباب سے ملنے کے لیے اپنے آپ

کو فارغ رکھتا ہوں۔

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

سلام احباب کو

مخلص

نبی بخش

۱؎ علامہ محمد اجمل لغاری معروف علمی شخصیت مقیم بھونگ (نزد صادق آباد)

بنــام

محمد صادق قصوری[1]

۱۸رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

۶ر اکتوبر ۲۰۰۱ء

محترم ومکرم جناب محمد صادق قصوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد: آپ نے یاد فرمایا۔ میں ممنون ہوں۔ ''جہانِ امیر ملت'' کا تحفہ موصول ہوا ہے اور میرے سامنے ہے۔آپ نے حوالہ جات دے کر اس کو محققانہ انداز میں مرتب کیا ہے۔ تصدیق وتعین سے پڑھنے والے کی تسلی وتشفی ہوتی ہے۔افضل بات یہ کہ آپ بڑی محبت ومحنت سے بزرگوں کی ملت اسلامیہ کے لیے والہانہ خدمات کے خدوخال روشن کررہے ہیں۔آپ نے اس طباعت کے شروع میں میرے ایک نیاز نامہ کو شایع کر دیا ہے۔ یہ آپ کی شفقت ہے۔ میں اتنے بڑے شرف کے قابل نہیں ہوں۔خود کو ''یحملون اسفارا'' والے گروہ میں پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہماری کوتاہیوں پر رحم فرمائے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] ناظم، مرکزی مجلس امیر ملت پاکستان، برج کلاں، ضلع قصور

بنـــام

طاہر محمود کوریجہ[1]

۱۲/نومبر ۲۰۰۱ء

فاضل محترم جناب طاہر محمود کوریجہ صاحب

السلام علیکم

خواجہ صاحب کے دیوان کی نئی اشاعت کا اہتمام مبارک ہو۔ معلوم ہوا کہ آپ اس اشاعت کے استقبال کے سلسلے میں راقم کو بھی یوسف کی خریداری کا شرف دینے کے خواہاں ہیں۔ حسب رضا چند کلمات ملفوف ہیں۔

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

غور طلب:

کافی نمبر ۱۷۳ کا پہلا مصرعہ اس طرح لکھا ہوا ہے:

نہ تو لہا ٹانگ سنداری میں من تاری تے نیں باری

آپ کے یہاں شاید 'من تاری' بولتے ہیں۔ غالباً صحیح 'اَن تاری'

---

[1] طاہر محمود کوریجہ۔ معروف علمی و سیاسی شخصیت مقیم شیدانی شریف (نزد لیاقت پور)۔ انھوں نے خواجہ فرید پر عمدہ علمی و تحقیق کام کیا ہے

بنـــام
فیصل احمد بھٹکلی ندوی[1]

تاریخ: ۱۔ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

۱۲۔ جون ۲۰۰۲ء

محترم المقام فیصل احمد بھٹکلی ندوی صاحب مدظلہ العالیٰ

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا کرمنامہ مورخہ ۱۳/۳/۱۴۲۳ھ کل ڈاک میں محمد راشد صاحب کے خط کے ساتھ موصول ہوا۔ آپ نے جو دریافت فرمایا ہے اس کے متعلق بکھرا ہوا مواد موجود ہے سردست جو کچھ معلوم ہے لکھ رہا ہوں تا کہ آپ کو وقت پر کام آ سکے۔

☆ پہلے مخدوم محمد۔ محمد نام کے ایک سے زیادہ علماء گزرے ہیں لیکن ٹھٹھ کا کوئی عالم بنام محمد معروف نہیں۔ آپ کی نقل کردہ عبارت "**قال الفاضل العلامة المخدوم محمد التهتائی**" (کذا) سے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں "التھٹائی" تحریف ہے الٹرپٹائی کی۔ مخدوم محمد درسگاہ ٹرپٹ (موجود تعلقہ سیوہن، ضلع دادو، سندھ) کے بانی اور جید عالم تھے۔ اپنے معاصروں میں مشہور معروف تھے۔ مکان 'ٹرپٹ' (Tripat) کی نسبت سے 'الٹرپٹائی' ہوئے۔ بعینہ یہی عبارت "**قال الفاضل العلامه المخدوم محمد الترپتائی**" یہاں کے بعض بیاضوں میں میری نظر سے گذری ہے ان کا زمانہ بارہویں صدی کا آخر تا نصف تیرہویں صدی ہجری تک کا ہے۔

☆ مولانا عبدالرحیم ٹھٹوی بھی معروف ہے۔ لیکن ٹھٹھ میں ایک سے زیادہ عبدالرحیم

ہوئے۔ 'کوٹ عالمؔ' (سندھی، کوٹ عالمو Kote Alimo) کے بھی مولانا عبدالرحیم تھے۔ 'کوٹ عالمو' حیدرآباد ضلع کے شہر ٹنڈو محمد خان اور ٹھٹہ ضلع کے شہر سجاول کے بین بین ہے۔ یہاں کے سادات علماء مشہور ہیں۔

☆ مخدوم عبدالرسول چوٹیاری (موجودہ ضلع سانگھڑ) کی درسگاہ کے استاذ اور اس درسگاہ کے علماء کے قبیلے میں سے تھے۔ درسگاہ چوٹیاری کے بانی مخدوم محمد مبین تھے جو ۱۱۹۶ھ میں فوت ہوئے۔ لیکن عبدالرسول نام کے دو عالم ہوئے ایک عبدالرسول الاول بن میاں عبدالولی اور دویم الاستاذ عبدالرسول جو کتابوں کی نسبت سے کتابی کہلائے گئے یہ تیرھویں صدی کے عالم تھے۔

☆ مخدوم محمد ابراہیم بن مخدوم عبداللطیف بن مخدوم محمد ہاشم سنہ ۱۱۶۲ھ میں شہر ٹھٹہ میں تولد ہوئے۔ اپنے والد کے ہاں تعلیم پائی۔ عمر کا پہلا حصہ ٹھٹہ میں گزارا۔ بعد میں ہجرت فرما کر پڑوسی ملک کچھ میں مڈئی بندر میں مقیم ہوئے اور وہیں پر سنہ ۱۲۲۵ھ میں فوت ہوئے عالم اور فقیہ تھے۔ معارف سے زیادہ مسائل پر توجہ فرمائی اور استفسار مسائل کے جواب میں رسائل لکھے۔ ایک چھوٹا سا رسالہ "الجفر الجعفری" (عربی) علم جفر پر لکھا جو علمی اعتبار سے جامع ہے۔ سلوک میں طریقۂ نقشبندیہ کے عارف تھے۔

مسائل میں مخدوم ابراہیم کا ایک رسالہ اس موضوع پر ہے جس کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ اس کا تاریخی پس منظر یوں ہے کہ بارہویں صدی میں سندھ اور جودھپور۔ مارواڑ، دو پڑوسی حکومتیں تھیں۔ سندھ کا حکمران عباسی خاندان میں سے عبدالنبی تھا جو ضعیف و ظالم تھا اور اپنے بلوچ امراء سے خوفزدہ ہو کر ان کو مروانا چاہتا تھا۔ اس نے جودھپور کے راجہ بجے سنگھ سے مدد مانگی اور راجہ نے یہ موقع غنیمت جان کر عبدالنبی کو پیش کش کی کہ وہ اپنے آدمی بھیج کر وزیر اعظم میر بجار خان ٹالپور کو قتل کروائیں گے بشرطیکہ سندھ کا علاقہ عمرکوٹ اس کو دے دیا

جائے۔ عبدالنبی نے مان لیا اور بجے سنگھ نے دو عیار سفارتکار بنا کر بھیجے جنھوں نے مخفی سفارت کے بہانے میر بجار خان کو اکیلا پا کر مار ڈالا۔ عبدالنبی نے اس خدمت کے عوض عمرکوٹ کا علاقہ بجے سنگھ کو دے دیا۔

بعد میں ٹالپور قبیلے کے بلوچوں نے میر بجار خان کے بھتیجے فتح علی خان کی سرکردگی میں عبدالنبی کو میدان جنگ میں شکست دے کر سندھ پر اپنی حکمرانی قائم کردی۔ جودھپور کا راجہ بلوچ حکمرانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہا تا آنکہ سنہ ۱۲۲۸ھ میں بلوچوں نے جودھپور کی فوج کو شکست دے کر عمرکوٹ پر قبضہ کرلیا۔ اس سے قبل سندھ اور جودھپور کے سرحدی علاقے میدان جنگ بننے کی وجہ سے سندھ کے امیروں نے سرحد پر بلوچوں کے جنگجو قبائل کو متعین کردیا اور کھوسہ قبیلے کے جنگجو فوجیوں نے جودھپور کے حدود میں زوردار حملوں کا سلسلہ جاری رکھا۔

اس وقت اس مسئلے پر فقہی بحث شروع ہوئی۔ مخدوم محمد ابراہیم سے استفسار کیا گیا کہ کھوسہ بلوچ جودھپور کے حدود میں حملوں کے دوران مرنے والوں کی عورتیں اور مال و متاع لے آتے ہیں، آیا یہ مال مالِ غنیمت ہوگا اور عورتیں غلام مانی جائیں گی یا نہ؟ جواب میں مخدوم محمد ابراہیم نے عربی میں رسالہ بنام **دماج المغنم** لکھا اور دلائل پیش کیے کہ چونکہ حدود جودھپور دارالحرب ہیں لہٰذا مال مال غنیمت ہوگا اور قیدی غلام۔

ٹیاری کے بڑے معاصر عالم مخدوم عثمان عرف ٹھارو نے اختلاف کیا اور دونوں بزرگوں کے درمیان تحریری مناظرہ رہا۔ مخدوم محمد عثمان فقیہ اور محدث تھے۔ تحصیل علم میں دونوں کا منبع ایک تھا۔ مخدوم محمد ابراہیم نے اپنے والد مخدوم عبداللطیف سے پڑھا اور انھوں نے اپنے والد مخدوم محمد ہاشم سے پڑھا۔ مخدوم محمد عثمان نے نصرپور کے عالم مخدوم نور محمد سے پڑھا جن کے استاذ مخدوم محمد ہاشم تھے۔ مخدوم محمد عثمان ۲۰ رذی حج سنہ ۱۲۱۹ھ میں فوت

ہوئے۔

مخدوم عبدالکریم بن مخدوم محمد عثمان جید عالم تھے۔ غیور و خوددار تھے۔ ان کی درسگاہ (ٹھیاری) سے بڑے ہونہار شاگرد پیدا ہوئے۔ ٹھیاری کے مخدوم محمد بھی ان کے شاگرد تھے۔ مشہور شاعر ناطق مکرانی بھی ان کے شاگرد تھے۔ ۹، محرم ۱۲۵۹ھ میں جب انگریزوں نے سندھ پر قبضہ کرلیا تو 'جہاد کا فتویٰ' دیا۔ فرمایا کہ ہم فرنگیوں کو دیکھ نہیں سکتے اور بڑھاپے کی وجہ سے لڑ نہیں سکتے لہٰذا آج ہجرت!! دوسرے سال مکہ شریف میں فوت ہوئے۔

سیّدی قبلتی ومولائی — خرم من سیة الی اللّٰہ
ما نال مقصدا أقصیٰ — ادرکہ داعیا من اللّٰہ
قیل فی قورۃ بدء خرج — قد وقع اجرہ علی اللّٰہ

امید ہے کہ اس سے کچھ آپ کی تشفی ہو جائے گی۔

دعا فرماویں۔

واللہ ھو المستعان. وعلیہ التکلان

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱؎ مولانا فیصل احمد بھٹکلی ندوی، استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو، مصنف 'تحریک آزادی میں علماء کا کردار۔ ۱۸۵۷ء سے قبل'۔ موصوف کو اپنی مذکورہ بالا کتاب کے لیے ''سندھ دارالحرب'' سے متعلق معلومات درکار تھیں۔ یہ خط انھی معلومات پر مشتمل ہے۔

بنــــام

محمد علی[1]

۲۰/جنوری ۲۰۰۳ء

میرے کرمفرما محمد علی صاحب

السلام علیکم: ممنون ہوں کہ آپ نے اپنی تازہ فکر انگیز کتاب ''سر سیّد احمد خان اور جدت پسندی'' اپنی املاء کے ساتھ ارسال فرمائی۔ آپ نے سر سیّد کے کمالات کے ایک اہم پہلو کی نشان دہی کی ہے اور بھرپور دلائل سے اس کی تشریح۔

آپ نے صحیح طور پر فرمایا ہے کہ کافی شکست و ریخت کے باوجود، تاحال، گویا مسلمانوں نے ''فکری طور پر ترقی معکوس پر چلنے کا تہیہ کر رکھا ہے''۔ کون سے محرکات وعوامل برسرپیکار ہیں؟ یہ امر مزید تجزیہ طلب ہے۔

آپ کی یہ توضیح قابل قدر ہے کہ ''مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت اور مسلمانوں کے جداگانہ انتخابات'' کا اصول سر سیّد کی تحریک کے رہینِ منت ہیں۔ اس کا منطقی نتیجہ حصول پاکستان قرار دیا جاسکتا ہے۔ برصغیر کے حالات میں یہ کامیابی ماشاءاللہ غنیمت ہے۔

لیکن باعثِ تشویش امۃ مسلمہ کا مستقبل ہے۔ بین الاقوامی سطح پر اس سکڑتی ہوئی دنیا میں انفرادیت اور علیحدگی کے اصول کے حدود کا تعین کرنا ضروری ہے۔ اور یہ بھی سوچنا ضروری ہے کہ اصولِ علیحدگی کو ماننے اور پروان چڑھانے والا معاشرہ آئندہ کی کامیابیوں میں کہاں تک سبقت لے سکے گا۔ 'رَبّ العَـالمین' کے عالم میں انفرادیت اور جامعیت کے ارتقائی عوامل کا رخ کس طرف ہے؟

سوچنا ہے کہ مسلمانوں میں انفرادیت اور علیحدگی کے رجحانات تو ان کے زوال کا باعث نہیں بنے! کرۂ ارض پر ہر ملک و مملکت میں مسلمانوں کو دوسروں کے ساتھ مل کر رہنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں لہٰذا ضروری ہے کہ مسلم معاشرے میں سب کے ساتھ مل کر رہنے کی

توفیق اور خوداعتمادی پیدا کی جائے۔ مکافات عمل کی اس دنیا میں محنت و مشقت سے زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی جائے۔

اب تو دنیا بھر کے براہمہ مسلمانوں کو 'لوکاسٹ' بنا کر علیحدہ کرنے کے درپے ہیں۔ مسلمانوں کی نجات یقینی طور پر علیحدگی اور Isolatinism میں نہیں۔ یہ گفتگو ایک ہی سمت میں ہوگئی۔ معاف فرمائیں۔ کتاب کی تصنیف و اشاعت پر مبارکباد!

مخلص

نبی بخش بلوچ

ل مصنف 'سرسیّد احمد خان اور جدت پسندی'

بنــام

میر چاکر خان

(۱)

۲۴ر مئی ۲۰۰۳ء

برادر محترم میر چاکر خان سلمہ الرحمان

السلام علیکم: ماہنامہ بلوچی دنیا، مئی ۲۰۰۳ء، موصول ہوا جس میں عظیم قومی ہیرو شہید دریا خان کی یاد میں سیمینار کا ذکر ہے۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا اور یہ شمارہ بھجوا دیا۔

جداگانہ اپنی طرف سے ہدیہ بذریعہ منی آرڈر بھیج رہا ہوں۔ مدت ہوئی ہے ملتان کو دیکھے ہوئے۔ ممکن ہے کہ کوئی بہانہ بن جائے اور آپ سے ملتان ہی میں ملاقات ہو جائے۔

سلام سب احباب کو۔

مخلص

نبی بخش

(۲)

۲۳ر نومبر ۲۰۰۸ء

محترم چاکر خان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ ماہنامہ 'بلوچی دنیا' باقاعدگی سے شایع کر رہے ہیں جو ایک بڑی خدمت ہے۔ حال میں اکتوبر ۲۰۰۸ء کا شمارہ موصول ہوا ہے۔ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ صفحہ ۲۶ پر آپ نے ڈائریکٹر جنرل آثار قدیمہ پنجاب کی توجہ دلائی ہے کہ چاکر اعظم کے مقبرہ کی تزئین و آرائش کا کام ہونا چاہیے۔ یہ صحیح مطالبہ ہے۔ چاکر اعظم کا اس زمانے میں سبّی چھوڑ کر پنجاب جانا اور وہاں پر رہنا پنجاب کے لیے تاریخی طور پر باعث فخر ہے۔

میں عرض کروں کہ ۱۹۵۶ء میں یونیسکو کی طرف سے مجھے مغربی پاکستان کی ثقافت

کے بارے میں رپورٹ لکھنے کو کہا گیا۔ اس وقت مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ چاکر اعظم کا مقبرہ ستگھرہ کے نزدیک ہے۔ چنانچہ ۱۹۵۷ء میں میں نے ایک تحقیقی دورہ کیا اور ستگھرہ سے ہوتے ہوئے چاکر اعظم کے مقبرہ پر پہنچا۔ دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔ سکھوں کے دور میں قمر سنگھ نے اس مقبرہ کی چوٹی گرا کر چاکر اعظم اور رفقاء کی قبروں پر مٹی ڈال کر درمیان میں سکھوں کا 'ہشت پہلو' مینار تعمیر کر دیا تھا اور بقیہ کو اپنے قلعہ کا ایک برج بنا دیا تھا۔ میں نے کیمرے سے تصویر کھینچی اور آثار قدیمہ پاکستان کراچی کے ڈائریکٹر سے رجوع کیا۔ ان ہی دنوں میں غفران شاہ مولانا نور احمد خان فریدی مجھ سے حیدرآباد ملنے آئے اور میرے مہمان ہوئے۔ میں نے ان سے چاکر اعظم کے روضہ کی خستہ حالی کا ذکر کیا۔ فوٹو دکھایا اور دے دیا اور مولانا سے گزارش کی کہ وہ صوبہ پنجاب کے حکام کی اس طرف توجہ دلائیں۔ مولانا نے 'بلوچی دنیا' کے سرورق پر فوٹو چھاپ دیا۔ بالآخر آثار قدیمہ والے مان گئے اور انہوں نے 'ہشت پہلو' مینار گرایا اور کھدائی کی تو چاکر اعظم اور رفقاء کی قبریں ظاہر ہوئیں۔ اس میں خاص مدد (بقول مولانا کے) ملتان کے کمشنر لغاری صاحب نے فرمائی۔

اس کے بعد میں دوسرے بلوچ رہنما یعنی میر چاکر اعظم کے معاصر میر گہرام لاشاری کی قبر کی تلاش میں رہا ہوں اور گزشتہ تین سالوں میں آثار دیکھے ہیں اور روایات جمع کی ہیں اور اب متحقق ہوا ہے کہ یہ قبر میر گہرام کی ہے۔ میں مختصر نوٹ اور قبر کا فوٹو آپ کو بھیجنا چاہتا ہوں تاکہ آپ 'بلوچی دنیا' میں شایع کریں۔

امید ہے کہ آپ اور برادران بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

خاص گزارش کہ

۱۔ ۱۹۵۷ء کے جس ماہنامہ پر میر اعظم کے مقبرہ کا فوٹو چھپا تھا۔ وہ مہینہ لکھ کے بھیجیں

۲۔ ملتان کے لغاری کمشنر صاحب کا نام لکھ کے بھیجیں۔

بنـــام

وقار احمد زبیری[1]

۳ر ستمبر ۲۰۰۳ء

محترم و مکرم وقار احمد زبیری صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوب مؤرخہ کراچی ۲۷ر اگست ۲۰۰۳ء موصول ہوا۔ ممنون ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا۔ معذرت خواہ ہوں کہ اپنی کمزوری کی وجہ سے ۳۱ر اگست کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔ دو چھوٹی تصویریں اور موجودہ شناختی کارڈ کی کاپی ارسال خدمت ہیں۔

غنیمت کہ حکومت سندھ کارکنان تحریک پاکستان کے لیے VIP شناختی کارڈ جاری کرنے والی ہے۔ حکومت پنجاب تو چار سال پہلے کر چکی۔

گرویدہ احسان

نبی بخش بلوچ

---

[1] سابق صدر شعبۂ صحافت، کراچی یونیورسٹی

بنام
سیّد عماد الدین قادری[1]

(۱)

۱۶/ دسمبر ۲۰۰۳ء

محترم المقام سیّد عماد الدین قادری صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا کرم نامہ مورخہ ۱۵/ شوال ۲۴ھ/۱۰/ دسمبر ۲۰۰۳ء موصول ہوا اور ساتھ ہی چھ کتابوں کا گراں قدر تحفہ۔ السابقون الاولون۔ آپ نے کرم فرمائی میں سبقت کی اور مجھے گرویدۂ احسان ہونے کا شرف بخشا۔ میں ممنون ہوں۔

مرحوم ڈاکٹر حمید اللہ نے مخطوطات تراجم قرآن بلوچی و براہوی کے سلسلے میں راقم کی طرف رجوع کیا تھا۔ تلاش کی گئی لیکن ناپید تھے البتہ دونوں تراجم مدتوں پہلے چھپ چکے تھے۔

IRCICA[2] کی فہرست مطبوعات میں 'اسلام درکوریا' کا اندراج ہے (ص 207)۔ یہ کتاب اگر حاصل ہو سکے تو میں قیمت ادا کر دوں گا۔

محترمہ ڈاکٹر خالدہ حسینی نے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کی خدمات فارسی کو بڑی محنت سے اردو میں منتقل کیا ہے[3]۔ دیکھ کر خوشی ہوئی۔

اپنے دو مضامین کی کاپیاں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں، شاید آپ نے پہلے ہی دیکھے ہوں۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

۱ سیّد عماد الدین قادری اہل علم و تحقیق اور کتابوں سے محبت کرنے والے بزرگ جو آج کل کراچی کے علاقے گلشن معمار میں مقیم ہیں۔

۲ استنبول میں واقع تحقیق مرکز برائے اسلامی تاریخ، فنون و ثقافت یعنی

Research Centre for Islamic History, Art & Culter

۳ ڈاکٹر خالدہ حسینی کا یہ مقالہ 'ایشیاٹک سوسائٹی کی خدمات فارسی' کے عنوان سے جنوری ۱۹۹۷ء میں کلکتہ سے شایع ہوا۔

(۲)

۱۴/اپریل ۲۰۰۴ء

مکرمی سیّد عماد الدین قادری صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا کرم نامہ مورخہ ۱۱/اپریل ۲۰۰۴ء موصول ہوا۔ نہایت خوشی ہوئی کہ آپ جیسے بلند کردار ذمہ دار احباب ہمارے معاشرے میں باقی ہیں جو ایفائے عہد کو اہمیت دیتے ہیں۔ میں اپنی گزارش بھول چکا تھا لیکن آپ نے اس کو یاد رکھا۔ میں بیحد ممنون ہوں کہ آپ نے میری خاطر اتنی زحمت اٹھائی۔ کتاب کی قیمت، ڈاک کا خرچ اور باقی اخراجات ملا کر مجھے بذریعہ وی پی پی بھجوا دیں۔

والسلام

مخلص

نبی بخش بلوچ

(۳)

۲۹/اپریل ۲۰۰۴ء

بھائی سیّد عمادالدین قادری دامت برکاتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مکتوب مورخ ۲۶/اپریل ۲۰۰۴ء موصول ہوا اور ساتھ ہی کتابوں کا تحفہ۔ آپ نے میرے لیے کتنی زحمت گوارا فرمائی اور The Advent of Islam in Korea کتاب استنبول سے منگوا کر مجھے تحفۃً روانہ بھجوائی۔ میں آپ کا اور پروفیسر ڈاکٹر فخر محمود کا ممنون ہوں والاجر عنداللہ.

ایک تاریخی واقعے سے آپ باخبر ہوں گے کہ پہلی صدی ہجری کے آخری عشرے میں مسلمان تاجروں کے سفینوں کو ساحلِ سندھ پر برہمن راجہ ڈاہر کے اشارے سے لوٹ لیا گیا۔ فتحنامہء سندھ (چچ نامہ) کے مترجم علی کوفی نے ساتویں صدی میں اپنی رائے دے کر بتایا یہ سفینے سراندیپ (Ceylon) سے آرہے تھے۔ اس رائے کی بنا پر سندھ کی تاریخوں میں سراندیپ ہی لکھا گیا۔

۱۹۴۳ـ۴۵ء کے دوران جب میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں السند تحت سیطرۃ العرب کے موضوع پر تحقیق کررہا تھا تو مجھے ابن خردازبہ اور بیرونی وغیرہ کے حوالوں سے یہ متحقق ہوا کہ مسلمان تاجران اس وقت سیلا/السیلا/الشیلا (Shilla/Korea) میں مقیم تھے۔ ان میں سے جو فوت ہوئے ان کی اولاد کو سیلا کے بادشاہ نے حجاج کی طرف عراق روانہ کردیا۔ فتحنامہء سندھ کے نئے ایڈیشن میں جو میں نے اسلام آباد سے شایع کیا (۱۴۰۳/۱۹۸۳ء) اس میں یہ تفصیل موجود ہے (حواشی

(PP-49-56)۔

آپ کو میں نے تکلیف دی کہ کتاب The Advent of Islam in Korea منگوالیں تا کہ میں مصنف کے دلائل اور حوالوں کو دیکھ سکوں۔ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ مصنف خود Korea کے ہیں اور باخبر ہیں۔ ان کے دلائل مسلم مصنفین کے جملہ حوالوں پر محیط ہیں اور صحیح ہیں۔

والسلام

مخلص

نبی بخش بلوچ عفی عنہ

بنـــام
مشفق خواجہ[1]

۲/اگست ۲۰۰۴ء

مشفق خواجہ صاحب محترم السلام علیکم

میں ممنون ہوں کہ آپ نے رسالہ 'معربات رشیدی' کا تحفہ عنایت فرمایا۔ مبارک ہو کہ ادارۂ یادگار غالب سے اشاعت کے لیے آپ نے اس علمی کتاب کو منتخب فرمایا اور مزید مبارک باد کہ آپ نے جناب ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی[2] صاحب کو اس کے اردو ترجمے اور مزید تحقیقات کے لیے تکلیف دی۔ ان کے حواشی اور تعلیقات نے آپ کی اس اشاعت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ تحقیق کی رو سے یہ ایک مثالی ترجمہ ہے اور مشعل راہ ماضی کے متون کے تراجم کے لیے۔

نیازمند

نبی بخش بلوچ

---

[1] نامور محقق، ادیب، شاعر مصنف اور کالم نگار: پیدائش: ۱۹/دسمبر ۱۹۳۵ء۔ وفات: ۲۱/فروری ۲۰۰۵ء

[2] سابق صدر شعبہ فارسی گورنمنٹ کالج شیخوپورہ۔ حال پروفیسر فارسی جی سی یونیورسٹی لاہور۔

بنــام
الطاف حسن قریشی

سندھ یونیورسٹی

۱۱رمئی ۲۰۰۵ء

مکرمی جناب الطاف حسن صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مراسلہ 05/پائنا/415 مورخہ لاہور ۶رمئی ۲۰۰۵ء موصول ہوا اور 'پائنا'[1] کے کوائف سے آگاہی ہوئی۔ آپ نے غائبانہ مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ 'پائنا' کی صدارت سے سرفراز ہوں۔ آپ سے امیدیں وابستہ ہیں کہ آپ ملک وقوم کی خدمت میں پیش پیش رہیں گے۔ اللھم زد فزد۔

امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] پائنا یعنی Pakistan Institute of National Affairs جس کے بانی الطاف حسن قریشی ہیں

بنام

پروفیسر فتح محمد ملک[1]

۲۰ر فروری ۲۰۰۶ء

پروفیسر ملک فتح محمد صاحب
صدر نشین مقتدرہ قومی زبان
اسلام آباد

مکرمی السلام علیکم ۔ آپ کا مراسلہ مؤرخہ ۱۶ر فروری ۲۰۰۶ء موصول ہوا معہ منسلکہ نوٹیفیکیشن جس میں مجھے مقتدرہ کا ممبر نامزد کیا گیا ہے۔ میں ممنون ہوں۔ اس قومی ادارے کے مقاصد کی تکمیل کے لیے میرا آپ سے کلی طور پر تعاون رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

مخلص
نبی بخش بلوچ

---

[1] معروف محقق و مصنف اور موجودہ ریکٹر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

بنــام

ڈاکٹر نوید الظفر[1]

بلا تاریخ

محترم ڈاکٹر نوید الظفر صاحب

سلام و امن و نیا ہجری سال ۱۴۲۸ھ مبارک ہو۔

خبر نامہ ہمدرد، ماہ نومبر ۲۰۰۶ء موصول ہوا۔ آپ سب کو مبارک ہو کہ شہید محمد سعید کے تعلیم و ترقی کے ہمہ گیر پروگرام کو باقاعدگی سے چلا رہے ہو۔ محترمہ سعدیہ راشد کو مبارک صد مبارک کہ وہ اس ٹرسٹ کو احسن طریقہ پر سنبھال رہی ہیں۔

اسکول اور کالج کی طرف سے یوم باب الاسلام کی تقریب کا پڑھ کر خوشی ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں تاریخی پس منظر کے طور پر، جناب حکیم شہید کو کچھ لکھ بھیجا تھا۔ یاد تازہ ہوئی۔

میں ممنون ہوں کہ اس شمارہ (نومبر ۲۰۰۶ء) میں آپ نے راقم کو یاد فرمایا ہے۔ یہ آپ کی کرمفرمائی ہے۔

نیاز مند
نبی بخش بلوچ

---

[1] ڈائریکٹر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان

بنـــام

غازی محمد بخشؒ

۲۹/نومبر ۲۰۰۷ء

میرے کرمفرما بھائی غازی محمد بخش ادام اللہ علینا الکافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کرمنامہ ابھی ڈاک میں ملا ہے۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا۔ آپ نے گزشتہ ملاقاتوں کا ذکر کیا ہے۔ کافی وقت گزر گیا۔ حکیم محمد سعید صاحب کو آپ نے یاد فرمایا۔ وہ کتنا اچھا انسان تھا! ظالم زمانے نے ان کو ہم سے چھین لیا! جب وہ صوبہ سندھ کے گورنر تھے تو ان کی ایماء پر نگران حکومت میں میں نے بطور وزیر تعلیم فرائض انجام دیے۔ ایک مختصر عرصے میں کافی فلاحی کام ہوئے۔ وہ اسلامی جذبے سے سرشار تھے اور پاکستان کے صحیح معنوں میں خدمت گار تھے۔ رحمۃ اللہ

آپ سماجی ورکر ہیں۔ صداقت سے لبریز ہیں اور محبت کا درس دیتے ہیں آپ کا خط ایک محبت نامہ ہے۔ آپ کے دل میں درد ہے۔ ملک کا سوچتے ہیں۔ آپ کے یہ الفاظ کتنے پیارے ہیں:

> اللہ کریم نے مجھے جتنی ہمت اور توفیق بخشی ہے خدمتِ خلق کرتا رہتا ہوں۔
> خدمتِ خلق عظیم نیکی ہے۔ اگر ہم تمام عبادتوں کا نتیجہ اخذ کریں تو خدمتِ خلق ہی نکلتا ہے اور اس میں ہی ہم سب کی بھلائی، بہتری اور خیر خواہی ہے۔

جزاک اللہ۔ میں کلی طور پر آپ سے متفق ہوں حالانکہ بذات خود کچھ نہیں ہوں۔

اس وقت میں ریٹائرڈ ہو چکا ہوں البتہ اعزازی طور پر خود کو سندھ یونیورسٹی سے منسلک کرنے کا شرف حاصل ہے۔ اولاد پانچ فرزند اور تین بیٹیاں ہیں۔ دو بیٹے ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ ایک بیٹی ہائی سکول سروس سے ریٹائرڈ ہو چکی ہے۔ ایک بیٹی اسلام آباد میں فارن

سروس(CSS) میں ہے۔آپ سب کے حق میں دعا فرمائیں۔میری عمر میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔عنقریب نود کو پہنچ جاؤں گا۔صحت اچھی نہیں لیکن بخیر ہوں۔وجع المفاصل کی وجہ سے مجبور ہوں۔''کنت امشی ولست اعییٰ صرتُ اعییٰ ولستُ امشی''
لکھنا پڑھنا بدستور باقی ہے۔گزشتہ ماہ مئی میں مقتدرہ اسلام آباد کو سندھ کے فارسی شعراء کا تذکرہ[۲] اشاعت کے لیے دیا تھا۔شاید کبھی چھپ جائے۔طلبہ کی خدمت کرتا رہتا ہوں۔

میں آپ کا بیحدہ ممنون ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا۔جی چاہتا ہے کہ فیصل آباد پہنچ کر آپ کو دیکھوں اور شکریہ ادا کروں لیکن منزل دور و من تنہا والا حساب ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے کاموں میں خیر و برکت سے نوازے۔واللہ هو الموفق و المستعان۔

مخلص نیازمند

نبی بخش علی محمد خان بلوچ

---

۱ غازی محمد بخش، سماجی کارکن، حال مقیم فیصل آباد

۲ یعنی تکملة التکملة (سندھ میں فارسی شعراء کا تذکرہ۔آخری دور) جسے مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے ۲۰۰۷ء میں شایع کیا۔

(۲)

۲۰ رجنوری ۲۰۰۸ء

محترم ومکرم غازی محمد بخش صاحب ادام اللہ علینا الکافہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کا کرمنامہ یکم محرم الحرام ۱۴۲۹ھ موصول ہوا۔ میں ممنون ہوں کہ آپ یاد فرماتے ہیں۔اس یادنامہ سے پہلے آپ کا خط پہنچا اور اس کے ساتھ پھولوں کا گلدستہ جو ہم نے سنبھال کے رکھا ہے۔

حیدر آباد میں ٹیلی فون کا سلسلہ صحیح نہیں رہتا، خاص طور پر جہاں میں مقیم ہوں۔ایک یہ نمبر ہے جہاں پر میرا معاون (آپ کا ہم نام) محمد بخش لغاری موجود ہوتا ہے

(022)9200339۔ آپ کا پیغام پہنچ سکتا ہے۔

میری صحت بخیر ہے البتہ وجع المفاصل کی وجہ سے چلنے پھرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔ دعائے خیر فرمادیں۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

(۳)

۶/جون ۲۰۰۸ء

سب کے عظیم محسن اور انسانیت کی بھلائی کے بہی خواہ محترم غازی محمد بخش سلمہ اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا کرمنامہ مؤرخہ 08-6-3 معہ تحفۂ کتاب کشف المحجوب موصول ہوا۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس عطیہ سے نوازا۔ آپ کے اس خط سے پہلے اور کوئی دوسرا خط مجھے نہیں ملا۔ میں اب اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ ارباب حل وعقد پر بارِ گراں بن سکوں۔ اس صاحبِ ضرورت کے حق میں دعا فرمائیں۔

مخلص

نبی بخش

(۴)

۲۱/اپریل ۲۰۰۹ء

محترم غازی محمد بخش سلمہ اللہ

السلام علیکم: ممنون ہوں کہ آپ نے اپنے خط مؤرخہ 09-3-5 میں یاد فرمایا۔ اپنی مجبوریوں کی وجہ سے خط کا جواب نہ لکھ سکا۔ عمر بڑھ گئی ہے اور وہ ہمت باقی نہیں رہی کہ ہر

کام کو وقت پر پورا کیا جائے۔ دعا فرمائیں۔

مخلص

نبی بخش

(۵)

۸/مارچ ۲۰۱۱ء

غازی محمد بخش صاحب ادام اللہ علینا الکافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے ۱۲/ربیع الاوّل کو اپنے خط میں یاد فرمایا۔ میں ممنون ہوں۔ آپ پاکستان کی تعمیر و ترقی کے لیے دعائے خیر مانگتے ہیں۔ جزاک اللہ۔ ہم سب وطن عزیز کی ترقی و تعمیر کے خواہاں ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو توفیق دے کہ وطن عزیز کی کما حقہ خدمت کریں۔ میں بخیر ہوں، شکریہ۔

فیصل آباد میں ایک خوفناک دھماکہ کی خبریں آئی ہیں۔ اللہ پاک آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

بنـــام

ڈاکٹر انصار زاہد خان[1]

۲ر جون ۲۰۰۹ء

محترم انصار زاہد خان السلام علیکم

گرامی نامہ مؤرخہ ۲۲ر مئی (602-PHS) موصول ہوا۔ میں محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ کا اور آپ سب کا ممنون ہوں کہ آپ نے میرے لیے آسانی کر دی کہ میں حکیم صاحب[2] مرحوم کی یاد میں 'میموریل لیکچر' دے سکوں۔ میں کوئی مناسب موضوع متعین کر کے آپ کو اطلاع دوں گا۔ حکیم صاحب سندھ سے محبت کرتے تھے۔ اس ناطے سے میں سوچ رہا ہوں کہ سندھ کی تاریخ کے کسی تحقیق طلب موضوع پر گفتگو ہو تو بہتر۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ دوم یہ کہ 'میموریل لیکچر' پہلے ہی پرنٹ کر دیا جائے تاکہ شرکاء کانفرنس میں تقسیم ہو۔ اس خدمت میں بھی شریک ہونا چاہتا ہوں اور ایک ہزار روپے کی تھوڑی سی رقم ادا کر دوں گا۔

فیلوشپ میرے لیے باعث افتخار! اجازت ہے۔ سوانحی خاکہ آپ کو پہنچ جائے گا۔ بھائی شریف المجاہد[3] سے رابطہ رہتا ہے۔ باری تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اسکالروں کی شرکت کی اطلاع قابل اطمینان ہے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

۱۔ سیکرٹری پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی

۲۔ حکیم محمد سعید مرحوم

۳۔ ڈاکٹر شریف المجاہد، سابق صدر شعبہء صحافت کراچی یونیورسٹی و سابق ڈائریکٹر قائداعظم اکیڈمی کراچی

بنــام

جیلانی چاند پوری ؒ

بلا تاریخ

سالک طریق وجدان وشارح جادۂ عرفان قبلہ جیلانی چاند پوری مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ وبعد: یہ بندہ عاجز عرض گزار ہے کہ آنجناب کا کرنامہ عنبر شامہ اور تحائف کتب خمسہ خلیفہ مذکورہ کی ہمت وعنایت سے موصول ہوئے۔ میں ممنون ہوں آپ نے کمالِ شفقت فرما کر یاد فرمایا اور میری طرف سے یہ تقصیر کہ یہ نیاز مند قبل اس کے لکھ نہ سکا۔ کیا کروں کہ طمانیت وسکون وسکوت میں سانس لینے کے بجائے ایں وآں کے لعاب عنکبوت میں لپٹا ہوا ہوں۔ میرے حق میں دعا فرمائیں۔

مسودے سے عیاں ہے کہ ''کائنات کی کمال آفرین اسلامی آئیڈیالوجی پر ایک نظر'' اسلامی فکر اور وجدانی عرفان کی روشنی میں مرتب ہوئی ہے اور اس میں 'کائنات' کے حقیقی اسلامی تصورات سامنے آتے ہیں۔

بے شک انسان کو ایک کمال آفرین آئیڈیالوجی کی ضرورت ہے اور اس کی تشریح و تشکیل 'کائنات' کے حقیقی اسلامی تصورات کی روشنی میں ہی ہوسکتی ہے۔ آپ نے صحیح فرمایا کہ محض علم المطالعہ سے نہیں بلکہ علم مشاہدہ سے ہی اس کی حقیقت کا عیاں ہونا ممکن ہے۔

ماشاء اللہ جو کمی علامہ مطہری کی گراں مایہ تصنیف میں رہ گئی وہ اس فکر آزما اور فکر انگیز تصنیف میں کما حقہ پوری ہو رہی ہے۔ اسلوب بیان اتنا سہل اور دلنشین ہے کہ ہمارے جیسے انگریزی زدہ حمقی بھی تخلیق الٰہی کے تینوں مظاہر: عالم امر، عالم الامثال اور مادی کائنات کی حقیقت کو کچھ نہ کچھ سمجھ سکیں گے۔ اللّٰھم زد فزد۔

مخلص

عبداللہ نبی بخش بلوچ

بنام
ڈاکٹر سلیم اختر

بلا تاریخ

پیارے ڈاکٹر سلیم اختر سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و بعد: دکتر محمد مہدی توسلی سے جو خط موصول ہوا ہے اس کا عکس منسلک ہے۔ جواب دینے کی ہمت نہیں کہ تقاضا فارسی زبان میں ہے۔ میری طرف سے آپ ان کو کچھ دے سکیں تو بہتر۔ یہ لکھ سکتے ہیں کہ میری گزارش پر آپ ان کو یہ مواد مہیا کر رہے ہیں۔

مندرجہ ذیل کتابیں میں نے ایڈٹ کی ہیں جو فارسی میں ہیں۔

- دیوان غلام: دیوان غلام محمد خان لغاری، مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ ۱۹۵۹ء
- تاریخ طاہری: تصنیف سید طاہر محمد نسیانی تتوی، عہد ارغون و ترخان تاریخ سند، سندھی ادبی بورڈ ۱۹۶۴ء
- بیگلار نامہ: تصنیف ادراکی بیگلاری، در سوانح شاہ قاسم خان ارغون عہد ترخانیہ، تاریخ سند، سندھی ادبی بورڈ
- لب تاریخ سند: تصنیف خداداد خان، تاریخ سند مختصراً مع اضافہ عہد انگلیزیہ، سندھی ادبی بورڈ ۱۹۵۹ء
- حاصل النہج: یعنی خلاصۂ کتاب نہج التعلّم کہ ازاں پیش تر تصنیف کردہ مصنف مخدوم جعفر بن میران بوبکانی
- فتح نامۂ سند: NIHCR، ۱۹۸۳ء
- باقیات از تاریخ خانوادہ کلہوڑہ، کراچی ۱۹۹۶ء
- تاریخ بلوچی یعنی تاریخ عہد تالپور بلوچاں، تاریخ سند، کراچی ۱۹۹۶ء

ان کتابوں کے علاوہ اور بھی چھوٹے موٹے کام جن میں مآخذ فارسیہ سے استفادہ۔
حال ہی میں (۳۰ رستمبر ۲۰۰۲ء) فارسی زبان و ادب پر کراچی میں مکالمہ منعقد ہوا جس میں سندھ میں فارسی کے موضوع پر میں نے مقالہ پیش کیا تھا۔ عکس بھیج رہا ہوں۔

آپ کا مقالہ میرے متعلق اور دوسرا مواد "ڈاکٹر بلوچ هك مثالی عالم" میں موجود ہے۔

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

ا ڈاکٹر سلیم اختر فارسی زبان و ادب کے محقق۔ حال مقیم لاہور

بنـــام
سیّد فصیح اقبالؔ

محترم ومکرم سیّد فصیح اقبال صاحب

السلام علیکم۔ کوئٹہ میں آپ نے جو میری پذیرائی اور عزت افزائی کی اس سے آپ کے اخلاق کریمانہ کا مزید احساس ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ آپ سے جب میری پہلی ملاقات ہوئی تھی تو میں آپ کی پیاری میٹھی اور معنی خیز باتوں سے اور خاص طرز ادا سے بہت متاثر ہوا تھا۔ اسلام آباد، لاہور کی ملاقات میں محسوس ہوا کہ آپ کے تبصرے اور آپ کی وضاحتیں تدبیر و تدبر کا مظہر ہیں۔ اب کے کوئٹہ میں جبکہ آپ کی شفقت سے قریب تر ہونے کا موقعہ ملا تو میں اس راز سے آشنا ہوا کہ آپ اپنی محنت، مشقت لوگوں سے بے پناہ محبت اور ذاتی ہمت وفراست سے قبولِ عام اور کامیابی کے معراج کو پہنچے ہیں۔

آپ نے مجھے محبت و عزت سے نوازا۔ کوئٹہ کلب میں پُرتکلف دعوت کا انتظام کیا اور کئی احباب کو بلایا۔ یہ حسن انتظام آپ کے تمتع اور تمکنت پر بھی غمازی کر رہا تھا۔ مزید آپ کی محبت وثروت کا منظر تب سامنے آیا جب آپ کی رہنمائی میں آپ کے دولت خانہ کو دیکھا۔ ہر طرف سجاوٹ میں آپ کا حسن انتخاب نظر آیا۔ آپ نے اسلامی معاشرے کی اعلیٰ روایات کے تناظر میں مجھے اور میرے ساتھیوں کو تحائف سے نوازا اور اپنی شگفتہ طبع اور شیریں بیانی سے اپنے مساعی جمیلہ سے ہمیں روشناس کرایا۔

کوئٹہ سے میں پنجگور گیا وہاں پر عزت اکاڈمی والوں نے مدعو کیا تو سامنے بورڈ پر آپ کا اسم گرامی نظر آیا۔ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنی بالغ نظری سے کوسوں دور پنجگور میں یہ یادگار قائم کردی۔ عربی کا شعر ہے:

تلك اثارنا تدل علينا   فانظروا بعدنا الى الآثار

گرویدۂ احسان
نبی بخش بلوچ

---

1 معروف صحافی، مقیم کوئٹہ۔ چیف ایڈیٹر بلوچستان ٹائمز کوئٹہ

بنــام

پروفیسر قدرت اللہ فاطمی [1]

محترم فاطمی صاحب السلام علیکم

گزشتہ شام کو حاضر ہوا تھا۔ کتاب اور خط دے کر گیا تھا۔

اگر بیرونی کی کتاب مـا للھند، عربی متن، حیدر آباد دکن والا آپ کے ہاں [2] موجود ہو تو براہ کرم بھجوا دیں۔

میں بزرگ بن شہریار والی رپورٹ 270A.H پر لکھ رہا ہوں۔ اس میں زبان کا نام ''الھـنـدیـه'' ہے۔ اس سال سے پہلے کی کتابوں میں ملک کا نام ''الھـنـد''، مکینوں کا نام ''الھند'' تلواروں کا نام ''الھندوانی'' ملتے ہیں۔ کہیں زبان کا نام بھی ملتا ہے؟ فوری طور پر ذہن میں کوئی بات آجائے تو لکھ دیں ورنہ غور فرمائیں۔

البیرونی کی مصنفات سے پہلے کتـاب الابنیه یا کسی دوسری تصنیف میں مزبارہ کا نام اگر آتا ہے تو کس صورت میں؟

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] معروف ماہر تعلیم، محقق، دانشور۔ وفات ۹ رنومبر ۲۰۰۳ء اسلام آباد

[2] اشارہ غالباً کتب خانہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کی جانب ہے۔

بنــام

ذاکر علی خاں[1]

بلا تاریخ

مکرمی محمد ذاکر علی خان، محترم عبدالرشید خان و محترمی انوار عزمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: ماہنامہ تہذیب[2] (نومبر ۲۰۰۳ء) میں میری بیگم مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے تعزیتی اجلاس کی اشاعت میرے لیے باعث طمانیت ہے کہ میں علی گڑھ اولڈ بوائز برادری کا ایک عزیز فرد ہوں اور سب بھائی اس غم میں میرے ساتھ ہیں۔ تہذیب نے یہ پیغام دور دور تک پہنچایا اور غمگساروں کا دائرہ وسیع تر ہو کر مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت اور میرے لیے مزید محبتوں اور ہمدردیوں کا باعث بنا۔ اس اشاعت کے لیے میں ادارۂ تہذیب کا ممنون ہوں۔

میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی مجلس منتظمہ خاص کر جناب زیڈ اے نظامی اور معاون رفقاء کا بیحد ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنی محبتوں کا سہارا دیا اور میری رفیقۂ حیات مرحومہ کے ایصال ثواب کے لیے تعزیتی اجلاس میں قرارداد منظور فرمائی کہ اس سانحے غم میں وہ سب میرے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

مخلص

نبی بخش بلوچ

---

[1] سابق سیکرٹری علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کراچی، وفات ۸ر فروری ۲۰۱۲ء

[2] ماہنامہ تہذیب کراچی، علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا ترجمان۔